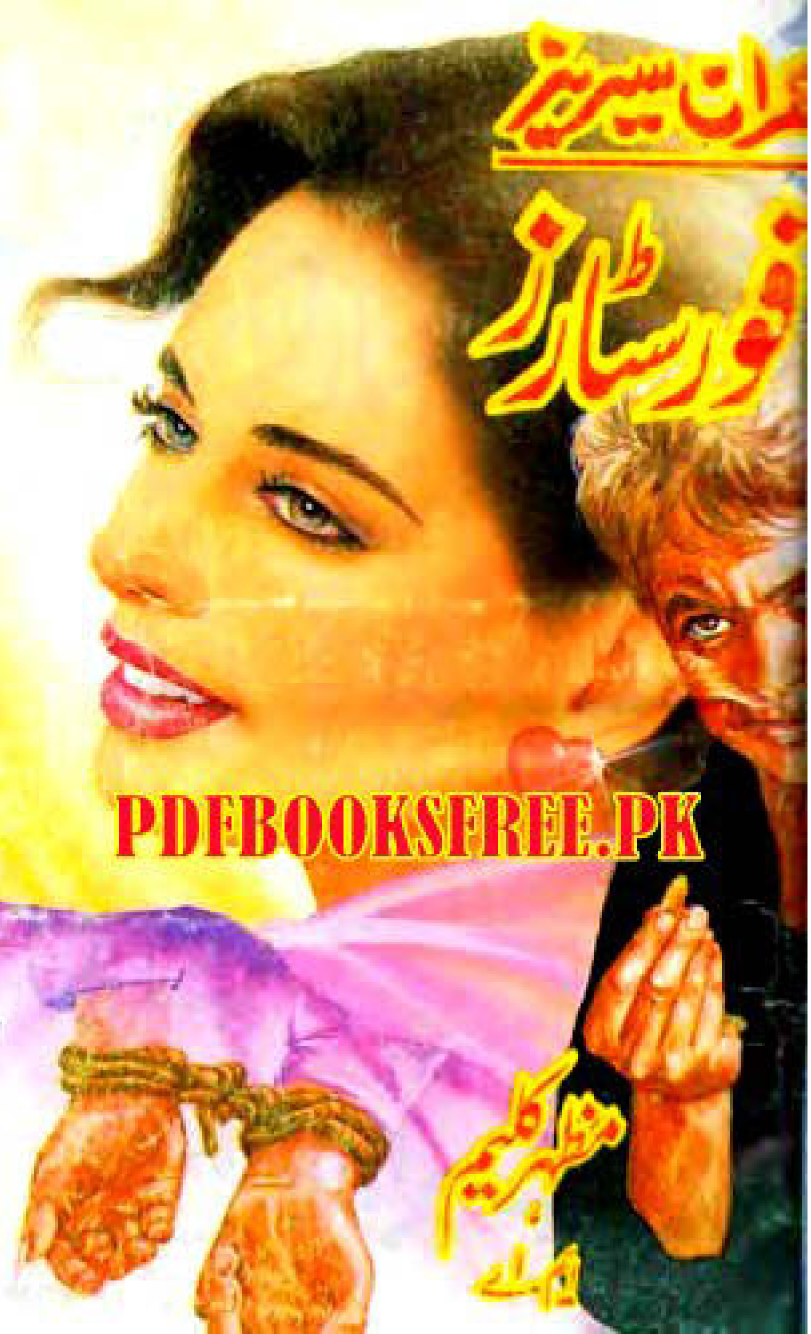
مران سیریز
فور سٹارز
PDFBOOKSFREE.PK
مظہر کلیم ایم اے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

# چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ نیا ناول " فور سٹارز " آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ یہ ناول نہ صرف کہانی کے لحاظ سے نیا ہے بلکہ یہ اپنے موضوع کے لحاظ سے بھی ایک نئے باب کی حیثیت رکھتا ہے ۔ آپ اب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کارناموں پر مشتمل ناول پڑھتے آئے ہیں ۔ سیکرٹ سروس ایک سرکاری ادارہ ہے جس کا دائرہ کار صرف ان جرائم کے خلاف کام کرنے تک محدود ہے جن کا تعلق ملکی سلامتی ، ملکی عزت و وقار اور ملک میں بسنے والے کروڑوں افراد کے مجموعی مفادات سے ہوتا ہے لیکن ایسے جرائم جن کا تعلق ملک کے اندرونی معاشرے سے ہوتا ہے وہ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتے ۔ ان جرائم کے خلاف پولیس ، انٹیلی جنس اور ایسے ہی دوسرے ادارے کام کرتے رہتے ہیں لیکن ظاہر ہے ان کی کارکردگی ویسی نہیں ہو سکتی جیسی سیکرٹ سروس اور سیکرٹ ایجنٹس کی ہوتی ہے ۔ سیکرٹ ایجنٹس کی تربیت ۔ ان کا انداز کار اور ان کی صلاحیتیں ملک کے اندر کام کرنے والی دوسری ایجنسیوں کے مقابلے میں کہیں برتر اور اعلیٰ حیثیت کی حامل ہوتی ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل سیکرٹ ایجنٹوں کو ملکی سلامتی کے خلاف کام کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں اور دوسرے ممالک کے سیکرٹ ایجنٹس کے مقابلے تک ہی محدود

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رکھا جاتا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران تو اپنی کارکردگی اور صلاحیتوں کے لحاظ سے پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا کے سیکرٹ ایجنٹس پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی اور ان کی اعلیٰ اور برتر صلاحیتوں کا لوہا مانتے ہیں اور یقیناً یہ ان کی صلاحیتوں اور کارکردگی ہی کا نتیجہ ہے کہ سیکرٹ سروس کے صرف چند ممبران ہی بڑی سے بڑی تنظیموں اور دوسرے ممالک کی پوری سیکرٹ سروسز پر بھاری ثابت ہوتے ہیں۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اکثر ممبران عام طور پر فارغ رہتے ہیں لیکن وہ بھی چونکہ معاشرے کا ایک حصہ ہیں اور اپنے اندر درد مند دل بھی رکھتے ہیں اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار ممبران نے اپنے طور پر ملک کے اندر ہونے والے بھیانک جرائم کے خلاف کام کرنے کے لئے ایک گروپ "فور سٹارز" کے نام سے قائم کر لیا اور پھر "فور سٹارز" ملک کے جرائم پیشہ افراد اور معاشرے کے لئے ناسور کی حیثیت رکھنے والے غنڈوں اور مجرموں کے خلاف میدان عمل میں اتر آئے اور ظاہر ہے اس کے بعد ان غنڈوں، مجرموں اور معاشرے کے ان ناسوروں پر جو قیامت ٹوٹ پڑی اس کا اندازہ آپ آسانی سے لگا سکتے ہیں اور خاص طور پر جب عمران بھی فور سٹارز کے ساتھ شامل ہو جائے تو پھر یقیناً فور سٹارز کی کارکردگی کو چار چاند لگ گئے ہوں گے۔ موجود ناول اس گروپ کا پہلا کارنامہ ہے اور میں پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ ناول اپنے منفرد انداز نئے موضوع اور مختلف دائرہ کار کی بنا پر آپ کو یقیناً پسند آئے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے گا۔ لیکن ناول کے مطالعہ سے پہلے ایک دلچسپ خط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

اوچ شریف ضلع بہاولپور سے عبدالواحد صدیقی صاحب لکھتے ہیں۔ "آپکے تمام ناول اپنی مثال آپ ہیں۔آپ کا ہر ناول ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے اور ہم سب دوست آپ کی تحریر کے انتہائی دلدادہ ہیں لیکن آپ سے ایک شکایت بھی ہے کہ آپ ناولوں کے سرورق پر عمران کی جو تصویر شائع کرتے ہیں وہ ہمیں قطعی پسند نہیں ہے۔ کسی ناول کے سرورق پر عمران بوڑھا نظر آتا ہے۔ کسی پر اس کا چہرہ زخمی ہوتا ہے۔ کبھی اس کی شکل ڈریکولا جیسی ہوتی ہے اور کبھی وہ انتہائی بدصورت ہوتی ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں سرورق پر جولیا کی تصویر ہر بار مختلف انداز میں ہونے کے باوجود انتہائی خوبصورت ہوتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ عمران میک اپ کا ماہر ہے لیکن وہ ہر بار ایسا میک اپ کیوں کرتا ہے جس سے وہ بدصورت نظر آتا ہے۔ جبکہ ناولوں میں تو وہ نوجوان، پرکشش، وجیہہ اور سمارٹ نظر آتا ہے۔ آپ برائے مہربانی سرورق پر عمران کی انہی خوبیوں کی حامل تصویر شائع کیا کریں"۔

محترم عبدالواحد صدیقی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بےحد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو دراصل سرورق پر شائع ہونے والی تصاویر عمران یا جولیا کی نہیں ہوتیں۔ آپ کو شاید یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


غلط فہمی اس بنا پر ہوئی ہے کہ آپ بچوں کی کہانیوں پر مخصوص کرداروں کی تصاویر دیکھتے ہیں۔ مثلاً ٹارزن کی ہر کہانی کے سرورق پر ٹارزن کی تصویر ضرور ہوتی ہے۔ اسی طرح عمرو عیار کی کہانی کے سر ورق پر عمرو عیار کی موجودگی لازمی ہوتی ہے لیکن جاسوسی ناولوں کے سرورق پر کرداروں کی تصویریں نہیں ہوتیں۔ ان پر صرف مختلف جاسوسی سچوئشنز کی منظر کشی کی جاتی ہے۔ امید ہے اس وضاحت کے بعد آپ کی شکایت دور ہو جائے گی۔ ویسے جن خوبیوں کی حامل تصویر آپ سرورق پر دیکھنا چاہتے ہیں ایسی تصویر سرورق پر نہ سہی۔ سرورق کے عقب میں تو بہرحال موجود ہی ہوتی ہے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار ہوٹل شیرٹن کے کمپاؤنڈ گیٹ کے اندر موڑی اور پھر اسے لے جا کر اس نے پارکنگ میں روک دیا۔ پارکنگ اس وقت نئے ماڈلوں کی رنگ برنگی کاروں سے بھری ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ پارکنگ نہ ہو کسی بہت بڑے کار ڈیلر کا شو روم ہو۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر آیا۔ اس نے کار لاک کی اور پھر اطمینان سے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ آج کافی عرصے بعد وہ ہوٹل شیرٹن آیا تھا۔ ویسے وہ اپنے فلیٹ سے تو جولیا کے فلیٹ میں جانے کے لئے نکلا تھا لیکن ہوٹل شیرٹن کے کمپاؤنڈ گیٹ کے ساتھ فنکشن کا بڑا سا اشتہاری بورڈ دیکھ کر اس نے کار اندر موڑ دی تھی۔ ہوٹل شیرٹن اپنے نئے سے نئے فنکشن کے لئے پورے دارالحکومت میں مشہور تھا اور عمران نے جو اشتہار دیکھا تھا اس کے مطابق آج ہوٹل میں کسی غیر ملکی طائفے کے رقص کا پروگرام درج تھا۔ جہازی سائز کے

اس بورڈ پر غیر ملکی طائفے کی عورتوں کے رقص کرتے ہوئے بڑے بڑے رنگین فوٹو بھی چسپاں تھے۔ عمران جب گیٹ پر پہنچا تو وہاں دو باوردی دربان موجود تھے۔

"ٹکٹ جناب"...... ان میں سے ایک نے عمران کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس نے دوسرے ہاتھ میں سبز رنگ کی ٹکٹوں کا ایک بڑا سا بنڈل پکڑا ہوا تھا۔

"ٹکٹ کیا مطلب۔ اب عورتوں کو دیکھنے پر بھی ٹکٹ لگ گیا ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری جناب آپ بغیر ٹکٹ اندر نہیں جا سکتے۔ پلیز ایک طرف ہٹ جائیں"...... دربان کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"تم اندر جا سکتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں میں تو جا سکتا ہوں میں تو ہوٹل کا ملازم ہوں"۔ دربان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی عقل پر حیرت ہو رہی ہو کہ اس نے ایسا سوال کیوں کیا ہے۔

"حیرت ہے۔ ملازم تو جا سکتا ہے۔ لیکن مالک نہیں جا سکتا۔ کیا زمانہ آگیا ہے۔ یعنی اب سیٹھ آلو والا کچالو والا اپنے ہی ہوٹل میں جانے کے لئے ٹکٹ خریدے گا"...... عمران نے کہا تو دونوں دربان بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا آپ ہوٹل کے مالک ہیں"۔ دونوں دربانوں کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ یقین نہ آنے والا عنصر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


موجود تھا۔

"منیجر کو بلاؤ۔ ابھی اسی وقت فوراً۔ تاکہ وہ تمہیں بتائے کہ سیٹھ آلو والا کچالو والا اس ہوٹل کا مالک ہے یا نہیں اور یہ ہوٹل تو کیا شہر کے درجن دوسرے بڑے ہوٹلوں کے بھی تمہیں گنوا سکے"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ...... اوہ...... جناب معافی چاہتے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں تھا جناب جناب"...... دونوں دربانوں کی حالت یکلخت خراب ہو گئی اور وہ دونوں اس طرح عمران کے سامنے جھک گئے جیسے پرانے زمانے میں غلام بادشاہوں کے سامنے جھک جاتے تھے۔

"آئندہ خیال رکھنا سمجھے۔ ورنہ ایک کو آلو اور دوسرے کو کچالو بنا دوں گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک نوٹ نکالا اور دربان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"یہ ٹکٹیں ردی میں بیچ کر تو شاید تمہیں چائے کی ایک پیالی بھی نہ ملے گی۔ اس لئے یہ رقم دے رہا ہوں کہ میری طرف سے جا کر آلو کچالو کھا لینا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی تیزی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

"صاحب آپ کا سیٹ نمبر"...... دروازے کے اندر موجود ایک آدمی نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے سینے پر سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا۔

"کتنی سیٹیں ہیں یہاں"۔ عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سوال کر دیا۔

"ج۔ جی۔ پانچ سو تیرہ"...... سپروائزر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"پانچ سو تیرہ کو اگر ساڑھے آٹھ پر تقسیم کرو تو کیا جواب آتا ہے"۔ عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"جی۔ جی۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... سپروائزر اب حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہا تھا۔ چونکہ عمران کافی عرصہ بعد ہوٹل میں آیا تھا۔ اس لئے یہاں کا عملہ اس دوران تبدیل ہو چکا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ نہ دربان اسے پہچانتے تھے اور نہ یہ سپروائزر۔

"تمہارا کیا مطلب ہے۔ کیا سیٹھ آلو والا کچالو والا ایسا نہیں کہہ سکتا"...... عمران نے الٹا آنکھیں نکالتے ہوئے کہا اور اطمینان سے ایک طرف بنے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ البتہ اس نے کن انکھیوں سے سپروائزر کو کاندھے اچکاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ اس کے پیچھے تو نہ آسکتا تھا۔ وہ کسی دوسرے اندر آنے والے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا...... ہوٹل کا ہال تقریباً بھر چکا تھا اور ہر سیٹ پر باقاعدہ ریزرویشن کارڈ رکھا ہوا تھا۔ کاؤنٹر پر بیک وقت چار لڑکیاں موجود تھیں۔ جو مختلف کاموں میں مصروف تھیں۔ عمران کاؤنٹر پر کہنی رکھ کر بڑی دلچسپی سے ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کو دیکھ رہا تھا۔

"جی فرمایئے"...... ایک لڑکی نے اس کی طرف متوجہ ہوتے



ہوتے ہوئے کہا۔

"فرماتے ہیں۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے"...... عمران نے رخ موڑے بغیر کہا۔

"آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں"...... لڑکی نے کہا۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ سیٹ نمبر ہی مجھے یاد نہیں رہا...... اصل میں یہ نمبر وغیرہ مجھے یاد نہیں رہتے۔ میں نے ان نمبروں کو یاد رکھنے کے لئے باقاعدہ ایک سیکرٹری رکھی ہوئی ہے۔ ایک لاکھ روپیہ ماہوار اسے دیتا ہوں۔ لیکن اب کیا کروں وہ خاتون ہے اور کسی بھی خاتون کے پاس چھٹی لینے کے ایسے ایسے بہانے موجود ہوتے ہیں کہ انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اب دیکھو۔ آج صبح اس کا فون آگیا کہ آج اس کی شادی ہے۔ اس لئے اسے چھٹی دی جائے۔ اب آپ خود ہی بتائیں کہ اگر میں اسے چھٹی نہ دیتا تو اس کی شادی نہ ہوتی اور اگر اس کی شادی نہ ہوتی تو اس کا ہونے والا شوہر مجھے بد دعائیں دیتا اور سیٹھ آلو والا کچالو والا دوسروں کی بد دعائیں لینے سے بہت الرجک ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"آپ اپنا نام بتائیں میں لسٹ دیکھ کر آپ کو سیٹ نمبر بتا دیتی ہوں"...... کاؤنٹر گرل نے عمران کی بات پر ہنستے ہوئے کہا۔

"یہی تو اصل مسئلہ ہے۔ میں نے نام یاد رکھنے کے لئے علیحدہ سیکرٹری رکھی ہوئی ہے اور وہ بھی خاتون ہے۔ ایک لاکھ روپے ماہانہ تو مجھ سے وصول کرتی ہے۔ لیکن کام اپنے شوہر کے کرتی ہے۔ آج صبح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اس کا بھی فون آیا تھا کہ اس کا شوہر بڑی مشکل سے شاپنگ پر آمادہ ہوا ہے۔ اس لئے وہ آج اس کے ساتھ شاپنگ پر جا رہی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ اگر اس کا شوہر شاپنگ پر آمادہ ہو ہی گیا ہے تو میرا نام کون بتائے گا اب سیٹھ آلو والا کچالو والا تو ہمارا خاندانی نام ہے۔ اصل نام تو اس نے بتانا تھا"...... عمران نے جواب دیا۔ لیکن اس کی نظریں مسلسل ہال کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں تاکہ کوئی شناسا چہرہ نظر آئے تو وہ اس سے جا ٹکرائے۔ لیکن کوئی ایسا شناسا چہرہ اسے نظر نہ آ رہا تھا کہ اچانک عمران چونک پڑا۔ اس نے ہوٹل کے گیٹ سے صدیقی کو ایک مقامی لڑکی کے ساتھ اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا یہ مقامی لڑکی اپنی چال ڈھال۔ لباس اور انداز سے ہی کوئی شکاری لڑکی لگتی تھی۔ ایسی لڑکی جو ایسے ہوٹلوں میں اکثر پائی جاتی ہیں۔ اس نے بڑے لاڈ بھرے انداز میں صدیقی کا بازو پکڑا ہوا تھا اور بڑی اٹھلا اٹھلا کر چل رہی تھی۔ صدیقی نے ہلکے نیلے رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔ وہ بھی اس انداز میں اس لڑکی سے پیش آ رہا تھا جیسے جان و دل سے اس پر فدا ہو رہا ہو۔

"آپ کے لئے سپیشل سیٹ کا بندوبست کر دیتی ہوں جناب"۔ لڑکی نے آخر کار تنگ ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ اب ظاہر ہے۔ میری سیٹ پر تو کوئی نہیں بیٹھ سکتا۔ اس لئے جب ساری سیٹیں بھر جائیں گی اور ایک سیٹ خالی رہ جائے گی تو میں سمجھ جاؤں گا کہ یہی میری سیٹ ہے



ویسے اگر تمہیں سیٹھ آلو والا کچالو والا کے یہاں کھڑے ہونے پر اعتراض ہو تو بیشک تم یہاں میری جگہ آ کر کھڑی ہو جاؤ اور میں تمہاری جگہ سٹول پر بیٹھ جاتا ہوں"...... عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں آفر کرتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں سیٹھ صاحب لیکن آپ جیسے معزز آدمی یہاں کھڑے ہوئے اچھے نہیں لگتے اس لئے میں سٹیج کے ساتھ آپ کو سیٹ لگوا دیتی ہوں"...... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر سیٹ لگوانی ہے تو پھر ٹیبل نمبر ایک سو بارہ پر لگوا دو۔ وہاں دو کرسیاں ہیں۔ اور ان میں سے ایک کرسی پر جو صاحب موجود ہیں وہ کسی زمانے میں میری فیکٹری میں مزدور ہوا کرتے تھے۔ لیکن آج کل سپر لیڈر ہیں۔ اس لئے سیٹھوں سے آنکھ ملا کر بات کرنے کے عادی ہیں اور جو آنکھ ملا کر بات کرنے کا عادی ہو۔ اس کے پاس بیٹھنے سے آداب محفل سیکھے جا سکتے ہیں"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے"۔ لڑکی نے فوراً ہی رضامند ہوتے ہوئے کہا اور اس نے ایک سائیڈ پر موجود آدمی کو بلا کر اسے ہدایات دیں۔

"یس میڈم"...... اس آدمی نے کہا اور پھر وہ ایک سائیڈ پر موجود راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ صدیقی اس لڑکی کے ساتھ جس میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں واقعی صرف دو کرسیاں تھیں جبکہ باقی میزوں کے گرد تین تین بلکہ چار کرسیاں بھی موجود تھیں۔ صدیقی جس انداز میں بیٹھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



تھا۔ اس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ جبکہ اس لڑکی کا چہرہ عمران کی طرف تھا۔ جو اسکے سامنے بیٹھی ہوئی تھی اور دونوں بڑے رازدارانہ انداز میں گفتگو میں مصروف تھے۔ چند لمحوں بعد وہی ویٹر ایک کرسی اٹھائے راہداری سے نمودار ہوا۔

"آیئے سر"...... اس ویٹر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"شکریہ مس ویسے آپ کی مسکراہٹ اس قدر دلکش ہے کہ مجھے یقین ہے کہ اگر مسکراہٹ کا عالمی مقابلہ منعقد ہو اور اس کے جج اندھے بھی ہوں تب بھی وہ آپ کو ہی اول قرار دیں گے"۔ عمران نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا اور لڑکی اس طرح مسکرائی جیسے اس کی روح بھی ساتھ ہی مسکرا رہی ہو۔ عمران ویٹر کے پیچھے چلتا ہوا اس میز کے قریب پہنچا اور ویٹر نے جیسے ہی میز کی سائیڈ پر کرسی رکھی صدیقی اور وہ لڑکی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ کیا ہے"۔ صدیقی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اسے کرسی کہتے ہیں اور یہ سیٹھ آلو والا کچالو والا کے بیٹھنے کے لئے یہاں رکھی گئی ہے۔ آپ کو کوئی اعتراض ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ ......" صدیقی نے حیران ہو کر کہنا شروع ہی کیا تھا کہ عمران نے اس کی بات کاٹ دی۔

"سیٹھ آلو والا کچالو والا"...... عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے



کہا اور اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا اور ساتھ ہی اس نے کرسی کا رخ اس طرح پھیر دیا کہ اس پر بیٹھ کر اس کی مخاطب وہ لڑکی ہی ہو سکتی تھی۔

"مس"...... عمران نے اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"یہ مس گلزار ہیں"...... لڑکی کے بولنے سے پہلے ہی صدیقی بول پڑا۔

"اوہ پھر تو میں یہاں مس فٹ ہوں۔ اب بھلا گل و گلزار میں آلو اور کچالو رکھا ہوا اچھا تو نہیں لگتا۔ ویری سوری دراصل میری دور کی نظر کمزور ہے۔ میں سمجھا کہ یہاں بھنڈی اور بینگن موجود ہیں اس لئے آلو اور کچالو کا سکوپ بن جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ کا نام بھی دلچسپ ہے اور آپ باتیں بھی دلچسپ کرتے ہیں"۔ مس گلزار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہمارا خاندانی نام ہے۔ میرے دادا آلوؤں کی امپورٹ ایکسپورٹ کرتے تھے۔ سرخ رنگ کے آلو دساور سے منگوایا کرتے تھے اور سانولے رنگ کے آلو دساور کو بھجوایا کرتے تھے۔ اس لئے انہیں لوگ سیٹھ آلو والا کہتے تھے۔ پھر میرے والد نے ترقی کی اور آلوؤں کے ساتھ ساتھ کچالو بھی دساور کو بھیجنے شروع کر دیئے۔ کیونکہ کچالو اوپر سے رنگین اور اندر سے سفید ہوتا ہے۔ اس طرح وہ ہر جگہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



پسند کیا جاتا ہے۔ چنانچہ انہیں لوگ سیٹھ آلو والا کچالو والا کہنے لگ گئے اور چونکہ میں نے ابھی مزید کوئی ترقی نہیں کی۔ اس لئے ابھی ساتھ کوئی مزید لقب نہیں لگ سکا۔ ویسے جلد ہی اس میں اضافہ ہو جائے گا سیٹھ آلو والا کچالو والا ٹماٹو کیچپ والا۔ کیونکہ اس وقت پورے ملک میں ٹماٹو کا کیچپ بنانے کی میری پچاس فیکٹریاں کام کر رہی ہیں اور مزید پچاس کی مشینری آچکی ہے اور پچاس مزید کی عمارتیں تیار ہو رہی ہیں اور پچاس مزید کے لئے اراضی خریدی جا رہی ہے"...... عمران کی زبان جب رواں ہوئی تو ظاہر ہے اتنی آسانی سے کہاں رکنے والی تھی۔

"اس قدر فیکٹریاں اور وہ بھی ٹماٹو کیچپ کی۔ حیرت ہے"...... مس گلزار نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ اب عمران میں پوری طرح دلچسپی لے رہی تھی۔ جب کہ صدیقی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے مس گل وگلزار۔ اوہ سوری دراصل ڈبل لفظ نام میں بولنے کی مجھے عادت سی پڑ گئی ہے۔ بہرحال مسز گل اور مس گلزار حیرت کی کیا بات ہے۔ آج کل تو دور ہی ٹماٹو کیچپ کا ہے۔ آپ کو پتہ ہے ٹماٹو کیچپ کیسے بنتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے تو نہیں معلوم ہے"...... مس گلزار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تفصیل تو میرے بورڈ آف ڈائریکٹرز کو بھی معلوم نہ ہوگی۔



بہرحال ٹماٹر کو کچل دیا جاتا ہے اور پھر اس کچلے ہوئے ٹماٹر کو کیچ کر کے بوتلوں میں فکس اپ کر دیا جاتا ہے۔ کچھ ایسا ہی دھندہ ہے"۔ عمران نے کہا تو مس گلزار بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ ہنس رہی ہیں کمال ہے۔ ٹماٹر سے پوچھیئے۔ وہ آپ کو بتائے گا کہ جب اسے کچلا جاتا ہے۔ کیچ کیا جاتا ہے اور پھر فکس اپ کیا جاتا ہے تو اس کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں عوام کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ بیچارے ٹماٹر کی طرح سرخ ہوتے ہیں کیونکہ ان کے اندر خون ہوتا ہے۔ پھر حکومت انہیں کچلنا شروع کر دیتی ہے۔ جب وہ کچلے جاتے ہیں تو ہر محکمہ انہیں کیچ کرنا شروع کر دیتا ہے اور جب وہ کیچ ہو جاتے ہیں تو پھر فکس اپ کر دیا جاتا ہے"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"یہ علی عمران ہیں۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کے اکلوتے لڑکے اور جناب علی عمران صاحب یہ مس گلزار ہیں۔ گلزار ہوٹل کی مالکہ اور یہ گلزار ہوٹل خیابان کالونی کے اندر واقع ہے"...... اچانک صدیقی بول پڑا تو مس گلزار کے چہرے کا رنگ یکلخت اڑ گیا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس"...... مس گلزار نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے یہ سب کچھ تو صرف رعب ڈالنے کے لئے ہے ورنہ ڈیڈی مجھے ناخلف کہہ کر طویل عرصے سے عاق کر چکے ہیں یقین نہ آئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



تو مسٹر گل سے بے شک پوچھ لیں"....... عمران نے کہا۔

"یہ بات تو درست ہے"۔صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی یکلخت ثقافتی طائفے کے شو پیش ہونے کا اعلان شروع ہو گیا تو پورے ہال میں خاموشی چھا گئی اور سب لوگ سٹیج کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"میں تمہیں اس قدر گھٹیا ذہن کا مالک نہ سمجھتا تھا صدیقی"۔عمران نے صدیقی کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"بعد میں بات ہو گی عمران صاحب"....... صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ سب رقص دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔ رقص کے اختتام پر وہ سب دوسرے لوگوں کے ساتھ میز سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آیئے مس گلزار میں آپ کو ڈراپ کر آؤں۔اوکے عمران صاحب عرف آلو والا کچالو والا۔اب اجازت دیجئے"....... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سیٹھ صاحب کبھی گلزار ہوٹل آیئے۔مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہو گی"...... مس گلزار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گلزار تو باغ کو کہتے ہیں اور باغ سے آلو کچالو کا کیا تعلق۔ہاں اگر آپ کسی کیاری یا کھیت میں بلوائیں تو آلو کچالو ضرور آتے۔فی الحال خدا حافظ"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھا تیزی



سے دانش منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ صدیقی کی اس لڑکی سے دوستی پر انتہائی کبیدہ خاطر ہو رہا تھا۔

"خیریت عمران صاحب آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی رنجیدہ ہو رہے ہیں"....... دانش منزل پہنچتے ہی سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آج جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔اس کے بعد جی چاہتا ہے کہ اپنے آپ پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگا دوں"....... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیوں کیا ہوا ہے۔خیریت"....... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آج تک میرا خیال یہی تھا کہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز کا کردار بے داغ ہے ان کی تربیت ایسے انداز میں ہوئی ہے کہ ان کی طرف انگلی بھی نہیں اٹھائی جا سکتی لیکن آج میں نے جو منظر دیکھا ہے۔نجانے میں نے اپنے آپ پر کس طرح قابو پایا ورنہ تو میرا جی چاہ رہا تھا کہ صدیقی کو گولی مار کر خودکشی کر لوں"....... عمران نے کہا۔

"صدیقی کو۔کیا ہوا۔صدیقی تو انتہائی باکردار آدمی ہے۔بلکہ صدیقی ہی کیا تمام ممبران ہی ایسے ہیں"....... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی غلط فہمی تو مجھے بھی تھی"....... عمران نے کہا اور پھر اس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہوٹل شیرٹن جانے اور وہاں صدیقی اور اس لڑکی گلزار کو دیکھنے کے بارے میں ساری تفصیل بتادی۔

"ہو سکتا ہے۔ صدیقی کسی خاص چکر میں ہو۔ آج سے پہلے تو مجھے اس بارے میں کبھی کوئی شکایت نہیں ملی"........ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کی نشست و برخواست، ان کا ایک دوسرے کے ساتھ لگ کر چلنے کا انداز۔ ان کا آپس میں گفتگو کرنے کا انداز بتارہا تھا کہ یہ سب کچھ فطری انداز میں ہو رہا تھا"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"........ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"........ عمران کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔

"یس سر"........ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے ابھی عمران نے رپورٹ دی ہے کہ اس نے صدیقی کو ایک کال گرل کے ساتھ ہوٹل شیرٹن میں دیکھا ہے۔ عمران کے مطابق صدیقی کا اس لڑکی کے ساتھ چلنے، ملنے، بیٹھنے اور گفتگو کرنے کا انداز انتہائی ناشائستہ تھا۔ تم صدیقی کے بارے میں باقی ممبرز سے رپورٹ حاصل کرو۔ اگر اس کا کردار گھٹیا ہو چکا ہے تو لامحالہ دوسرے ممبرز کو اس کا علم ہوگا اور مجھے تفصیلی رپورٹ دو"........ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا لیکن اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بات نہ کر رہا ہو بلکہ



کوڑے مار رہا ہو۔

"صدیقی کا کردار ایسا نہیں ہے جناب۔ عمران کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہوگی"........ جولیا نے صدیقی کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔

"تم سے جو کچھ کہا گیا ہے وہ کرو"........ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب ہو سکتا ہے۔ صدیقی کو کسی کیس کے بارے میں کوئی کلیو ملا ہو اور وہ اپنے طور پر اس پر ابتدائی کام کر رہا ہو"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کاش ایسا ہی ہو۔ ورنہ طاہر یقین کرو اگر یہ ثابت ہو گیا کہ صدیقی کے کردار میں معمولی سا جھول بھی ہے تو میں اسے چوک پر بندھوا کر اس پر کتے چھڑوادوں گا۔ میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ میری ٹیم کے کسی ممبر کے کردار میں معمولی سا جھول بھی ہو۔ میں اسے کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا۔ کسی بھی قیمت پر"........ عمران نے بل کھاتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کے لئے چائے لے آؤں"........ بلیک زیرو نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ عمران کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے کہ بلیک زیرو بھی خوف زدہ ہو گیا تھا۔

"نہیں رہنے دو میں اس وقت اپنا ہی خون پی رہا ہوں۔ اگر صدیقی کے کردار میں لغزش آ گئی ہے تو میں اپنے آپ کو بھی سزا دوں گا۔ یہ میری کمزوری ہے مجھے اپنی ٹیم کے ممبروں کے حالات سے باخبر رہنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



چاہئے تھا"...... عمران نے کرسی سے اٹھ کر آپریشن روم میں ٹہلتے ہوئے کہا

"میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں عمران صاحب کہ صدیقی سمیت ٹیم کے تمام ممبران باکردار ہیں"...... اچانک بلیک زیرو نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر صدیقی کیوں اس لڑکی کے ساتھ اس انداز میں ہوٹل گیا تھا بولو کیوں گیا تھا۔ وہ لڑکی اس قابل نہیں ہے کہ کوئی باکردار آدمی ایک لمحے کے لئے بھی اس کے ساتھ بیٹھ سکے"...... عمران نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ آخر آپ یکطرفہ طور پر اتنا غصہ کیوں کر رہے ہیں۔ کم از کم صدیقی کی رپورٹ تو سامنے آنے دیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ وہ تم نے نہیں دیکھا۔ مجھے غصہ اس بات پر آ رہا ہے کہ صدیقی اس لڑکی کے ساتھ ملا ہی کیوں۔ دیکھو طاہر انسان کی شرافت سفید لباس کی طرح ہوتی ہے۔ سفید لباس پر معمولی سا دھبہ بھی پڑ جائے تو وہ دور سے نظر آنے لگتا ہے اور کوئی بھی نفیس آدمی سفید لباس پر معمولی سا دھبہ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کم از کم میں نہیں کر سکتا"...... عمران نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے سو فیصد یقین ہے عمران صاحب کہ جو کچھ آپ سوچ رہے ہیں ایسا نہیں ہو گا۔ ضرور اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی خاص بات



ہو گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔ ورنہ صدیقی کے ساتھ تو جو کچھ ہو گا سو ہو گا میں اپنے آپ کو بھی معاف نہیں کروں گا"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس۔ میں نے صفدر سے بات کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ صدیقی منشیات کے کسی مقامی گروپ کے خلاف کام کر رہا ہے۔ میں نے صفدر سے کہہ دیا ہے کہ وہ آپ کو تفصیل بتا دے"۔ جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے صفدر سے کہو مجھے فون کرے"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"منشیات کے مقامی گروپ کے خلاف کام کر رہا ہے۔ لیکن اسے اطلاع تو دینی چاہیئے تھی"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب۔ ابھی مس جولیا نے مجھے فون کر کے صدیقی کے بارے میں بات کی ہے۔ اصل بات یہ ہے سر کہ صدیقی، نعمانی، خاور اور چوہان چاروں نے مل کر ایک نجی تنظیم بنائی ہوئی ہے جس کا نام انہوں نے فور سٹارز رکھا ہوا ہے۔ جب کوئی کیس نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہوتا یا یہ چاروں یا ان میں سے کوئی کسی کیس میں عملی طور پر شامل نہیں ہوتا تو پھر فور سٹارز ملک میں منشیات کے ریکٹس کے خلاف کام کرتے رہتے ہیں اور ان ریکٹس کے بارے میں حتمی اطلاعات نارکوٹکس کنٹرول بورڈ کے اعلیٰ حکام تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس طرح وہ ریکٹ پکڑا جاتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح وہ فارغ بھی نہیں رہتے اور ملک اور قوم کی خدمت بھی کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں صدیقی نے خود مجھے بتایا تھا کہ وہ خیابان کالونی میں منشیات کے ایک اہم ریکٹ کے خلاف کام کر رہا ہے اور اسے امید ہے کہ یہ ریکٹ عام ریکٹس سے کہیں بڑھ کر ثابت ہو گا۔ مجھے یقین ہے سر کہ صدیقی اس کال گرل کے ساتھ اسی مقصد کے لئے ہوٹل گیا ہو گا۔ ویسے میں نے صدیقی کے فلیٹ پر فون کیا تھا۔ وہ وہاں موجود نہیں ہے۔ لیکن میں نے اس کے فون کے ساتھ منسلک ٹیپ پر پیغام ریکارڈ کرا دیا ہے کہ وہ جب بھی آئے مجھے فون کرے۔ اس سے بات ہونے پر میں پوری تفصیل معلوم کر کے آپ کو رپورٹ دے دوں گا"....... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ فور سٹارز کے سلسلے میں کارروائی ہو رہی تھی۔ پھر ٹھیک ہے"....... عمران نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ کو اس فور سٹارز کے بارے میں اطلاع تھی۔ آپ نے مجھ سے تو کبھی اس کا ذکر نہیں کیا"....... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔



"کافی عرصہ پہلے بات تو ہوئی تھی۔ لیکن اس وقت یہ صرف آئیڈیا تھا۔ اب شاید انہوں نے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہو۔ ویسے مجھے خود معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ اس آئیڈیے پر باقاعدہ کام بھی کر رہے ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے آج سے پہلے ایسی کوئی سرگرمی نوٹس میں بھی نہیں آئی۔ پتہ نہیں یہ لوگ کس انداز میں کام کرتے ہیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ویسے آئیڈیا تو شاندار ہے۔ بلکہ میں تو سوچ رہا ہوں کہ اس فور سٹارز کو فائیو سٹارز ہونا چاہئے۔ اس میں مجھے بھی شامل ہو جانا چاہئے"....... عمران نے کہا۔

"چلو یہ تو ہوا کہ آپ کا غصہ تو اترا۔ ورنہ مجھے تو نجانے کیا کیا ہول آ رہے تھے۔ اب آپ کے لئے چائے لے آؤں"....... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں اب لے آؤ۔ اصل بات یہ ہے کہ میں واقعی بے حد ٹچی ہو گیا تھا کہ میرے ساتھی اور اس طرح آوارہ لڑکیوں کے ساتھ گھومیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔ پھر بلیک زیرو نے چائے لا کر دی اور وہ دونوں چائے پینے میں مصروف ہو گئے۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صدیقی بول رہا ہوں جناب۔ میں ابھی فلیٹ میں واپس آیا ہوں تو صفدر صاحب کا پیغام ملا ہے۔ میری صفدر صاحب سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ عمران صاحب نے آپ کو میرے بارے میں رپورٹ دی ہے اور آپ نے وضاحت طلب کی ہے۔ صفدر صاحب نے فور سٹارز کے بارے میں آپ کو بتا دیا ہے۔ یہ لڑکی جس کا نام گلزار ہے۔ خیابان کالونی میں ایک چھوٹے سے ہوٹل کی مالکہ ہے۔ ویسے یہ بات درست ہے کہ اس لڑکی کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے اور یہ کال گرل بھی رہی ہے لیکن اس لڑکی کے تعلقات خیابان کالونی کے مشہور غنڈے راجہ سے ہیں اور راجہ کے بارے میں مجھے شک ہے کہ وہ منشیات کے ریکٹ کا ایک اہم مہرہ ہے۔ میں چاہتا تھا کہ پہلے اس لڑکی سے روابط بڑھا کر راجہ کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کر لوں پھر راجہ پر ہاتھ ڈالوں اور اس مقصد کے لئے میں نے اس سے دوستی بڑھائی تھی اور اسے فنکشن پر ہوٹل شیرٹن لے گیا تھا پھر عمران صاحب اچانک وہاں پہنچ گئے اور یہ لڑکی عمران صاحب کی باتوں کی وجہ سے پریشان ہو گئی۔ میں نے اس پر یہ مناسب سمجھا کہ عمران صاحب کے والد کا تعارف کرا دیا جائے کیونکہ سنٹرل انٹیلی جنس کا سن کر یہ لوگ لازماً خوفزدہ ہو جائیں گے اور پھر ان کے اس خوف سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ بس اتنی سی بات تھی جناب ورنہ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ ایسی کسی لڑکی سے تعلقات بڑھاؤں"...... صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


"فور سٹارز کے تحت تم لوگ جو کچھ کرتے رہتے ہو۔ اس کی اطلاعات مجھے ملتی رہتی ہیں۔ لیکن چونکہ فور سٹارز کے تحت تمہاری سرگرمیاں سیکرٹ سروس کے کاموں میں حارج نہیں ہوتیں اس لئے میں نے بھی تمہاری ان کارروائیوں میں کبھی مداخلت نہیں کی۔ لیکن یہ بات تم بھی سن لو اور اپنے فور سٹارز کے دوسرے ممبرز کو بھی بتا دینا کہ ایسی کارروائیوں کے دوران تمہارا انداز اس قسم کا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ جیسا کہ آج عمران نے مجھے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا ہے۔ میں سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہر حالت میں باوقار اور باکردار دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم نے اس انداز میں اس لڑکی سے رابطہ اپنے کسی مجبوری کی وجہ سے اختیار کرنا تھا تو تمہیں ایسا میک اپ میں کرنا چاہئے تھا"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آئندہ ایسا ہی ہو گا سر"...... صدیقی نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اب تو آپ کی تسلی ہو گئی ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی جاتا ہوں صدیقی کے پاس اور اس سے بات کرتا ہوں کہ اس پرلطف شغل اور نیکی کے کام میں اس نے مجھے کیوں شامل نہیں کیا۔ حالانکہ وہ صرف سٹار ہے جبکہ میں ٹاپ سٹار ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سوچ لیں ایسا نہ ہو کہ کل کو مجھے بھی آپ کے ساتھ وہی کارروائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کرنی پڑے جو آپ صدیقی کے ساتھ کرنا چاہتے تھے"........ بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے ہنس کر کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔



بڑے سے کمرے میں رکھے ہوئے صوفوں پر اس وقت چار مقامی
بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ چاروں ہی اپنے لباس اور انداز سے زیر زمین
کے افراد لگ رہے تھے۔ درمیان میں رکھی ہوئی میز پر شراب کی
تلیں اور گلاس موجود تھے اور وہ چاروں شراب پینے میں مصروف تھے
۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی
، داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر زخموں کے اس قدر نشانات تھے کہ
یں لگتا تھا جیسے کسی نے باقاعدہ اس کے چہرے پر تجریدی آرٹ کا کوئی
بنانے کی کوشش کی ہو۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں اس طرح
کھڑی ہوئی تھیں جیسے ان مونچھوں میں اس نے لوہے کی سلاخیں فٹ
ر رکھی ہوں۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں سانپ جیسی چمک تھی۔
"مزے ہو رہے ہیں دوستو"....... اس آدمی نے اندر داخل ہوتے
ہوئے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"راجہ کے ڈیرے پر مزے نہیں ہوں گے تو اور کہاں ہوں گے"۔ ان میں سے ایک نے ہنستے ہوئے کہا تو راجہ بھی بے اختیار ہنس پڑا اور پھر وہ ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

"پیو گے"...... ان میں سے ایک نے گلاس بھر کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں جو لطف دوستوں کے ساتھ پینے میں آتا ہے۔ اس کا تو جواب نہیں ہے"...... راجہ نے ہنستے ہوئے کہا اور گلاس اس آدمی سے لے کر منہ سے لگا لیا۔

"کیا بات ہے راجہ آج تم ضرورت سے زیادہ خوش نظر آ رہے ہو"۔ ایک آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج میں واقعی خوش ہوں۔ ایک کافی بڑی کھیپ آج آسانی سے پار ہو گئی ہے"...... راجہ نے گلاس کو واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ راجہ نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"کون بول رہا ہے"...... راجہ نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"گلزار بول رہی ہوں راجہ"...... دوسری طرف ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ارے ڈیئر تم۔ کہاں سے بول رہی ہو۔ آج کہاں غائب ہو گئی تھیں جلدی آؤ۔ میں تمہارا منتظر ہوں۔ آج ایک بڑی کھیپ آسانی سے پار ہو گئی ہے۔ آج بھرپور جشن ہو گا"...... راجہ نے بڑے بے تکلفانہ



لہجے میں کہا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس تمہاری بو سونگھتی پھر رہی ہے راجہ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس۔ کیا کہہ رہی ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہاں انسپکٹروں کو باقاعدہ منتھلی جاتی ہے"...... راجہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں آ رہی ہوں۔ پھر تفصیل سے بات ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ہاں تو دوستو۔ اب تمہارے ساتھ بات ہو جائے۔ شمالی علاقوں سے چار ٹرک لے کر سنہری پل تک پہنچانے ہیں۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ یہ ایریا سلامو کا ہے اور سلامو کو تم جانتے ہو کہ اگر اس کے ایریے میں ذرا سی بھی مداخلت کی جائے تو اودھم مچا دیتا ہے۔ اس لئے کام اس طرح ہونا چاہئے کہ سلامو کے آدمیوں کو کانوں کان پتہ نہ چلے"...... راجہ نے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ اس لئے ہمیں بلوایا تھا۔ ویسے تم معقول معاوضہ دینے والے آدمی ہو راجہ۔ اس لئے قطعی بے فکر رہو۔ سلامو اور اس کے فرشتوں کو بھی پتہ نہ چلے گا اور ٹرک پار ہو جائیں گے"۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"سوچ لو سلطان۔ سلامو کی آنکھیں چیل سے بھی زیادہ تیز ہیں اور جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ اس کے ایریے میں سے مال گزارا جا رہا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اس نے فوراً مال پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ راجہ کے مال پر سلامو یا کوئی دوسرا قبضہ کر لے"...... راجہ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن تم اس کے ایریے سے مال کیوں گزارنا چاہتے ہو۔ اس کی وجہ"...... ایک اور آدمی نے کہا۔

"نواب بہادر اب ایک پارٹی کو کام دینا چاہتا ہے۔ اس کی نظریں مجھ پر ہیں۔ سلامو ایک بار اپنا مال پکڑوا چکا ہے اور نواب بہادر کو یہ بات پسند نہیں ہے اس لئے اس نے مجھے یہ مال سلامو کے ایریے سے گزارنے کے لئے کہا ہے۔ اگر میں نے یہ مال درست طور پر گزار دیا تو پھر سلامو کا پتہ کٹ جائے گا اور اس سارے علاقے پر اکیلے راجہ کی ہی حکومت ہو گی۔ اس لئے میں نے تم لوگوں کو بلوایا ہے کیونکہ سلامو کا مقابلہ تم ہی کر سکتے ہو"...... راجہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے راجہ بے فکر رہو۔ تمہارا کام ہو جائے گا۔ معاوضہ تین گنا ہو گا اور اس کے لئے چاہے ہمیں سلامو سمیت اس کے سارے ساتھیوں کو کیوں نہ ختم کرنا پڑا۔ ہم بہرحال تمہارا مال ٹھکانے پر پہنچا دیں گے"...... اس آدمی نے جو پہلے بات کر رہا تھا بڑے حتمی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے منظور ہے سلطان"...... راجہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے تالی بجائی تو دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔



"یس باس"...... اس مسلح آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سیٹھ کو بلاؤ"...... راجہ نے کہا اور وہ آدمی سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا سر گنجا تھا تو پیٹ آگے کو بڑھا ہوا تھا۔

"جی صاحب"...... اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ سے لہجے میں کہا۔

"سلطان سے تین گنا معاوضے پر سودا ہو گیا ہے سنہری پل والے پھیرے کا۔ انہیں اصول کے مطابق آدھا معاوضہ ابھی دے دو اور ٹوکن بھی۔ جاؤ سلطان۔ لیکن سن لو مجھے ہر حال میں کامیابی چاہئے کامیابی"...... راجہ نے اس گنجے آدمی سے بات کرتے کرتے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا۔

"سلطان جو کام ہاتھ میں لیتا ہے اسے ہر حالت میں پورا کرتا ہے راجہ"۔ اس آدمی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی باقی تین افراد بھی اٹھے اور پھر سیٹھ کے پیچھے چلتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکل گئے اور راجہ نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں صوفے کی پشت سے سر ٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں اور آنکھیں کھولتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ کیونکہ دروازے سے ایک عورت اندر داخل ہو رہی تھی۔

"آؤ آؤ گلزار بڑی دیر لگا دی آتے آتے"۔ راجہ نے بڑے اوباشانہ انداز میں کہا۔

"یہ باتیں بعد میں کرنا پہلے میری بات سنجیدگی سے سن لو"۔ آنے والی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک تو تم عورتوں میں یہ بڑی بیماری ہے کہ ذرا سی بات پر اس طرح گھبرا جاتی ہو جیسے قیامت ٹوٹنے والی ہو۔ اگر سنٹرل انٹیلی جنس گڑ بڑ کر بھی رہی ہے تو کیا ہوا۔ منتھلی میں اضافہ کر دیں گے۔ کتوں کے سامنے پھینکی جانے والی ہڈیوں میں ایک ہڈی کا اضافہ کر دیں گے کتے خود ہی خاموش ہو جائیں گے۔ اس میں اتنی گھبراہٹ کی کیا بات ہے"...... راجہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فور سٹار گروپ کو جانتے ہو"...... آنے والی عورت گلزار نے اس کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا۔ اس نے راجہ کی ساری بات کا سرے سے نوٹس ہی نہ لیا تھا۔

"فور سٹار کیا کوئی غیر ملکی گروپ ہے"۔ راجہ نے حیران ہو کر کہا۔

"غیر ملکی نہیں ملکی اور فور سٹار آج کل تمہارے خلاف کام کر رہا ہے۔ اس کا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے ان انسپکٹروں سے نہیں جن کی تم بات کر رہے ہو"...... گلزار نے کہا تو راجہ کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم تو عجیب باتیں کر رہی ہو آج گلزار"...... راجہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں گروسری کے عبدالخالق کے بارے میں تو علم ہو گا کہ اس کا مال بھی پکڑا گیا تھا اور وہ خود بھی اندر گیا اور اس کا پورا گروپ بھی"۔



گلزار نے کہا۔

"ہاں لیکن وہ تو نارکوٹکس بورڈ کی کارروائی تھی۔ انٹیلی جنس کا اس سے کیا تعلق"...... راجہ نے کہا۔

"پہلے سن لو عبدالخالق میرے پاس آتا جاتا رہتا تھا اور جس روز اس کا مال پکڑا گیا تھا۔ وہ میرے پاس ہی تھا۔ اسے فون آیا تو وہ فوراً ہی واپس چلا گیا۔ مجھے بھی اس کے علاقے میں کوئی کام تھا میں بھی اس کے ساتھ چلی گئی اور پھر عبدالخالق کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جس ٹیم نے اسے گرفتار کیا تھا۔ اس کے ساتھ ایک عام پبلک کا آدمی بھی تھا۔ اسے میں نے ایک کھڑکی میں سے دیکھا۔ میں حیران تھی کہ یہ آدمی کون ہے۔ جو صرف ساتھ تھا۔ اس نے کسی کارروائی میں کوئی حصہ نہ لیا تھا۔ پہلے تو میں سمجھی کہ اس کا تعلق پریس سے ہو گا۔ پریس میں بھی میرے دوست موجود ہیں۔ میں نے وہاں چیکنگ کی تو اس شکل کا کوئی آدمی نہ ملا۔ میں خاموش ہو گئی۔ دو روز پہلے کی بات ہے میں مارکیٹ جا رہی تھی کہ میں نے اسی آدمی کو ایک اور آدمی کے کے ساتھ کھڑے باتیں کرتے دیکھا۔ ان کی نظریں سامنے کھڑی ایک سفید کار پر جمی ہوئی تھیں اور یہ سفید کار تمہارے آدمیوں کی تھی۔ ساتھ ہی پبلک فون بوتھ تھا۔ میں اس کی اوٹ میں ہو گئی تو وہ آدمی فون بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے کسی سے فون پر میرے ہوٹل کا نام لیا اور ساتھ ہی فور سٹار کا نام بھی لیا۔ میں چونک پڑی۔ پھر وہ دونوں ایک دوسری کار میں بیٹھ کر سفید کار کے پیچھے چلے گئے۔ میں پریشان ہو گئی۔ کل وہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



آدمی میرے ہوٹل آ گیا۔ وہ مجھ سے ملا اور اس نے مجھ پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے میں نے بھی اس کی پوری طرح حوصلہ افزائی کی۔ اس نے باتوں باتوں میں تمہارا نام لیا تو میں کھٹک گئی۔ پھر اس نے مجھے آج ہوٹل شیرٹن کے فنکشن میں آنے کی دعوت دی۔ میں نے دعوت قبول کر لی اور ہم دونوں ہوٹل میں جا کر بیٹھے ہی تھے کہ ایک اور نوجوان وہاں پہنچ گیا۔ اس آدمی کا جس نے مجھے دعوت دی نام صدیقی تھا۔ وہ آنے والا تو اپنے آپ کو سیٹھ آلو والا کچالو والا کہہ رہا تھا۔ لیکن میری بھی ساری عمر ایسے ہی لوگوں کے ساتھ گزری ہے۔ میں اڑتی چڑیا کے پر گن لیتی ہوں۔ میں اسے دیکھتے ہی سمجھ گئی تھی کہ وہ کوئی خاص آدمی ہے اور پھر وہی ہوا صدیقی نے اس کا تعارف کرا دیا۔ اس کا نام علی عمران ہے اور وہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کا اکلوتا لڑکا تھا۔ میں تو یہ سنتے ہی کھٹک گئی۔ پھر جب شو شروع ہوا تو وہ دونوں سرگوشیاں کرتے رہے اور مجھے دیکھتے رہے۔ شو ختم ہونے پر جب صدیقی مجھے چھوڑنے ہوٹل گلزار آیا تو میں نے اس سے عمران کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ جس مجرم گروہ اور تنظیم کے پیچھے پڑ جائے اس کو موت کے گھاٹ اتار کر چھوڑتا ہے"...... گلزار نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ فور سٹار اب میرے پیچھے ہے اور یہ آدمی علی عمران چونکہ سر عبدالرحمن کا لڑکا ہے۔ اس لئے اس کا تعلق بھی



سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے"۔ راجہ نے کہا۔

"ہاں مجھے سو فیصد یقین ہے"...... گلزار نے جواب دیا تو راجہ نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"آصف بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"راجہ بول رہا ہوں آصف"۔ راجہ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ راجہ تم خیریت آج اتنے عرصے بعد کیسے میں یاد آ گیا ہوں"۔ دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے ضرورت پڑ گئی ہے تمہاری۔ یہ بتاؤ کسی فور سٹار گروپ کو جانتے ہو"...... راجہ نے کہا۔

"فور سٹار گروپ۔ ہاں جانتا ہوں۔ کیوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کی تفصیل بتاؤ"...... راجہ نے کہا۔

"سوری راجہ تمہیں میرے اصولوں کا تو علم ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مرو نہیں تمہارا معاوضہ پہنچ جائے گا تمہارے پاس"۔ راجہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے ٹھیک ہے۔ تو سنو فور سٹار چار آدمیوں پر مشتمل ہے۔ سنا ہے کہ ان چاروں کا تعلق حکومت کی کسی خفیہ ایجنسی سے ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ مشن پر کام خود کرتے ہیں اور حتمی اطلاعات نار کو ٹکس بورڈ کو مہیا کرتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ تو مجھے بھی معلوم ہے مزید تفصیل بتاؤ کون لوگ ہیں۔ ان کے نام ان کے حلیے ان کے پتے"...... راجہ نے کہا۔

"صرف ان کے لیڈر کا نام معلوم ہے۔ اسے صدیقی کہا جاتا ہے۔ باقی کسی بات کا علم نہیں ہے۔ البتہ صدیقی کو ایک بار روشن ولاز کے ایک فلیٹ سے نکلتے دیکھا گیا تھا۔ فلیٹ نمبر بارہ"...... آصف نے جواب دیا۔

"روشن ولاز فلیٹ نمبر بارہ نام صدیقی اچھا یہ بتاؤ کہ کسی علی عمران نامی آدمی کو جانتے ہو"...... راجہ نے کہا۔

"ہاں ایک آدمی کو جانتا ہوں۔ وہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے لیکن انہوں نے اسے عرصے سے عاق کیا ہوا ہے۔ اس کی دوستی سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ہے۔ زیر زمین دنیا کے مشہور آدمی ٹائیگر کا بھی گہرا دوست ہے اکثر اس کے ساتھ بھی دیکھا جاتا ہے۔ بس اتنا ہی معلوم ہے"...... آصف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے شکریہ"...... راجہ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رستم بول رہا ہوں"۔ ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔



"رستم ایک پتہ نوٹ کرو۔ روشن ولاز فلیٹ نمبر بارہ وہاں ایک صدیقی نام کا آدمی رہتا ہے۔ اسے اغوا کر کے کالو کے اڈے پر پہنچا دو اور اطلاع دو"...... راجہ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کا حلیہ"...... رستم نے پوچھا۔

"حلیہ گلزار بتائے گی"...... راجہ نے کہا اور رسیور سامنے بیٹھی ہوئی عورت کی طرف بڑھا دیا۔ گلزار نے رسیور لیا اور صدیقی کا حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ گلزار سے رسیور لے کر راجہ نے اسے کریڈل پر رکھ دیا۔

"صدیقی جب کالو کے اڈے پر پہنچے تو تم اس سے ساری معلومات حاصل کر لینا اور پھر باقی افراد بھی ختم ہو جائیں گے"۔ راجہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ عمران اور ٹائیگر وغیرہ ان کے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے"...... گلزار نے کہا۔

"فی الحال فور سٹار کا تو خاتمہ کر دوں۔ اس کے بعد ان دونوں کے بارے میں بھی سوچ لیں گے۔ اس وقت ذہنی طور پر میں نواب بہادر کی طرف سے پریشان ہوں"...... راجہ نے کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ کیسی پریشانی"...... گلزار نے چونک کر پوچھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ نواب بہادر سلامو سے ناراض ہو گیا ہے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



وہ اس کا علاقہ بھی مجھے دینا چاہتا ہے۔ لیکن اس کے لئے اس نے شرط لگا دی ہے کہ میں اس کا مال سلامو کے علاقے سے کراس کر کے دکھاؤں"...... راجہ نے کہا۔

"یہ شرط پوری ہونی تو بہت مشکل ہے"...... گلزار نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن میں نے اس کا بندوبست کر لیا ہے"...... راجہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بندوبست کیا ہے"...... گلزار نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے اس کام کے لئے سلطان گروپ کو ہائر کر لیا ہے"...... راجہ نے کہا تو گلزار کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ ویری گڈ راجہ۔ تمہاری یہی بات تو مجھے پسند ہے کہ تم انتہائی بروقت اور انتہائی شاندار فیصلے کرتے ہو۔ سلطان گروپ سلامو سے ٹکرا بھی سکتا ہے اور وہاں سے مال نکال بھی سکتا ہے۔ گڈ۔ معاوضہ تو انہوں نے زیادہ مانگا ہوگا"...... گلزار نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں تین گنا اور میں نے قبول کر لیا۔ کیونکہ تین گنا معاوضہ دے کر اگر سلامو کا علاقہ میرے قبضے میں آ جاتا ہے تو سودا مہنگا نہیں ہے" راجہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن سلامو اور اس کا گروپ مقابلہ تو کرے گا"...... گلزار۔



کہا۔

"کرتا رہے۔ سلطان گروپ سے ہی ٹکرائے گا۔ ٹکراتا رہے۔ دونوں ہی ختم ہو جائیں گے۔ فائدہ پھر بھی ہمارا ہی ہے"...... راجہ نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا۔ کہاں جا رہے ہو"...... گلزار نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"نواب بہادر کا ایک آدمی بیرون ملک مال پہنچانے کے لئے بات کرنے آ رہا ہے۔ میں نے اس سے ایک خفیہ پوائنٹ پر ملنا ہے"۔ راجہ نے کہا۔

"لیکن اس صدیقی کا کیا ہوگا"...... گلزار نے کہا۔

"کرنا کیا ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ اس صدیقی سے اس کے باقی ساتھیوں کا پتہ کرو اور پھر ان کا بھی خاتمہ کرا دو۔ فور سٹار گروپ ختم۔ کالو اس کام میں تم سے تعاون کرے گا"...... راجہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسے کہہ دو۔ اس کا دماغ اکثر خراب ہو جاتا ہے"...... گلزار نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کی ہمت ہے کہ تمہارے سامنے دماغ خراب کرے وہ جانتا نہیں کہ تمہارا مجھ سے کیا تعلق ہے"...... راجہ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر فون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"بلیک روز کلب"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



دی۔

"کالو سے بات کراؤ میں راجہ بول رہا ہوں"۔ راجہ نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کالو بول رہا ہوں باس حکم"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"کالو۔ رستم ایک آدمی کو اغوا کر کے تمہارے اڈے پر لے آئے گا اور گلزار نے اس آدمی سے پوچھ گچھ کرنی ہے اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو ختم کرانا ہے۔ تم نے گلزار سے تعاون کرنا ہے اور سنو۔ آج پہلی بار گلزار نے شکایت کی ہے کہ تمہارا دماغ کبھی کبھی خراب ہو جاتا ہے۔ آئندہ اگر مجھے شکایت ملی تو تمہارے دماغ کی خرابی مستقل بھی ہو سکتی ہے سمجھے"...... راجہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں باس۔ میں جانتا ہوں کہ گلزار اور تمہارے درمیان کیا تعلق ہے۔ اسے غلط فہمی ہوئی ہو گی"۔ دوسری طرف سے کالو نے بڑے بھیک مانگتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بہر حال آئندہ مجھے شکایت نہ ملے"...... راجہ نے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"بس اب تو خوش ہو ناں"...... راجہ نے کہا۔

"شکریہ راجہ۔ اسی لئے تو مجھے تم پر فخر ہے"...... گلزار نے مسکراتے ہوئے کہا۔



"او۔کے میں اب چلتا ہوں"...... راجہ نے کہا اور مڑ کر بیرونی ...ازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ گلزار وہیں صوفے پر بیٹھ گئی اس ...نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گلزار ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی

"گلزار بول رہی ہوں سلامت سے بات کراؤ"...... گلزار نے کہا۔

"جی اچھا میڈم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سلامت بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز ...ئی دی۔

"سلامت راجہ کے ڈیرے پر آجاؤ۔ میں وہیں موجود ہوں۔ ایک ...ی کو راجہ کے حکم سے کالو کے ڈیرے پر پہنچایا جائے گا۔ اس کا تعلق ...سٹار گروپ سے ہے۔ راجہ نے اس گروپ سے نمٹنے کا کام میرے ...ے لگا دیا ہے۔ اس آدمی سے پوچھ گچھ کر کے اس کے باقی ساتھیوں کا ...چلانا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس فور سٹار کا تعلق کسی سرکاری ...سی سے ہے۔ اس لئے لازماً یہ آدمی تربیت یافتہ ہو گا۔ اس سے ...چھ آسان نہ ہو گی اور تم ان کاموں میں ماہر ہو۔ میں چاہتی ہوں تم اس سے اس طرح پوچھ گچھ کرو کہ وہ سب کچھ اگل دے"۔ گلزار ...ہا۔

"آپ فکر نہ کریں میڈم۔ سلامت کے سامنے چاہے کوئی ایکریمیا کا تربیت یافتہ ایجنٹ کیوں نہ ہو۔ زبان بند نہیں رکھ سکتا"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk 



دوسری طرف سے سلامت نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"میں جانتی ہوں۔اسی لئے تو یہ کام تمہارے ذمے لگا رہی ہوں تم فوراً پہنچ جاؤ راجہ کے ڈیرے پر"...... گلزار نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھی اور کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی تاکہ باہر موجود راجہ کے آدمیوں کو کہہ سکے کہ سلامت جب آئے تو اسے یہاں بھجوا دیں۔اب وہ پوری طرح مطمئن تھی کہ اس سٹار کا خاتمہ کر لینے میں بہر حال کامیاب ہو جائے گی۔

عمران نے کار روشن دلاز کی پارکنگ میں روکی ۔ جہاں صدیقی کا ت تھا اور پھر کار سے اتر کر وہ صدیقی کے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ نہ کا دروازہ بند تھا۔اس نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے"...... اندر سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"چشم دید گواہ"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ ایک سے کھل گیا۔صدیقی دروازے پر موجود تھا۔

"آپ نے تو واقعی چشم دید گواہوں جیسا رول ادا کیا ہے عمران ب"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف ہٹ

بچی گواہی دینے کا حکم دیا گیا ہے ہمارے دین میں"...... عمران تدر داخل ہوتے ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا تے دروازہ بند کیا اور پھر واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"مجھے صفدر نے جب بتایا کہ چیف انتہائی غصے میں ہے تو میں تو ڈر گیا۔ یہ تو شکر ہے کہ اسے فور سٹار کے بارے میں علم تھا ورنہ نجانے میرا کیا حشر ہوتا۔ آپ نے بھی تو کمال کر دیا۔ اسے ایسی پٹی پڑھائی کہ وہ میرے کردار سے ہی مشکوک ہو گیا"........ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں خود مشکوک ہو گیا تھا........ تم جس انداز میں اس بوڑھی گھوڑی لال لگام پر ریشہ خطمی ہو رہے تھے۔ اس انداز میں تو اگر مجنوں بھی لیلیٰ سے پیش آتا تو ویرانوں میں بھٹکنے کی بجائے بچوں کی سکول فیس ادا کرتا نظر آتا"........ عمران نے کہا اور صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ایسی عورتیں جس ماحول سے تعلق رکھتی ہیں وہاں یہی انداز چلتا ہے۔ اس لئے ایسا مجبوراً کرنا پڑتا ہے"........ صدیقی نے کہا۔

"تم پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے تو بس مجھ سے فور سٹار کا آئیڈیا ڈسکس کیا تھا۔ اس پر تم نے عمل کب سے شروع کر دیا"........ عمران نے کہا۔

"آپ تو ٹیم لے کر اکثر باہر چلے جاتے ہیں۔ ہم یہاں بیکار بیٹھے بیٹھے تنگ آ گئے تھے۔ اس لئے ہم نے ملک و قوم کے فائدے کے لئے منشیات فروشوں کے مقامی گروپس کے خلاف کام شروع کر دیا۔ اب تک چار گروپس کا خاتمہ ہو چکا ہے"........ صدیقی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔



"نارکوٹکس کنٹرول بورڈ تو سنا ہے کہ مخبری کرنے والوں کو بڑا بھاری انعام دیا کرتا ہے۔ تمہیں بھی ملا ہو گا"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ملا تھا"........ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر اکیلے اکیلے ہی ہضم کر گئے"........ عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہم نے یہ تمام معاوضہ صفدر صاحب کے حوالے کر دیا تھا تاکہ وہ اسے خصوصی کاموں میں استعمال کر سکیں"........ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس صفدر سے بھی بات کرنی پڑے گی۔ پتہ نہیں کہاں خرچ کرتا ہے یہ فنڈ۔ مجھ جیسے غریب آدمی کو تو آج تک ایک روپیہ نہیں ملا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کو چائے کا ایک کپ مل سکتا ہے"........ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر ایک سائیڈ پر موجود کچن کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا زمانہ آ گیا ہے جو واقعی مستحق لوگ ہیں انہیں تو صرف چائے کے ایک کپ پر ٹرخا دیا جاتا ہے"........ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"سنو صدیقی۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب میں بھی تمہارے مقابلے میں گروپ بناؤں گا۔ یہ تو کمائی کا خاصا بڑا دھندہ ہے۔ میں خواہ مخواہ چیف کی منتیں کرتا رہتا ہوں"........ عمران نے چائے کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کپ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"آپ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں ........ فور سٹار کی بجائے فائیو سٹار گروپ بن جائے گا"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں دو اور مفت خوروں کو بھی اس دھندے پر لگانا چاہتا ہوں۔ تاکہ کم از کم وہ اپنا خرچہ خود نکالنے کے تو قابل ہو جائیں"........ عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"کن کی بات کر رہے ہیں آپ"........ صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔

"جوزف اور جوانا کی بات کر رہا ہوں۔ نہ کام کے نہ کاج کے دشمن اناج کے"........ عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"کم از کم آپ ان دونوں کے متعلق تو ایسی بات نہ کیا کریں۔ وہ جس طرح آپ پر جان نچھاور کرتے ہیں۔ اس طرح تو شاید قدیم دور کے غلام بھی نہ کرتے ہوں گے"۔ صدیقی نے کہا۔

"ان کی جان بڑی مہنگی پڑ رہی ہے مجھے یہ تو شکر ہے۔ دونوں نے شراب پینا چھوڑ دیا ہے۔ ورنہ اب تک تو دیوالیہ نکل چکا ہوتا میرا"۔ عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب اگر آپ سنجیدہ ہیں تو میری ایک تجویز ہے"۔ اچانک صدیقی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا"........ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس گروپ میں ساری سیکرٹ سروس جوزف جوانا اور آپ سمیت آپ کے شاگرد ٹائیگر کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے شرط یہ ہے کہ آپ



چیف سے اس کی اجازت لے دیں۔ جب بھی سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہ ہو تو ہم ملک کے مفاد میں یہ کام کر سکتے ہیں۔ آپ گروپ انچارج بن جائیں"........ صدیقی نے کہا۔

"نہیں ساری سیکرٹ سروس کو اس دھندے پر نہیں لگایا جا سکتا۔ چیف اجازت نہیں دے گا۔ کیونکہ اس طرح سیکرٹ سروس کی نشاندہی بھی ہو سکتی ہے"........ عمران نے کہا۔

"کیسے نشاندہی ہو سکتی ہے۔ ہم کسی غیر ملکی تنظیم کے خلاف تو کام نہیں کریں گے۔ صرف مقامی گروپس کے خلاف ہی کام کریں گے"........ صدیقی نے کہا۔

"جو بھی ہو۔ مجھے یقین ہے کہ چیف اس کی اجازت نہیں دے گا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس گروپ کو اس طرح وسعت دی جائے کہ جوزف اور جوانا کو بھی اس میں شامل کر دیا جائے اور ٹائیگر کو بھی اور تم حسب سابق اس کے انچارج بنے رہو۔ یہ تو باقاعدہ ممبر ہوں گے جب کہ میں اور سیکرٹ سروس کے باقی ممبران مہمان اداکار بن جائیں۔ لیکن شرط وہی کہ جو انعام ملے گا۔ وہ صفدر کے فنڈ کی بجائے میرے فنڈ میں جمع کرا دیا جائے۔ غریب عمران فنڈ میں"........ عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک دروازے پر کسی نے زور زور سے دستک دینا شروع کر دی تو صدیقی کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔

"کون ہے"........ صدیقی نے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہوئے پوچھا۔

"پولیس دروازہ کھولو"........ باہر سے کسی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پولیس"....... صدیقی نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی چٹخنی ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے وہ یکلخت پیچھے ہٹ گیا کمرے میں چار پولیس آفیسر داخل ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں سرکاری ریوالور موجود تھے۔

"خبردار اگر حرکت کی تو گولیوں سے اڑا دیں گے۔ ہاتھ اٹھا لو"۔ ان میں سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔

"ارے ارے آہستہ بولو پولیس آفیسر صاحب۔ میں تو دل کا مریض ہوں"۔ عمران نے فوراً ہی دونوں ہاتھ سر پر رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صدیقی کی طرف دیکھ کر آنکھ کا کونا دبا دیا تو صدیقی نے بھی لمبا سانس لیتے ہوئے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لیے۔

"یہ کیا چکر ہے کیوں آئے ہو"..... صدیقی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا نام انسپکٹر رستم ہے۔ ہمارا تعلق نارکوٹکس سپیشل پولیس تھانے سے ہے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم منشیات فروشوں کی کسی بین الاقوامی تنظیم سے متعلق ہو۔ تمہیں ہمارے ساتھ تھانے جانا ہوگا"۔ ان میں سے ایک نے بڑے دبنگ لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس شناختی کارڈ تو ہوں گے دکھاؤ مجھے"....... صدیقی نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔



"زیادہ بک بک مت کرو ورنہ گولی مار کر ڈھیر کر دوں گا۔ ہتھکڑی لگاؤ انہیں"۔ انسپکٹر رستم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سنو مسٹر انسپکٹر۔ ہم شریف لوگ ہیں اور میں تو خاص طور پر انتہائی شریف آدمی ہوں۔ ہم ویسے ہی تمہارے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہیں۔ ہتھکڑی تو تم اس وقت لگانا جب ہمارے خلاف تمہیں کوئی ثبوت مل جائے۔ ویسے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ کوئی شرارت نہیں کریں گے"........ عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے چلو"......... رستم نے کہا۔

"چلو بھائی۔ انعام دینے والے وصول کرنا بھی جانتے ہیں"۔ عمران نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صدیقی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ دو پولیس والے ان سے پہلے باہر نکل آئے جب کہ دو ان کے پیچھے تھے۔

"میں فلیٹ کو لاک کر دوں"......... صدیقی نے کہا تو رستم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صدیقی نے فلیٹ کو لاک کیا اور پھر وہ ان پولیس آفیسرز کے ساتھ چلتے ہوئے نیچے پارکنگ میں پہنچ گئے۔ جہاں واقعی پولیس جیپ موجود تھی۔ انہیں پولیس جیپ میں بٹھا دیا گیا اور جیپ تیزی سے سڑک پر آ گئی۔

"یہ تمہارا سپیشل تھانہ ہے کہاں"........ عمران نے ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے انسپکٹر رستم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"خاموش بیٹھے رہو"......... رستم نے اسے بری طرح جھڑکتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہوئے کہا۔

"اصل تھانے دار لگتا ہے"......... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور صدیقی بے اختیار مسکرا دیا۔

"اگر آپ نہ ہوتے تو ان کی اصلیت وہیں فلیٹ میں ظاہر ہو جاتی"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم خاموش نہیں بیٹھ سکتے"۔ رستم نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"بالکل بیٹھ سکتے ہیں رستم زماں صاحب۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم صرف نام کے ہی رستم ہو یا اکھاڑے کے بھی ہو"......... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی تمہیں سب معلوم ہو جائے گا"...... رستم نے غراتے ہوئے کہا۔

"ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ واقعی جی دار آدمی لگتے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس بار رستم نے کوئی جواب نہ دیا۔ جیپ مختلف سڑکوں پر سے گھومتی ہوئی دارالحکومت کے شمال میں واقع ایک گنجان آباد متوسط طبقے کی کالونی میں داخل ہو گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔ تین بار ہارن بجایا گیا تو پھاٹک کھل گیا اور ڈرائیور جیپ کو اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک کار کھڑی ہوئی تھی اور چار مشین گنوں سے مسلح افراد بھی موجود تھے لیکن ان کے جسموں پر عام لباس تھا۔ جیسے ہی جیپ پورچ میں جا



رکی وہ چاروں افراد جیپ کے گرد پھیل گئے۔

"یہ تو کوئی پرائیویٹ تھانہ لگتا ہے"......... عمران نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"خفیہ تھانے ایسے ہی ہوتے ہیں"......... رستم نے جواب دیا اور پھر انہیں اس عمارت کے ایک تہہ خانے میں لے آیا گیا۔ پولیس آفیسرز کے ساتھ چاروں مسلح افراد بھی ان کے ساتھ ہی آئے تھے۔

"انہیں کرسیوں سے باندھ دو"......... رستم نے کہا اور صدیقی نے ایک بار پھر عمران کی طرف دیکھا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کمال ہے۔ ہمارے ملک کی پولیس اس قدر بزدل ہو چکی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بڑے اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ان دونوں کے ہاتھ ان کے عقب میں کر کے رسی سے باندھ دیئے گئے۔

"تم ان کا خیال رکھنا میں ان کی گرفتاری کی اطلاع ہیڈ کوارٹر کو دے دوں"......... رستم نے ان چاروں مسلح افراد سے کہا اور اپنے چاروں ساتھیوں کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتا ہوا تہہ خانے سے باہر چلا گیا۔

"میں نے تو سنا تھا کہ تھانوں میں بڑا وحشت ناک قسم کا ماحول ہوتا ہے۔ لیکن اس تھانے کا ماحول تو بڑا خوبصورت سا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی جب تمہاری چیخیں یہاں گونجیں گی تو یہ اور خوبصورت ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



جائے گا"........ ایک آدمی نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو صرف میری چیخیں سننے کے لئے تم سب نے اتنی تگ ودو کی ہے۔ مجھے ویسے کہہ دینا تھا میں چیخوں کا ٹیپ بھر کر تمہیں بھجوا دیتا"۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک ناٹے قد اور پھیلے ہوئے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا اس کا لباس اس کا چہرہ اور انداز دیکھ کر ہی صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی چاروں مسلح افراد یکلخت مؤدب ہو گئے۔

"تو تمہارا تعلق فور سٹار سے ہے"۔ اس آدمی نے غور سے عمران اور صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو صدیقی اور عمران دونوں چونک پڑے۔

"تم کون ہو"........ صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام کالو ہے۔ یہ میرا اڈہ ہے"........ اس آدمی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"لیکن انسپکٹر رستم نے تو کہا تھا کہ یہ نارکوٹکس کا خفیہ تھانہ ہے"........ صدیقی نے جواب دیا۔ تو کالو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"رستم بڑا شرارتی ہے۔ اسے بتایا گیا تھا کہ تمہارا تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے ہے۔ اس لئے اس نے باقاعدہ پولیس انسپکٹر کا روپ دھارا تھا۔ تاکہ تمہیں کوئی شک نہ پڑ سکے اور تم نے دیکھا کہ



اس کا روپ کس قدر کامیاب رہا ہے۔ تم پولیس کی وجہ سے معصوم بھیڑوں کی طرح یہاں پہنچ گئے ہو"........ کالو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رستم کو تم نے بھیجا تھا"........ صدیقی نے کہا۔

"ارے نہیں۔ مجھے تو تمہارے متعلق یہ سب کچھ رستم نے ہی بتایا ہے۔ مجھے تو صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ ایک آدمی کو رستم اغوا کر کے یہاں لے آئے گا۔ پھر میڈم گلزار اس سے پوچھ گچھ کرے گی"۔ کالو نے جواب دیا۔

"میڈم گلزار۔ کیا یہ وہی گلزار ہے۔ ہوٹل گلزار کی مالکہ"۔ صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہی ہے۔ تم نے یقیناً اسے کال گرل سمجھ کر اس سے دوستی کی پینگیں بڑھائی ہوں گی لیکن تم اسے نہیں جانتے وہ انتہائی خطرناک عورت ہے"........ کالو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب کالو صاحب کیا میڈم گلزار تمہاری سربراہ ہے یا اس سے اوپر بھی کوئی اور ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ راجہ کی عورت ہے اور راجہ اس سارے علاقے کا دادا ہے"۔ کالو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ راجہ صاحب کہاں دربار لگاتے ہیں"........ عمران نے کہا۔

"اس کا اڈہ مسلم ٹاؤن میں ہے"........ کالو نے جواب دیا اور پھر واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ان کا خیال رکھنا ٹونی"........ اس نے جاتے جاتے ایک مسلح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"......... ٹونی نے جواب دیا اور کالو دروازے سے باہر نکل گیا۔

"تمہیں کس کی تلاش تھی کیا اس راجہ کی"......... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی سے کہا۔ اس نے بات انگریزی زبان میں کی تھی تاکہ کوئی اور ان کے درمیان ہونے والی بات چیت نہ سمجھ سکے۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ منشیات کا ایک بڑا ریکٹ اس علاقے میں کام کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں راجہ کا نام سامنے آیا تھا۔ میں نے راجہ کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ راجہ بذات خود کیریئر ہے۔ اصل آدمی کوئی اور ہے۔ اس گلزار کے متعلق معلوم ہوا کہ یہ راجہ کی خاص عورت ہے۔ میں نے سوچا کہ گلزار کی مدد سے اصل آدمی کا پتہ چلایا جائے۔ کیونکہ یہ عورتیں اکثر وہ باتیں بھی جانتی ہیں جو یہ عام سے غنڈے بھی نہیں جانتے۔ لیکن شاید یہ گلزار میری توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار عورت ہے۔ وہاں ہوٹل میں بھی میں نے جان بوجھ کر آپ کا تعارف سنٹرل انٹیلی جنس کی نسبت سے کرایا تھا تاکہ یہ گھبرا کر اصل آدمی کو رپورٹ دے۔ میرا ارادہ تھا کہ آج رات میں اس کے ہوٹل جاؤں گا اور پھر اصل بات معلوم کروں گا لیکن مجھ سے پہلے انہوں نے خود کارروائی شروع کر دی ہے"۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"تمہیں یقین ہے کہ یہ عورت اصل سربراہ کے بارے میں جانتی



ہو گی"......... عمران نے کہا۔

"میرا اندازہ ہے۔ یقین سے تو نہیں ہے"......... صدیقی نے جواب دیا۔

"تو پھر تیار ہو جاؤ۔ ابھی اس کا فیصلہ کر لیا جائے تو بہتر ہے۔ میں نے رسیاں کاٹ لی ہیں"......... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی کھول لی ہیں۔ لیکن اس عورت کو آنے دیں"۔ صدیقی نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور گلزار اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ایک تو وہی کالو تھا دوسرا ایک اور آدمی تھا۔ جس نے ہاتھ میں ایک ہنٹر پکڑ رکھا تھا۔ وہ بھی شکل صورت سے زیر زمین دنیا کا ہی آدمی لگ رہا تھا۔

"اوہ تو یہ عمران بھی ساتھ پکڑا گیا ہے۔ ویری گڈ"۔ گلزار نے اندر داخل ہوتے ہی خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میڈم یہ دونوں آپس میں انگریزی میں باتیں کرتے رہے ہیں"۔ ٹونی نے فوراً ہی کہا۔

"ان کے گروپ کا نام بھی انگریزی میں ہے۔ انگریزی تو آتی ہی ہو گی انہیں"......... گلزار نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا

"یہ کیا چکر چلا دیا ہے تم نے مس گلزار"۔ صدیقی نے گلزار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چکر تو تم نے چلانے کی کوشش کی تھی مسٹر صدیقی۔ لیکن تم مجھے نہیں جانتے تھے۔ ورنہ ایسی جرأت کبھی نہ کرتے اور اب بھی میری

بات مان لو ۔ اپنے باقی تین ساتھیوں کے نام اور پتے بتا دو ۔ ورنہ تمہارا یہ جسم ابھی کوڑوں کی ضربوں سے لہولہان ہو جائے گا"۔ گلزار نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کن ساتھیوں کی بات کر رہی ہو"۔ صدیقی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا تعلق فور سٹار سے ہے ۔ تم نے گردسری کے عبدالخالق کو نارکوٹکس کنٹرول بورڈ کے ذریعے پکڑوایا تھا ۔ وہ میرا دوست تھا ۔ جب نارکوٹکس والوں نے عبدالخالق کو اس کے کلب سے گرفتار کیا تھا تو تم بھی ان کے ساتھ تھے ۔ میں نے وہاں ایک کمرے کی کھڑکی سے تمہیں دیکھا تھا ۔ میں پہلے یہی سمجھی تھی کہ تمہارا تعلق پریس سے ہے ۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ تمہارا کوئی تعلق پریس سے نہیں ہے تو میں نے تمہاری تلاش شروع کر دی ۔ پھر اتفاقاً میں نے تمہیں اور تمہارے ساتھی کو ایک مارکیٹ میں دیکھ لیا ۔ تم ایک پبلک فون کے قریب کھڑے تھے اور ایک سفید کار کی نگرانی کر رہے تھے ۔ اس سفید کار کا تعلق میرے ایک دوست کے گروپ سے تھا ۔ میں کھٹک گئی ۔ پھر تم نے پبلک فون بوتھ سے اپنے کسی ساتھی سے بات کی تو فور سٹار کا نام بھی لیا اور راجہ کا بھی ۔ میرے دوست کا نام راجہ ہی ہے اس کے بعد تم اس سفید کار کے تعاقب میں اپنے ساتھی سمیت ایک اور کار میں بیٹھ کر چلے گئے ۔ اس کے بعد تم خود ہوٹل گلزار میں آکر مجھ سے ٹکرائے تو میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا کہ اس طرح تمہاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


دوست بن کر میں تمہارے متعلق پوری تفصیل معلوم کر سکتی تھی ۔ لیکن ہوٹل میں یہ عمران پہنچ گیا اور تم نے اس کا تعارف کراتے ہوئے سنٹرل انٹیلی جنس کا نام لیا تو میں کھٹک گئی ۔ چنانچہ میں نے راجہ سے بات کی ۔ راجہ نے ایک مخبر سے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اس نے بتایا کہ فور سٹار گروپ چار افراد پر مشتمل ہے ۔ لیکن وہ صرف تمہاری رہائش کے بارے میں جانتا تھا ۔ چنانچہ راجہ نے اپنے خاص آدمی رستم کو تمہیں اغوا کرنے کے لئے بھجوا دیا ۔ مجھے کالو نے بتایا ہے کہ رستم نے پولیس کی وردیوں میں جا کر تمہیں پکڑا ہے اور تم پولیس کی وجہ سے خاموشی سے یہاں آگئے ہو ۔ رستم نے مجھے بتایا کہ تمہارے ساتھ ایک اور آدمی بھی فلیٹ میں موجود تھا ۔ اس لئے وہ اسے بھی ساتھ لے آیا ہے ۔ یہ تو یہاں آکر مجھے معلوم ہوا ہے کہ ساتھ آنے والا وہی سیٹھ آلو والا کچالو والا ہے ۔ اب تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اپنے ساتھیوں کے نام اور پتے بتا دو ورنہ سلامت کے ہاتھ میں موجود ہنٹر دیکھ رہے ہو ۔ اس نے بڑوں بڑوں کی زبان کھلوا لی ہے تمہاری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے"۔ گلزار نے بڑے فاخرانہ لہجے میں ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے اس راجہ کا تعلق منشیات کے کس گروپ سے ہے"۔ اچانک عمران نے گلزار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... گلزار نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ میرا اپنا تعلق بھی اسی دھندے سے ہے ۔ میں سوچ رہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہوں کہیں بعد میں مجھے پچھتانا نہ پڑے کہ اپنا ہی آدمی مارا گیا"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو تم کیا سمجھتے ہو کہ ایسی باتیں کر کے تم مجھے چکر دے سکتے ہو۔ منشیات سے متعلق کون سا آدمی ہے جو میری نظروں سے چھپا ہوا ہے"...... گلزار نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو کیا تم واقعی جانتی ہو کہ راجہ کا تعلق کس سے ہے۔ وہ کس کا مال سپلائی کرتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں جانتی ہوں۔ لیکن تمہیں نہیں بتا سکتی کیونکہ اس کا نام زبان پر آنے والے ہلاک کر دیئے جاتے ہیں"...... گلزار نے جواب دیا۔

"میرے کان میں بتا دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شٹ اپ بس بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ اب بولو نام بتاتے ہو اپنے ساتھیوں کا یا نہیں"۔ گلزار نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"کیوں اپنی شیریں اور دلکش آواز کو اس طرح چیخ چیخ کر خراب کر رہی ہو۔ چلو ایسا کرتے ہیں معلومات کا تبادلہ کر لیتے ہیں۔ تم اس سربراہ کا نام بتا دو ہم تمہیں ساتھیوں کے نام بتا دیتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سلامت چلو شروع ہو جاؤ۔ یہ ایسے ہی بکواس کرتے رہیں گے اور میرے پاس ان کی بکواس سننے کا مزید وقت نہیں ہے"۔ گلزار نے یکلخت اس ہنٹر والے سے مخاطب ہو کر کہا۔



"یس میڈم"...... اس آدمی نے کہا اور ہنٹر کو فضا میں چٹخاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ پھر جیسے ہی قریب آکر اس کا بازو اوپر کو اٹھنے لگا۔ عمران اور صدیقی دونوں بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے سلامت ہوا میں اڑتا ہوا پوری قوت سے گلزار اور اس کے ساتھ کھڑے ہوئے کالو سے جا کر ٹکرایا اور کمرہ ان کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ صدیقی کرسی سے اٹھتے ہی بھوکے عقاب کی طرح ایک مشین گن بردار پر جا گرا اور پھر اس سے پہلے کہ باقی لوگ سنبھلتے۔ مشین گن کی ریٹ ریٹ سے تہہ خانہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ چاروں مشین گن بردار اور سلامت گولیوں کی زد میں آکر فرش پر گر کر بری طرح تڑپ رہے تھے۔ جب کہ کالو اور گلزار دونوں فرش پر پڑے اس طرح منہ کھولے عمران اور صدیقی کو دیکھ رہے تھے جیسے ان کی اچانک بینائی چلی گئی ہو۔

"تم ان کا خیال رکھو صدیقی میں باہر دیکھتا ہوں"...... عمران نے ایک مشین گن جھپٹتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے سے باہر نکل آیا۔ لیکن پوری کوٹھی میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ جیسے عمران کوٹھی کا راؤنڈ لگا کر جب واپس اس تہہ خانے میں پہنچا تو گلزار اور کالو دونوں دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور صدیقی مشین گن اٹھائے ان کے سامنے کھڑا تھا۔ گلزار اور کالو دونوں کے چہرے خوف سے زرد پڑے ہوئے تھے۔

"اس کالو کی کیا اہمیت ہے۔ اس کو تو فارغ کر دو"۔ عمران نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



منہ بناتے ہوئے کہا تو صدیقی نے ٹریگر دبا دیا اور کالو کے جسم پر یکلخت گولیاں بارش کی طرح برسنے لگیں۔ گلزار کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ بھی کالو کے ساتھ ہی نیچے گری اور ساکت ہو گئی۔ وہ خوف سے ہی بے ہوش ہو چکی تھی۔ جب کہ کالو کو تو منہ سے آواز نکالنے کی بھی مہلت نہ ملی تھی۔

"اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو اور رسی سے باندھ دو"...... عمران نے گلزار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور صدیقی نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی گلزار کو اٹھا کر کرسی پر بٹھایا اور پھر کٹی ہوئی رسیاں اٹھا کر اس نے گلزار کو کرسی کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا۔ باندھنے کے بعد اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو صدیقی پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد گلزار نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔ اور جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن بندھی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گئی۔

"ہاں اب بتاؤ کہ کون ہے سربراہ"...... عمران نے گلزار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم۔ تم دونوں تو بندھے ہوئے تھے۔ پھر تم کس طرح آزاد ہو گئے"...... گلزار نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو"...... عمران کا لہجہ یکلخت



تہائی سرد ہو گیا۔

"نواب بہادر۔ نواب بہادر اصل سربراہ ہے۔ اس کا مال راجہ سپلائی کرتا ہے"...... گلزار نے خوف زدہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں رہتا ہے یہ نواب بہادر۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"اس کا صرف نام سب جانتے ہیں۔ اس کے متعلق کسی کو معلوم نہیں ہے۔ راجہ کو بھی معلوم نہیں ہے اور راجہ کے علاوہ اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے بس وہ فون پر بات کرتا ہے۔ پھر اس کا کوئی آدمی آ کر ٹوکن اور جگہ بتا دیتا ہے جہاں منشیات کے ٹرک موجود ہوتے ہیں۔ ٹوکن دے کر ٹرک حاصل کیے جاتے ہیں اور منزل پر پہنچا کر وہاں سے دوسرے ٹوکن لے لئے جاتے ہیں اور پھر ان ٹوکنوں کو نواب بہادر کا کوئی آ کر لے جاتا ہے اور رقم دے جاتا ہے۔ بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے"...... گلزار نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے۔

"اس راجہ کے علاوہ اور کون کون نواب بہادر کے لئے کام کرتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"بے شمار لوگ کام کرتے ہیں۔ لیکن بڑے بڑے صرف چار ہیں۔ ایک عبدالخالق تھا جسے صدیقی نے پکڑوا دیا۔ ایک راجہ ہے۔ ایک موسو ہے اور ایک شہزادہ ہے۔ بس مجھے انہی کے متعلق علم ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



گلزار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کے اڈے کہاں ہیں۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"میں صرف راجہ کے متعلق جانتی ہوں۔ باقی کے صرف نام سنے ہوئے ہیں میں نے۔ میں انہیں جانتی نہیں ہوں"...... گلزار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"راجہ اس وقت اپنے اڈے میں ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"میں جب آئی تھی تو وہ وہاں نہیں تھا۔ اب کا مجھے علم نہیں ہے" گلزار نے جواب دیا۔

"اس کے اڈے پر فون تو ہو گا"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں ہے"...... گلزار نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے خود ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

"اسے کھول کر ساتھ لے آؤ صدیقی۔ فون اوپر موجود ہے"۔ عمران نے صدیقی سے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر میں صدیقی گلزار کو بازو سے پکڑے اوپر لے آیا۔

"راجہ کو فون کر کے یہاں بلواؤ ورنہ ایک لمحے میں تمہاری نازک سی گردن توڑ دی جائے گی"...... عمران نے گلزار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ۔ وہ یہاں نہیں آئے گا۔ وہ انتہائی ہوشیار آدمی ہے۔ اپنے سائے سے بھی بھڑکتا ہے"...... گلزار نے جواب دیا۔



"تو پھر تم بھی چھٹی کرو"۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"م۔ م۔ میں کوشش کرتی ہوں مجھے مت مارو۔ میں تمہاری کنیز بن کر رہنے کے لئے تیار ہوں"...... گلزار نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہاری جان صرف اسی صورت میں بچ سکتی ہے کہ تم راجہ کو یہاں بلوالو سمجھیں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کیا ضرورت ہے اسے یہاں بلوانے کی۔ اس کے اڈے پر چلتے ہیں۔ وہاں اس سے بات ہو جائے گی"...... صدیقی نے کہا۔

"وہاں پر اسی طرح قتل وغارت کرنی پڑے گی۔ اس لئے میں چاہتا تھا کہ وہ یہاں آجاتا تو اس سے یہیں پوچھ گچھ کر لی جاتی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ یہاں نہیں آئے گا۔ وہ اپنے اڈے کے علاوہ اور کہیں نہیں جاتا"...... گلزار نے ایک بار پھر بات کرتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ اس کے اڈے پر ہی چلے چلتے ہیں۔ اسے ہاف آف کر دو"...... عمران نے کہا تو صدیقی تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹا اور پھر اس سے پہلے کہ گلزار کچھ سمجھتی۔ صدیقی کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما ہوا۔ گلزار کنپٹی پر ضرب کھا کر چیختی ہوئی اچھل کر نیچے گری ہی تھی کہ صدیقی کی لات حرکت میں آئی اور کنپٹی پر پڑنے والی دوسری ضرب نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اسے یکلخت بے حس وحرکت کر دیا۔

"اسے بے ہوش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ گولی مار کر ختم کر دیتے"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے۔ ان چھوٹی مچھلیوں کو مارنے کی۔ پڑا رہنے دو اسے یہیں"...... عمران نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا پورچ میں سیاہ رنگ کی ایک کار موجود تھی۔ شاید گلزار اس کار پر آئی ہو گی۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب کیا سیدھے اس راجہ کے اڈے پر چلیں یا"...... صدیقی نے پورچ میں کھڑی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اسے یہیں رہنے دو ٹیکسی لے لیتے ہیں۔ میری کار تمہارے اس روشن ولاز میں موجود ہے اور مجھے تمہارا یہ فور سٹار گروپ کچھ پسند نہیں آیا۔ اس لئے تم جانو اور تمہارا گروپ۔ میں باز آیا ایسے انعام لینے سے"...... عمران نے پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو عادت پڑ چکی ہے۔ بین الاقوامی ٹائپ کے مجرموں سے نمٹنے کی۔ یہ بے چارے چھوٹے چھوٹے بد معاش بھلا آپ کی نظروں میں کہاں جچ سکتے ہیں"...... صدیقی نے بھی پیچھے آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ ہمارا اور ان کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے اور جب تک مقابلہ نہ ہو۔ لطف ہی نہیں آتا کام کرنے کا"...... عمران



نے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب یہ چھوٹے چھوٹے بد معاش منشیات کا دھندہ کر کے پوری قوم کو کھوکھلا کرتے جا رہے ہیں۔ ہمارے ملک کی پولیس اور دوسرے ادارے رشوت لے کر ان کی طرف سے نظریں چرا لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے ملک کا ہر آٹھواں نوجوان منشیات کی لعنت میں گرفتار ہو چکا ہے اور یہ لعنت مزید پھیلتی ہی چلی جا رہی ہے"...... صدیقی نے عمران کے پیچھے باہر آتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ واقعی اس لعنت کا جب تک انتہائی سختی سے سد باب نہ کیا جائے گا اس سے چھٹکارا حاصل ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اس کے لئے تم نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ مجھے پسند نہیں آیا۔ ان گھٹیا قسم کے غنڈوں اور بد معاشوں کی بجائے ہمیں ان بڑی مچھلیوں پر ہاتھ ڈالنا چاہئے جو سارے نیٹ ورک کے پیچھے موجود ہوتی ہیں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان لوگوں کا سراغ انہی لوگوں سے تو لگایا جا سکتا ہے۔ ایسے کیسے پتہ چلے گا ان کا"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اور کئی طریقے ہو سکتے ہیں۔ اب دیکھو تمہارے اس فور سٹار کے بارے میں مخبر تک جان گئے ہیں اور وہ تمہارے فلیٹ کے بارے میں بھی جانتے ہیں۔ پہلے تو اس مخبر کا پتہ چلنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں خالی ٹیکسی مل گئی اور عمران نے اسے روشن ولاز چلنے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



لئے کہا اور دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ صدیقی خاموشی سے عقبی سیٹ بیٹھ گیا اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھنے لگی روشن ولاز پہنچ کر عمران ٹیکسی چھوڑی اور پھر وہ صدیقی کے ساتھ اس کے فلیٹ میں آگیا۔

"ٹرانسمیٹر لے آؤ میں ٹائیگر سے بات کرتا ہوں ہو سکتا ہے وہ اس نواب بہادر کے بارے میں جانتا ہو" ...... عمران نے کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا اور صدیقی نے الماری کھولی اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو علی عمران کالنگ اوور" ...... عمران نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس ٹائیگر اٹنڈنگ اوور" ...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کہاں ہو تم اس وقت اوور" ...... عمران نے پوچھا۔

"ہوٹل شاہ باغ میں اوور" ...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

"منشیات کے ریکٹ میں ایک بڑی مچھلی کا نام سامنے آیا ہے نواب بہادر۔ کیا اس کے متعلق کچھ جانتے ہو اوور" ...... عمران نے پوچھا

"نواب بہادر۔ نہیں میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں اوور"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

"مسلم ٹاؤن میں ایک اڈہ ہے راجہ کا۔ اس کے متعلق جانتے ہو



ور" ...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس میں نے ان چھوٹے چھوٹے اڈوں اور ان بدمعاشوں یں تو کبھی دلچسپی نہیں لی۔ ایسے تو بے شمار اڈے شہر میں پھیلے ہوئے یں۔ میں تو صرف ان لوگوں سے تعلقات رکھتا ہوں جن کا تعلق غیر لی تنظیموں یا ایجنٹوں سے ہوتا ہے اوور" ...... ٹائیگر نے جواب یتے ہوئے کہا۔

"لیکن منشیات کا دھندہ تو اس دور میں بڑا دھندہ بن چکا ہے اوور"۔ ن نے کہا۔

"بن چکا ہے باس لیکن مقامی سطح پر تو چھوٹے لوگ اس میں ملوث ہوتے ہیں۔ غیر ملکی تنظیمیں البتہ بیرون ملک اس کی سپلائی سے وابستہ ہوتی ہیں اوور" ...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال اب میں نے پلان بنایا ہے کہ جن دنوں میرے پاس سیکرٹ سروس کا کام نہیں ہو گا۔ میں مقامی طور پر منشیات کے خلاف م کرنے والے لوگوں کے خلاف بھرپور انداز میں کام کروں گا اوور"۔ ن نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس لیکن آپ نچلی سطح پر کام کرنا پسند کریں گے۔ میرا تو خیال ہے کہ ان بڑے لوگوں کے خلاف کام کیا جائے جو اصل منشیات کی سپلائی کا کام کرتے ہیں۔ ویسے آپ جو حکم دیں اوور"۔ ٹائیگر نے جوب دیا۔

"تم فی الحال تو اس نواب بہادر کے بارے میں معلومات حاصل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کرو۔ اس کے بعد پھر کوئی نیا پلان بنائیں گے اوور"........ عمران نے کہا۔

"یس باس اوور"........ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب راجہ کے اڈے پر ریڈ کیا جائے"........ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے سامنے بیٹھے ہوئے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جیسے آپ کہیں"........ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے تم نے سارا ملبہ مجھ پر ڈال دیا۔ کمال ہے فور سٹار کے چیف تم ہو۔ میں تو بس مہمان اداکار ہوں"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب آپ کی شخصیت ہی ایسی ہے کہ آپ جہاں پہنچ جائیں باقی سب مہمان اداکار بن جاتے ہیں"........ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوکے اب میں مداخلت نہیں کروں گا۔ تم جیسے چاہو۔ اس لیکا سے نمٹو۔ بس وہ جو انعام ملے۔ بس وہ مجھے دے دینا۔ چلو آغا سلیمان پاشا کی ایک آدھ داڑھ تو گرم ہو ہی جائے گی"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس نعمانی بول رہا ہوں"........ رابطہ قائم ہوتے ہی نعمانی کی آواز سنائی دی۔



"صدیقی بول رہا ہوں نعمانی۔ فور سٹار کے سلسلے میں ایک اڈے پر ریڈ کرنا ہے۔ تم خاور اور چوہان کو لے کر مسلم ٹاؤن کے پہلے چوک پر پہنچ جاؤ۔ میں عمران صاحب کے ساتھ وہاں پہنچ رہا ہوں"۔ صدیقی نے کہا۔

"عمران صاحب کے ساتھ۔ کیا مطلب۔ وہ کہاں سے ٹپک پڑے فور سٹار کے دھندے میں"........ دوسری طرف سے نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کا کہنا ہے کہ نارکوٹکس کنٹرول بورڈ مخبری کے سلسلے میں جو کیش انعام دیتا ہے وہ انہیں دے دیا جائے"........ صدیقی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تو یہ بات ہے۔ میں بھی کہوں عمران صاحب جیسے بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والے اس معمولی سے سلسلے میں کیسے دلچسپی لے سکتے ہیں"........ دوسری طرف سے نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران نے رسیور صدیقی کے ہاتھ سے لے لیا۔

"تم نے اچھا چکر چلا رکھا ہے۔ یہ تو مجھے اب پتہ چلا ہے کہ نارکوٹکس کنٹرول بورڈ بڑے بڑے چیک انعام میں دیتا ہے۔ جب کہ تمہارا چیف تو چھوٹا سا چیک دیتے ہوئے لرزتا ہے جب کہ وہاں ہر لمحے جان خطرے میں رہتی ہے۔ یہاں بے چارے چھوٹے چھوٹے بد معاش ہوتے ہیں جو ذرا سی گھرکی سنتے ہی کانپنے لگ جاتے ہیں"۔ عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"ایسی بھی کوئی بات نہیں عمران صاحب ۔ ان بین الاقوامی ایجنٹوں کے تو پھر بھی کوئی اصول ہوتے ہیں کوئی طریقہ کار ہوتا ہے جب کہ ان بدمعاشوں کا تو سرے سے کوئی اصول کوئی ضابطہ ہی نہیں ہوتا ۔ ان کی جان کو خطرہ لاحق ہو جائے تو پیر پکڑ لیتے ہیں اور ذرا سا انہیں موقع مل جائے تو آنکھیں بند کر کے ٹریگر دبا دیتے ہیں"۔ نعمانی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"چلو فارغ بیٹھے رہنے سے اچھا ہے کہ تم لوگوں کے ساتھ کام کر کے کچھ تجربہ ہی حاصل ہو جائے گا"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف نعمانی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب واقعی آپ کو تجربے کی اشد ضرورت ہے بہر حال ہم پہنچ رہے ہیں"...... دوسری طرف سے نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔



کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو آرام کرسی پر نیم دراز ایک ادھیڑ عمر آدمی یکلخت چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک باتصویر رسالہ تھا۔ یہ ادھیڑ عمر آدمی بھاری جسم اور درمیانے قد کا تھا۔ اس کا سر انڈے کے چھلکے کی طرح صاف تھا۔ البتہ سائیڈوں پر بالوں کی جھالریں موجود تھیں جو اس کے کاندھوں تک آئی تھیں۔ چہرہ کسی بلڈاگ کی طرح بھاری اور سوجا سوجا سا نظر آتا تھا۔ کمرے میں ایک نوجوان داخل ہو رہا تھا۔

"کیا بات ہے عظمت۔ کیا تمہارے پیچھے کتے لگ گئے ہیں"۔ ادھیڑ عمر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز بھی خاصی بھاری اور کرخت تھی۔

"واقعی خوفناک کتے پیچھے لگ گئے ہیں کاشو۔ ایسے خوفناک کتے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"تم سنو گے تو بے اختیار اچھل پڑو گے"...... آنے والے نوجوان نے اس طرح ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا جیسے وہ بہت دور سے بھاگتا ہوا آ رہا ہو۔

"کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کھل کر بات کرو"...... کاشو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مسلم ٹاؤن کا راجہ مارا جا چکا ہے۔ اس کے تمام آدمی بھی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ وہ چار ٹرک بھی پکڑے جا چکے ہیں جنہیں راجہ نے سلطان گروپ کے ذریعے سنہری پل تک پہنچانا تھا اور سلامو بھی مارا گیا ہے۔ اس کے بھی سارے آدمی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح راجہ کا آدمی کالو بھی اپنے آدمیوں سمیت ختم ہو چکا ہے"...... عظمت نے تیز تیز لہجے میں کہا تو کاشو کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے"...... کاشو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب ہو چکا ہے باس"...... عظمت نے جواب دیا تو کاشو بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید غیظ و غضب کے آثار ابھر آئے۔

"یہ۔ یہ کس کی حرکت ہے۔ کس گروپ نے ایسا کیا ہے بولو جواب دو میں اسے زندہ زمین میں دفن کر دوں گا۔ زندہ"۔ کاشو نے غضبناک لہجے میں کہا۔ غصے کی شدت سے اس کے چہرے کے عضلات بری طرح پھڑک رہے تھے۔



"باس اس آپریشن میں سنٹرل انٹیلی جنس اور نارکوٹکس کنٹرول بورڈ کے ساتھ ساتھ کسی فور سٹار گروپ نے حصہ لیا ہے۔ اصل کام اس فور سٹار گروپ کا ہے"...... عظمت نے جواب دیا۔

"تمہیں کس نے اطلاع دی ہے"...... کاشو نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے صاحب خان نے اطلاع دی ہے۔ چھٹی پر گاؤں گیا ہوا تھا۔ اب وہ واپس آیا ہے تو اسے اس سارے چکر کا علم ہوا ہے اس نے فوراً مجھے اطلاع دی ہے۔ میں نے اسے مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لئے کہہ دیا ہے"...... عظمت نے جواب دیا۔

"لعنت بھیجو اس صاحب خان پر۔ تم ہاشم سے میری بات کراؤ وہ ہم سے بھاری رقومات کس لئے وصول کرتا رہتا ہے"...... کاشو نے غراتے ہوئے کہا تو عظمت سرہلاتا ہوا عقبی دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک موبائیل فون اٹھا کر اس نے اسے آن کیا اور پھر اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہاشم ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں عظمت بول رہا ہوں جناب ہاشم صاحب سے بات کرائیں"۔ عظمت نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہاشم رضا بول رہا ہوں"........ بولنے والے کے لہجے میں کرختگی کا عنصر نمایاں تھا۔

"میں عظمت بول رہا ہوں عظمت واسطی ۔ باس سے بات کریں"........ عظمت نے کہا اور فون کاشو کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو کاشو بول رہا ہوں" ۔ کاشو کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"ہاشم رضا بول رہا ہوں"........ دوسری طرف سے اس بار ہاشم کے لہجے میں نمایاں نرمی تھی۔

"یہ تمہارا بورڈ کیا کر رہا ہے ہاشم رضا ۔ ہم تمہیں بھاری رقومات اس لئے دیتے ہیں کہ تمہارا بورڈ ہمارے پورے نیٹ ورک کو ہی اکھاڑ کر پھینک دے"........ کاشو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یہ سب انتہائی اچانک ہوا ہے کاشو صاحب ۔ بورڈ کے چیئرمین صاحب نے سپیشل سٹاف کی مدد سے یہ تمام آپریشن مکمل کیے ہیں ۔ ہمیں تو علم ہی اس وقت ہوا ہے جب آپریشن مکمل ہو چکے تھے ۔ اسی طرح سنٹرل انٹیلی جنس کے بھی اعلیٰ حکام نے اس آپریشن میں حصہ لیا ہے ۔ یہ سب کام بالا بالا ہوئے ہیں ۔ اگر ہمیں ذرا سی بھی بھنک پڑ جاتی تو ایسا نہ ہوتا"........ دوسری طرف سے ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایسا ہوا کیسے ۔ چیئرمین نے پہلے تو کبھی اس قسم کا کام نہیں کیا"...... کاشو نے غراتے ہوئے کہا۔



"میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ۔ ان سے عجیب حیرت انگیز اطلاعات سامنے آئی ہیں ۔ کوئی پرائیویٹ جاسوسوں کا گروپ سامنے آیا ہے ۔ جس کا نام فور سٹار گروپ ہے ۔ پہلے بھی وہ کام کرتا رہا ہے لیکن اس کا ٹارگٹ چھوٹے چھوٹے کیریئرز تک محدود رہا تھا ۔ وہ ان کیریئرز کو ٹریس کرتا تھا اور پھر بورڈ کو اطلاع دے کر مخبری کا انعام حاصل کر لیتا تھا ۔ لیکن اس بار اچانک انہوں نے میجر آپریشن کر ڈالا اور بیک وقت سارے ہی بڑے بڑے سپلائرز کو نہ صرف انہوں نے ہلاک کر ڈالا ہے بلکہ ان کا پورا سیٹ اپ گرفتار کرا دیا ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ فور سٹارز نے اس سارے سیٹ اپ کی اطلاع براہ راست چیئرمین بورڈ اور سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کو دی ہے اور یہ اطلاع کسی سنٹرل سیکرٹری کے ذریعے ان تک پہنچی ہے اور پھر ان دونوں نے مشترکہ کارروائی کی ہے"........ ہاشم نے جواب دیا۔

"آخر یہ فور سٹار گروپ کون ہے ۔ اس کی کیا تفصیلات ہیں" ۔ ہاشم نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں میں نے تو کوشش کی لیکن مجھے خود کچھ معلوم نہیں ہو سکا"........ ہاشم نے جواب دیا۔

"نانسنس ۔ رقومات لیتے وقت تو تم کہتے ہو کہ سارا سیٹ اپ تمہارے ہاتھوں میں ہے اور اب کہہ رہے ہو مجھے کیا معلوم ۔ نانسنس"........ کاشو نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور فون آف کر دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"یہ سب بہت برا ہوا عظمت ....... چیف باس کو جب اس کی اطلاع ملے گی تو وہ تو ہمیں کھڑے کھڑے گولی مروا دے گا۔ اب کیا کریں"...... کاشو نے فون پیس میز پر رکھتے ہوئے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیف باس کو اطلاع تو بہرحال دینی ہی پڑے گی۔ ویسے بھی اس کے اپنے ذرائع ہیں۔ اسے اپنے ذرائع سے ان واقعات کا فوری طور پر علم ہو جائے گا اور اگر اسے پہلے علم ہو گیا تو پھر سمجھو ہماری موت یقینی ہے"...... عظمت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ سپیشل ٹرانسمیٹر لے آؤ۔ ہمیں اطلاع تو بہرحال دینی ہی پڑے گی چاہے نتیجہ کچھ ہی کیوں نہ نکلے"...... کاشو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور عظمت سر ہلاتا ہوا عقبی دیوار میں موجود ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر لا کر کاشو کے سامنے رکھ دیا۔ کاشو نے اس کا ایک بٹن دبایا۔

"ہیلو ہیلو کاشو کالنگ اوور"...... کاشو نے بٹن دبا کر بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس نواب بہادر اٹنڈنگ یو اوور"...... چند لمحوں بعد ایک چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"چیف باس ایک بری خبر ہے اوور"...... کاشو نے جواب دیا۔



"کیا بری خبر تفصیل بتاؤ اوور"...... دوسری طرف سے اور زیادہ چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور کاشو نے عظمت کی بتائی ہوئی تفصیل کے ساتھ ساتھ ہاشم رضا سے ہونے والی گفتگو سمیت ساری تفصیلات دہرا دیں۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ فور سٹار گروپ حکومت کی کوئی نئی خفیہ ایجنسی ہے۔ ورنہ نارکوٹکس بورڈ کے چیئرمین، سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل اور سنٹرل سیکرٹری جیسے عہدے داران اس میں براہ راست ملوث نہیں ہو سکتے اوور"...... نواب بہادر کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"یس چیف آپ کا تجربہ سو فیصد درست ہے۔ آج سے پہلے اتنا بڑا آپریشن ہمارے خلاف کبھی نہیں ہوا اوور"...... کاشو نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"سنو کاشو تمام سرگرمیاں اس وقت تک بند کر دو جب تک یہ فور سٹار گروپ ختم نہیں ہو جاتا۔ مال کے تمام سٹور کیموفلاج کر دو۔ ورنہ یہ لوگ تم تک اور پھر مجھ تک بھی پہنچ سکتے ہیں اور اس فور سٹار گروپ کو تلاش کرنے اور ختم کرنے کے لئے فوراً دارالحکومت کے ارباب گروپ سے رابطہ قائم کرو اوور"...... چیف باس نے کہا۔

"یس چیف ارباب گروپ واقعی ایسے معاملات میں خاصی شہرت رکھتا ہے اوور"...... کاشو نے کہا۔

"وہ جو معاوضہ بھی طلب کریں انہیں دے دو لیکن انہیں کہہ دینا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کہ انہوں نے یہ کام زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر کرنا ہے۔ کیونکہ ہم نے ایک ہفتے بعد پچاس ٹرک کی سپیشل سپلائی بھجوانی ہے اور میں اسے ہر صورت میں سپلائی کرنا چاہتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"........ دوسری طرف سے کہا گیا اور کاشو نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"شکر ہے خدا کا چیف باس کا نزلہ ہم پر نہیں گرا۔ بچت ہو گئی ہے"........ کاشو نے اطمینان کا ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے باس چیف کو اس سارے سلسلے کی اطلاع پہلے مل چکی تھی۔ اس لئے اس نے ہمیں کچھ نہیں کہا ورنہ تو چیف باس غصے سے پاگل ہو جاتا"........ عظمت نے کہا اور کاشو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر موبائیل فون اٹھا کر اس نے اسے آن کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس الپائن کلب"........ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"روم نمبر فائیو میں ارباب صاحب رہتے ہیں ان سے بات کرائیے میں کاشو بول رہا ہوں"۔ کاشو نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر۔ ہولڈ کریں"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے سے بولنے والا نوجوان لگتا تھا۔

"ہیلو ارباب بول رہا ہوں۔ اپنے ہی ساؤنڈ باکس سے میرا مطلب



ہے اپنے ہی منہ سے اور منہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پورے بتیس دانت بھی موجود ہیں۔ البتہ وہ عقل داڑھ ابھی تک نہیں نکلی جس کے لئے معذرت خواہ ہوں"........ بولنے والے نے ایسے لہجے میں بات شروع کر دی جیسے وہ ذہنی طور پر عدم توازن کا شکار ہو۔

"کاشو بول رہا ہوں ارباب صاحب"........ کاشو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کاشو۔ ویری گڈ۔ واقعی اس وقت میں معاشی طور پر لفظ کاش کی گردان کر رہا تھا۔ کیونکہ اس لفظ کی شدید ضرورت لاحق ہو چکی ہے ویسے یہ لاحق کا لفظ ایسا ہے جیسے کان میں کسی نازک حسینہ نے لمبا سا بندہ پہن رکھا ہو اور وہ اس نازک حسینہ کے سانس لینے سے کسی پینڈولم کی طرح ہل رہا ہو۔ فرمائیے کاشو صاحب۔ کتنا بڑا چیک بھجوا رہے ہیں۔ آپ ایسا کریں چیک بے شک چھوٹے سائز کا بھجوا دیں لیکن اس پر رقم بڑی ہونی چاہئے۔ میرا مطلب ہے صفروں کی تعداد جس قدر زیادہ ہو گی اتنی ہی مجھے خوشی ہو گی"........ ارباب نے مزے لے لے کر بولتے ہوئے کہا۔

"چیک میں بھجوا دوں گا۔ رقم آپ خود اس میں بھر لیجئے گا"۔ کاشو نے کہا۔

"معاف کیجئے۔ ویسے اگر آپ معاف نہ بھی کریں تب بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ میں نے معافی والے خانے پر سیاہی لگا کر اسے پہلے ہی سیاہ کر رکھا ہے کہ نہ خانہ خالی ہو گا نہ اس میں معافی کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



لفظ کوئی لکھ سکے گا۔ تو جناب معاف کریں یا نہ کریں۔ میں یہ کہہ دوں کہ ایسے چیک کیش نہیں ہوا کرتے اور جب ایسے چیک کیش نہ ہو سکیں تو پھر میں اسے اپنے خرچے سے فریم کراتا ہوں اور یہ فریم میں کسی تھانے میں لگوا دیتا ہوں تاکہ پولیس والے اس سے عبرت پکڑیں بلکہ اس عبرت کو کسی حوالات میں بند کر کے رکھیں کیونکہ یہ عبرت بڑی مشکل سے ہاتھ آتی ہے"...... ارباب نے جواب دیا تو کاشو نے بے اختیار ایک ہاتھ سے اپنا سر تھام لیا۔

"چیک کیش ہو گا جناب گارینٹڈ چیک ہو گا۔ اس کی آپ فکر نہ کریں"...... کاشو نے اس بار زچ ہونے والے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ کیسے فکر نہ کروں۔ میں اگر فکر نہ کروں تو پھر الپائن کلب والے میری فکر کرنا شروع کر دیتے ہیں اور جب وہ فکر کرنا شروع کر دیں تو پھر میرے سر پر گنتی کے جو چند بال ہیں ان کی گنتی کم ہونا شروع ہو جاتی ہے"...... ارباب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فی الحال آپ بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں" آخر کار کاشو کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تو اس نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔

"تو یہ اس آدمی سے بات کرنا ہی مصیبت ہے۔ نجانے چیف باس کو اس میں کیا نظر آتا ہے کہ ہر بار اس کا نام لے دیتے ہیں اور ہر بار مجھے مصیبت اٹھانی پڑتی ہے"...... کاشو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے فون کا بزر گونج اٹھا اور کاشو



نے فون اٹھا کر اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ارباب بول رہا ہوں"۔ اس بار ارباب کی آواز میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"شکر ہے آپ سنجیدہ تو ہوئے۔ میں کاشو بات کر رہا ہوں"۔ کاشو نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مجبوری ہے کاشو صاحب۔ فارغ بیٹھے بیٹھے میرا معاشی باب ہی بند ہو چکا ہے اور میں اب ارباب کی بجائے صرف "ار" رہ گیا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور کاشو بے اختیار مسکرا دیا۔

"ایک گروپ دارالحکومت میں سامنے آیا ہے۔ فور سٹار گروپ۔ اس گروپ نے چیف کے سارے سیٹ اپ کا خاتمہ کر دیا ہے"۔ کاشو نے کہا اور پھر اس نے پوری تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے میں چیک کر لوں گا۔ کوئی اور تفصیل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بس یہی کچھ معلوم تھا۔ جو آپ کو بتا دیا گیا ہے"...... کاشو نے جواب دیا۔

"آپ ایسا کریں بیس لاکھ کا چیک پیشگی کے طور پر بھجوا دیں۔ باقی بات بعد میں ہو جائے گی"...... اس بار ارباب نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پہنچ جائے گا۔ لیکن چیف نے کہا ہے کہ اس گروپ کے خاتمے کے لئے آپ کو صرف ایک ہفتہ دیا جا رہا ہے۔ آپ نے ہر صورت میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ایک ہفتے کے اندر اس گروپ کو ٹریس کر کے ختم کرنا ہے"۔ کاشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک ہفتے میں سات دن ہوتے ہیں ناں"........ ارباب نے کہا۔

"جی ہاں سات دن ہی ہوتے ہیں"۔ کاشو نے جواب دیا۔

"اس میں ایک دن کی تو چھٹی ہوتی ہے۔ اس لئے باقی رہ گئے چھ دن اور آئندہ جو ہفتہ آرہا ہے اس میں دو سرکاری چھٹیاں بھی آرہی ہیں اس طرح یہ ہفتہ ہوا چار روز کا اور چار روز کا ہفتہ اگر کر دیا جائے تو پوری دنیا کا نظام ہی الٹ پلٹ کر رہ جائے گا۔ چنانچہ چیف کو بتا دینا کہ ہفتہ بہرحال سات روز کا ہی ہوتا ہے گڈ بائی"۔ ارباب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"تو یہ انتہائی جھکی آدمی ہے۔ نجانے یہ کام کس طرح کرتا ہے"۔ کاشو نے فون آف کرتے ہوئے عظمت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کام میں تو یہ ہمیشہ کامیاب رہا ہے۔ آپ کو یاد تو ہو گا وہ روزڈہ والوں کا سلسلہ کس طرح انہوں نے ہمارے علاقوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس ارباب نے دو روز میں ان کا خاتمہ کر دیا تھا"۔ عظمت نے جواب دیا۔

"آخر اس میں کوئی صلاحیت ہو گی تبھی چیف ہمیشہ ہی اس کا انتخاب کرتا ہے۔ بہرحال تم اسے فوری طور پر چیک بھجوا دو کیونکہ معاوضے کے معاملے میں یہ کسی کو نہیں بخشتا"........ کاشو نے کہا اور عظمت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔



دارالحکومت سے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر ایک سیاہ
رنگ کی نئے ماڈل کی شیورلیٹ کار جیسے ہوا میں اڑی چلی جا رہی تھی۔
اس کے فرنٹ راڈ پر ریاست ڈھمپ کا مخصوص جھنڈا پھڑپھڑا رہا تھا۔
ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف تھا جس نے باقاعدہ سفید دستانے پہنے
ہوئے تھے سائیڈ سیٹ پر جوانا بیٹھا ہوا تھا جب کہ عقبی سیٹ پر
درمیان میں عمران سمٹا ہوا سا بیٹھا ہوا تھا جب کہ اس کی دونوں
سائیڈوں پر چوہان اور خاور بیٹھے ہوئے تھے عمران نے سفید سلک کی
شیروانی اور چوڑی دار پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ پیروں میں سلیم شاہی جوتی
تھی اس کے گلے میں انتہائی قیمتی موتیوں کے چار بڑے بڑے ہار موجود
تھے خاور اور چوہان دونوں تھری پیس سوٹوں میں ملبوس تھے جب کہ
جوزف اور جوانا دونوں نے خالی یونیفارم پہن رکھی تھی۔

"عمران صاحب آپ کو آخر کیسے معلوم ہوا کہ نواب رضا کا تعلق

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



منشیات کے دھندے سے ہے“۔۔۔ خاور نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سیکرٹری“۔۔۔ عمران نے خاور کی بات کا جواب دینے کی بجائے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس پرنس“۔۔۔ جوزف نے گردن موڑے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسٹر خاور کو بتاؤ کہ ہم پرنس آف ڈھمپ ہیں۔ کنگ آف ڈھمپ کے اکلوتے بیٹے اور اکلوتے ولی عہد۔ یہ نہ جانے کس عمران کی بات کر رہے ہیں۔ اور پھر اسے صاحب بھی کہہ رہے ہیں اور پرنس کے سامنے کسی کو صاحب کہنا پرنس کی توہین سمجھا جا سکتا ہے“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”سوری پرنس۔ آئی ایم ویری سوری“۔۔۔ خاور نے فوراً ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

”مسٹر سیکرٹری“۔۔۔ عمران نے مزید زور سے چیختے ہوئے کہا۔

”یس پرنس“۔۔۔ جوزف نے پہلے کی طرح جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے تو ہمیں ان کا تعارف کراتے ہوئے ان کا نام خاور بتایا تھا لیکن یہ کہہ رہے ہیں ان کا نام سوری ہے اور سوری تو عورت کا نام ہو سکتا ہے جب کہ یہ بظاہر تو مرد لگتے ہیں۔ فوراً وضاحت کرو۔ ورنہ ہم تمہیں سیکرٹری کے اعزازی عہدے سے ڈسمس بھی کر سکتے ہیں“۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔



”پرنس ان کا نام تو خاور ہی ہے ہو سکتا ہے ان کی ذات سوری ہو“۔۔۔ جوزف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”سوری ذات بھی ہو سکتی ہے یہ کیسے ممکن ہے“۔۔۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جب ریاست کا نام ڈھمپ ہو سکتا ہے تو ذات سوری کیوں نہیں ہو سکتی۔ ویسے پرنس آپ کو شاید تاریخ نہیں پڑھائی گئی۔ اگر آپ کو تاریخ پڑھائی گئی ہے تو آپ نے ایک بادشاہ کا نام ضرور سنا ہو گا شیر شاہ سوری بڑا مشہور بادشاہ تھا یہ خاور صاحب ہو سکتا ہے انہی کے خاندان سے ہوں“۔۔۔ اس بار چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

”لیکن ہمیں جو تاریخ پڑھائی گئی تھی اس میں شیر شاہ کے ساتھ لفظ سوری پیش کے ساتھ پڑھایا گیا تھا جب کہ خاور صاحب نے یہ لفظ زبر کے ساتھ پڑھا ہے اور زبر اور پیش میں صدیوں کا فرق بھی ہو سکتا ہے“۔۔۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تاریخ میں صدیوں کا فرق معمولی سمجھا جاتا ہے پرنس“۔۔۔ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اچھا پھر ٹھیک ہے۔ تو آپ کیا پوچھ رہے تھے خاور زبر کے ساتھ سوری صاحب“۔۔۔ عمران نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں یہ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ آپ کو کیسے یہ اطلاع ملی کہ رضا باد کے نواب رضا کا تعلق منشیات سے ہے“۔۔۔ خاور نے مسکراتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہوئے کہا۔

"ہم نے ریاست کے شاہی نجومی کو حکم دیا تھا کہ وہ زائچہ تیار کر کے ہمیں بتائے کہ نواب بہادر کا اصل نام کیا ہے اور وہ کہاں رہتا ہے۔ شاہی نجومی نے فوراً سلیٹ سنبھالی۔ اس پر دس خانے بنائے۔ ان میں عجیب و غریب ہندسے لکھے۔ اور پھر ان ہندسوں کو دس بار ہم سے پڑھوایا اور پانچ بار اس نے انہیں خود پڑھا۔ اور اس کے بعد ہمیں بتایا کہ ان ہندسوں کا تعلق کن کن برجوں سے ہے پھر ان سارے برجوں کو جب اکٹھا کیا گیا تو ایک بڑا سا برج محل بن گیا اور اس برج محل پر قبضہ ہے نواب رضا کا چنانچہ ہم نے شاہی جاسوس کو حکم دیا کہ وہ یہ معلوم کرے کہ برج محل کہاں ہے۔ اس جاسوس نے چلہ کاٹا تب ہمیں بتایا کہ دارالحکومت سے تین سو کلومیٹر دور ایک بڑا قصبہ ہے رضا آباد اس رضا آباد میں برج محل موجود ہے"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میرا سوال تو وہیں رہا۔ آپ کو کیسے علم ہوا کہ نواب کا تعلق منشیات سے ہے"...... خاور نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کس نے بتایا ہے کہ نواب رضا کا تعلق منشیات سے ہے"...... عمران نے الٹا سوال کر دیا۔

"آپ نے خود ہی کہا تھا کہ ہم نواب رضا کے پاس جا رہے ہیں جس کے متعلق اطلاع ہے کہ اگر وہ نواب بہادر نہیں ہے تو کم از کم اس کا تعلق بہرحال نواب بہادر سے ضرور ہے"...... خاور نے جواب دیا۔



"ہم نے یہ بیان سرکاری طور پر جاری کیا تھا یا غیر سرکاری طور پر"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"اب مجھے کیا معلوم کہ آپ کب سرکاری بیان جاری کرتے ہیں اور کب غیر سرکاری"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شہزادگی کی یونیفام پہنے سے پہلے جو بیان جاری ہوا اسے غیر سرکاری اور شہزادگی کی یونفارم پہننے کے بعد جو بیان جاری ہوا اسے سرکاری کہا جا سکتا ہے کیوں پرنس میں درست کہہ رہا ہوں"...... اس بار چوہان نے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس لحاظ سے تو یہ بیان سرکاری ہی ہوا"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پرنس۔ اس وقت تک پرنس نہیں کہلا سکتا جب تک اس کے باڈی گارڈز ساتھ نہ ہوں۔ ورنہ وہ کسی ملبوساتی فلم کا ہیرو تو ہو سکتا ہے پرنس بہرحال نہیں ہو سکتا"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر یہ بیان غیر سرکاری بن جاتا ہے۔ کیونکہ جس وقت آپ نے یہ بات کی اس وقت آپ تو پرنس بن چکے تھے لیکن آپ کے باڈی گارڈوں نے اپنی مخصوص یونیفارم نہ پہنی تھی"۔ خاور نے جواب دیا۔

"اب ایک اور پہلو پر بھی سرکاری طور پر غور ہو جانا چاہئے کہ سرکاری آدمیوں کی اطلاع درست سمجھی جا سکتی ہے یا غیر سرکاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



آدمیوں کی"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"آپ کو کس نے اطلاع دی ہے۔اس کے بعد ہی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ یہ اطلاع سرکاری آدمیوں نے دی ہے۔یا غیر سرکاری آدمیوں نے"۔خاور بھی شاید وقت کاٹنے کے لئے پوری طرح بحث پر اتر آیا تھا۔
"یہ اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک غیر سرکاری آدمی علی عمران کے شاگرد رشید ٹائیگر نے مہیا کی ہے"۔ عمران نے کہا۔
"پھر تو غیر سرکاری اطلاع ہوئی"...... خاور نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔
"لیکن۔ہمیں یہ اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے دی ہے۔کیونکہ علی عمران اپنے شاگرد رشید ٹائیگر کو اپنے فلیٹ میں دستیاب نہ ہو سکا تھا۔وہ اس وقت بیوٹی پارلر میں مصروف تھا"...... عمران نے کہا۔تو کار چوہان اور خاور دونوں کے بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھی۔
"اوہ۔تو آپ بیوٹی پارلر بھی جاتے ہیں"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔
"پرنس کی تیاری بیوٹی پارلر میں ہی ہو سکتی ہے۔اس لئے عارضی طور پر رانا ہاؤس کو بیوٹی پارلر ڈکلیئر کر دیا جاتا ہے جس طرح کسی سیاسی لیڈر کو اس کے گھر میں نظر بند کر کے اس گھر کو سب جیل قرار دے دیا جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور کار ایک بار پھر



قہقہوں سے گونج اٹھی۔
"اس لحاظ سے تو یہ اطلاع سرکاری ہوئی"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔
"اب فیصلہ تم خود کر لو کہ سرکاری طور پر تو نجانے کیسے کیسے تخت آتے رہتے ہیں۔کیونکہ ہر سرکار کو کاغذی کارروائی کے طور پر تخت جاری کرنے کا بے حد شوق ہوتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور خاور اور چوہان دونوں ہنس پڑے۔
"اس کا مطلب ہے کہ آپ کو خود اس اطلاع پر یقین نہیں"۔خاور نے کہا۔
"ہم نے تو یہ اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے موصول کی ہے۔اب یہ فیصلہ آپ لوگ خود کر لیں کہ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اس قابل ہے کہ اس کی اطلاع پر یقین کیا جا سکتا ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔
"ہمارے لئے تو وہ ہر لحاظ سے قابل اعتماد ہے"...... خاور نے کہا۔
"تمہارے لئے تو ہو سکتا ہے۔ہم اپنی بات کر رہے ہیں۔کیا ہم اسے درست تسلیم کر لیں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔
"آپ پرنس ہیں۔آپ کی مرضی آپ چاہیں تو یقین کریں یا نہ کریں"...... اس بار چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔
"بس اس بات کے لئے تو پرنس مع اپنے باڈی گارڈوں اور اپنے دو ساتھیوں سمیت نواب رضا سے ملاقات کے لئے جا رہے ہیں"۔عمران

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



نے جواب دیا اور اس بار خاور اور چوہان دونوں نے اس انداز میں سر
دیا۔ جیسے اب ساری بات ان کی سمجھ میں آگئی ہو۔

"ہمیں یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ نواب رضا کی اکلوتی بیٹی نواب
زادی گلشن جہاں بھی ان کے ساتھ ہی رہتی ہے اور اس نواب زادی
ملک کے شمالی علاقوں کی سیاحت بے حد پسند ہے"...... عمران ۔
کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ گلشن جہاں بھی اسی چکر میں ملوثا ۔
کیونکہ منشیات کی پیداوار تو شمالی علاقوں کے پار ہی ہوتی ہے"۔ خا
نے کہا۔

"یہ اطلاع ہمیں غیر سرکاری طور پر ملی ہے"...... عمران نے فو
ہی کہا تو خاور اور چوہان دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"پرنس کیا نواب رضا کو آپ کی آمد کی اطلاع ہے"...... چند لمحے
کے بعد چوہان نے کہا۔

"کنگ آف ڈھمپ کا اصرار تھا کہ ہمیں بردکھاوے کے لئے نواب
رضا کے پاس ضرور جانا چاہئے اور کنگ آف ڈھمپ کا اصرار ہمارے ۔
سرکاری حکم کا درجہ رکھتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو خاور
چوہان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے وہ سب سمجھ گئے تھے کہ عمر
نواب رضا کے بارے میں اطلاع ملنے پر اس انداز میں اصل صور
حال کا جائزہ لینے کے لئے وہاں جا رہا ہے۔

"لیکن پرنس آپ تو بردکھاوے کے لئے جا رہے ہیں لیکن ہمیں آ



ں حیثیت سے ساتھ لے جا رہے ہیں"...... چوہان نے مسکراتے
ے کہا۔

"جب تک تاریکی نہ ہو روشنی کی قدر نہیں ہو سکتی۔ جب تک
صورتی کو کوئی نہ دیکھ لے۔ اسے خوبصورتی کا انداز کیسے ہو سکتا
ہے"...... عمران نے جواب دیا تو کار ایک بار پھر بلند اور بے اختیار
قہقہوں سے گونج اٹھی۔

"لیکن اگر نواب زادی نے بدصورتی یا تاریکی کو پسند کر لیا تو"۔
ن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر ہمیں نواب زادی کی خوش ذوقی پر ہمیشہ فخر رہے گا"۔ عمران
نے جواب دیا اور خاور اور چوہان دونوں عمران کے اس گہرے جواب پر
بے اختیار ہنس پڑے۔ تھوڑا آگے جانے کے بعد جوزف نے کار ایک
ذیلی روڈ پر موڑ دی تو خاور اور چوہان دونوں چونک پڑے۔

"کیا جوزف پہلے بھی وہاں جاتا رہتا ہے"...... چوہان نے حیران ہو
کر کہا۔

"جوزف ہمارا سیکرٹری ہے اور سیکرٹری کو ہر بات کا پہلے سے علم
ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے جوزف پہلے جا کر برج محل کا جائزہ لے
گیا تھا۔ تاکہ ہمیں وہ رپورٹ دے سکے کہ کیا برج محل اس قابل
ہے کہ پرنس آف ڈھمپ وہاں اپنے قدوم میمنت لزوم رکھ سکے"۔
ن نے جواب دیا۔

"کیا رکھ سکے"...... چوہان نے چونک کر پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"قدوم میمنت لزوم ... اب ظاہر ہے پرنس قدم رنجہ تو نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ پرنس کی توہین ہے کہ اس کے قدموں کو رنج پہنچے۔ اس کے قدموں سے کسی کو رنج پہنچے" ... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنس کا مطلب ہے کہ ان کے قدم جہاں پہنچیں وہاں کے لوگوں پر ممنونیت لازم ہو جاتی ہے" ... خاور نے قدوم میمنت لزوم کا سلیس ترجمہ کرتے ہوئے کہا۔

"ممنونیت نہیں میمنت ... اور قدوم میمنت لزوم کا مطلب ہے مبارک اور بابرکت قدم" قدوم جمع ہے قدم کی ... میمنت عربی زبان میں برکت اور سعادت کو کہتے ہیں اور لزوم کا مطلب ہے لازم" ... عمران نے اس مشکل محاورے کا تفصیل سے معنی بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ آخر اس قسم کے مشکل الفاظ کہاں پڑھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ طلسم ہوشربا اور داستان امیر حمزہ کے پرانے ایڈیشنوں میں ایسے ہی الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔ لیکن آج کل انہیں کون پڑھتا ہے" ... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کلیلہ دمنہ ڈھمپ میں پرائمری کے نصاب میں شامل ہے" ... عمران نے جواب دیا تو چوہان ایک بار پھر چونک پڑا۔

"کلیلہ دمنہ ۔۔ وہ کیا ہوتی ہے" ... چوہان نے حیران ہو کر پوچھا

"جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔۔ وہ ایسی ہی کتابیں پڑھتے



ہے" ... عمران نے جواب دیا اور خاور اور چوہان دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"لیکن آپ تو کہہ رہے ہیں کہ ڈھمپ میں یہ پرائمری میں پڑھائی جاتی ہے" ... چوہان نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"ریاست ڈھمپ میں پرائمری ہی اعلیٰ تعلیم ہوتی ہے" ... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور چوہان اور خاور دونوں ہی ایک بار پھر ہنس پڑے۔ تھوڑی دیر بعد کار قصبے کے آباد علاقے میں داخل ہوئی تو دور سے ایک قدیم محل نما حویلی نظر آنے لگ گئی اور جس کی اس کے طرز تعمیر میں برج ہی برج بنے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"ارے یہ تو واقعی برج محل ہے۔ میں سمجھا تھا آپ مذاق کر رہے ہیں" ... چوہان نے اس حویلی کے طرز تعمیر کو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"واقعی انتہائی حیرت انگیز اور انوکھا طرز تعمیر ہے۔ پرنس آپ نے تو حقیقتاً پرائمری میرا مطلب ہے اعلیٰ تعلیم حاصل کر رکھی ہے۔ کیا آپ بتائیں گے کہ یہ کس دور کا اور کس قوم کا طرز تعمیر ہے" ۔ خاور نے کہا۔

"اگر برجوں کی تعداد بارہ ہے تو پھر یہ جیوتش طرز تعمیر ہے اور اگر بارہ سے زیادہ ہیں ۔ تو پھر یہ خلائی طرز تعمیر ہو گا ۔ اور بارہ سے کم ہیں تو اسے خالی طرز تعمیر کہا جا سکتا ہے" ... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"امید ہے جناب پرنس اس کی سرکاری طور پر وضاحت بھی فرمائیں گے تاکہ ہم جیسے کم علم افراد پرنس کی اعلیٰ تعلیم سے فیض یاب ہو سکیں"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وضاحت کے لئے ہم نے سیکرٹری رکھا ہوا ہے۔ سیکرٹری" عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس پرنس"...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہماری تقریر دلپذیر بابت طرز تعمیر کی وضاحت کی جائے تاکہ پرنس کی علمیت وفضیلت کا رعب کھڑا رہنے کی بجائے بیٹھ جائے"...... عمران نے کہا۔

"سوری پرنس...... میں آپ کا سیکرٹری ہوں۔ اس لئے آپ کی توہین نہیں کر سکتا۔ کیونکہ پرنس کی بات کی وضاحت طلب کرنا یا نہ کرنا۔ دونوں ہی سرکاری طور پر توہین کے دائرے میں آتے ہیں"...... جوزف نے بڑے خوبصورت انداز میں اپنی جان چھڑواتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کم علموں کو سمجھانے کے لئے ہمیں خود ہی استاد بننا پڑے گا اور استاد کا درجہ چونکہ ریاست ڈھمپ میں کنگ او پرنس سے بھی زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے استاد بننے میں ہماری توہین نہیں ہو سکتی۔ تو وضاحت ہوتی ہے کہ سنسکرت میں جسے علم جیوتش کہا جاتا ہے۔ اسے فارسی میں علم نجوم کا نام دیا جاتا ہے اور علم نجوم میں بارہ برج ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر اس محل کے بارہ برج ہیں تو پھر یہ



کسی جیوتشی یا نجومی نے بنوایا ہوگا۔ اس لئے اس کا طرز تعمیر جیوتش کہلائے گا اور اگر بارہ سے زیادہ ہیں تو پھر برجوں کے اندر خلا کی تعداد بڑھ جائے گی۔ اس لئے اسے خلائی کہا جا سکتا ہے اور اگر کم ہیں تو نتیجتاً یہ برج اندر سے خالی ہوں گے اس لئے اسے خالی طرز تعمیر ہی کہا جائے گا"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور خاور اور چوہان دونوں ہی اس وضاحت پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"ماسٹر اسے پیالہ طرز تعمیر بھی تو کہا جا سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے الٹے پیالوں کی طرح تو ہوتے ہیں یہ برج"...... اب تک خاموش بیٹھے ہوئے جوانا نے اچانک کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اسی لمحے جوزف نے کار موڑی اور اسے محل کے کھلے پھاٹک میں سے اندر لے گیا۔ وسیع وعریض صحن کے بعد ایک بہت بڑا پورچ موجود تھا۔ جس میں دو بڑی لیکن انتہائی جدید ماڈل کی کاریں موجود تھیں۔ جوزف نے کار پورچ میں جا کر روکی اور پھر تیزی سے نیچے اترا ہی تھا کہ جوانا چوہان اور خاور تینوں خود ہی کار سے نیچے اتر آئے۔ البتہ عمران اندر ہی بیٹھا رہا جوزف نے آگے بڑھ کر خود دروازہ کھولا۔

"ہم صحیح جگہ پر پہنچ گئے ہیں پرنس"...... جوزف نے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے سیکرٹری"...... عمران نے کار کے اندر سے پوچھا۔

"یس پرنس"...... جوزف نے جواب دیا تو عمران سر ہلاتا ہوا نیچے اترا ہی تھا کہ اچانک برآمدے میں ایک ادھیڑ عمر آدمی نمودار ہوا۔ اس

کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔ وہ حیرت سے عمران اور اس ؎ ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔

"میرا نام اعظم ہے ۔ میں نواب صاحب کا پرسنل سیکر ٹ ہوں"...... اس ادھیڑ عمر نے حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ ہوئے کہا۔

"سیکرٹری اسے بتایا جائے کہ نواب صاحب نے خود ہمارا استقبا کرنے کی بجائے اپنے پرسنل سیکرٹری کو بھیج کر ہماری توہین ہے"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ نواب صاحب سے ملاقات کے لئے تشری لائے ہیں اور پرنس آف ڈھمپ۔ ریاست ڈھمپ کے ولی عہد بھی ہ اس لئے نواب صاحب کو ان کے استقبال کے لئے خود آنا چا تھا"...... جوزف نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ پرنس آف ڈھمپ ۔ اوہ میں معذرت خواہ ہوں ۔ آپ تشریف آوری کی ہمیں اطلاع ہی نہ تھی ۔ میں نواب صاحب کو اطلا کرتا ہوں ۔ وہ خود آپ کا استقبال کریں گے"...... پرسنل سیکرٹ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑنے لگا۔

"ٹھہرو ہم انتظار کرنے کے عادی نہیں ۔ اس لئے ہم نواب صاح کی طرف سے خود ہی اپنا استقبال کر لیتے ہیں"...... عمران نے کہا ا پھر آگے بڑھنے لگا۔ اب صورت یہ تھی کہ عمران کے پیچھے جوزف ا جوانا چل رہے تھے ۔ جب کہ خاور اور چوہان ان دونوں کے پیچھے ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ن دونوں کے چہروں سے ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے انہیں اس یں چلنا بے حد عجیب سا محسوس ہو رہا ہو۔

"تشریف لایئے پرنس"...... اعظم نے کہا۔ اور پھر وہ انہیں ایک ہی شاندار اور جدید انداز میں سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں لے آیا۔

"میں نواب صاحب کو اطلاع دیتا ہوں ۔ آپ تشریف یں"...... اعظم نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ ۔

"تشریف رکھنے میں آپ بھی شامل ہیں"...... عمران نے چوہان ور سے مخاطب ہو کر کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہم نے کرنا کیا ہے آپ نے یہ تو بتایا نہیں"...... خاور نے ی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"درباریوں کا کیا کام ہوتا ہے ۔ پرنس کی قصیدہ گوئی"...... عمران سی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور خاور اور چوہان دونوں بے اختیار س پڑے اور پھر ابھی انہیں وہاں بیٹھے پانچ دس منٹ ہی ہوئے تھے مرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر ل ہوا ۔ اس کی بھاری اور موٹی مونچھیں دونوں طرف اس طرح ٹھی ہوئی نظر آ رہی تھیں جیسے ان کے اندر لوہے کی سلاخیں فٹ کر ی گئی ہوں ۔ چہرہ بھاری تھا ۔ آنکھوں میں ایسی سرخی تھی جیسے وہ مسلسل شراب پینے کا عادی ہو ۔ اس کے چہرے کا ایک حصہ برص زدہ ۔ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے کا تھری پیس سوٹ تھا ۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کے ہاتھ میں پائپ اور غیر ملکی پاؤچ موجود تھا۔ اس کے پیچھے نوجوان اور خوبصورت لڑکی بھی تھی۔ جس کے بال جدید فیشن تھے۔ اس کے جسم پر شوخ رنگ کا لباس تھا۔ گلے میں اس نے ا لاکٹ پہنا ہوا تھا اور ان دونوں کے پیچھے وہی پرسنل سیکرٹری اعظم عمران ان کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تو اس کے ساتھ خاور اور چوہان بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ہمیں بتایا گیا ہے کہ کسی ریاست کے پرنس تشریف لا ہیں"...... اس بھاری جسم والے آدمی نے کہا اس کے لہجے میں بھا پن اور تحکم کی جھلکیاں موجود تھیں۔

"عزت مآب پرنس آف ڈھمپ ریاست ڈھمپ کے ولی عہد جنا علی عمران"...... جوزف نے بڑے بااعتماد لہجے میں عمران کا تعا کراتے ہوئے کہا۔

"اب ہمارا تعارف ہو گیا۔ اس لئے ریاست ڈھمپ کے قانون ک مطابق اب اپنے ساتھیوں کا تعارف ہم پر فرض ہو گیا ہے۔ یہ ہمار سیکرٹری کم باڈی گارڈ جوزف ہیں۔ یہ ہمارے باڈی گارڈ جوانا ہیں اور ہمارے خاص درباری خاور اور چوہان صاحبان ہیں"...... عمران باقی سب کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام نواب رضا ہے۔ جب کہ یہ میری بیٹی گلشن جہاں ہے لیکن آپ کی ریاست کا نام تو ہم نے کبھی نہیں سنا"...... نواب بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس



گلشن جہاں بھی بیٹھ گئی تھی۔ لیکن ان دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

یہ۔ ریاست ڈھمپ کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع ایک آزاد ت ہے۔ اقوام متحدہ میں ہماری ریاست بطور ممبر شامل ہے۔ سیکرٹری اس سلسلے میں اقوام متحدہ کے سرٹیفکیٹس آپ کی ت میں ملاحظہ کے لئے پیش کرے گا"...... عمران نے کہا اور پھر نے جیب سے ایک خوبصورت سالیٹر کور نکالا اور بڑے مؤدبانہ میں نواب صاحب کی طرف بڑھا دیا۔ نواب صاحب نے کور لیا ے کھول کر دیکھنے لگے۔ پھر انہوں نے یہ کور اپنی صاحبزادی کی بڑھا دیا۔ اب ان کے چہرے پر واقعی مرعوبیت کے تاثرات ابھر تھے۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ پرنس نے ہمیں عزت بخشی نواب صاحب نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ کے ساتھ ہی انہوں نے مڑ کر اپنے عقب میں کھڑے ہوئے کی طرف دیکھا تو سیکرٹری خاموشی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا

ہماری خوش قسمتی تو دوگنا ہو چکی ہے کہ ہمیں بیک وقت نواب ب اور ان کی صاحبزادی سے بھی تعارف حاصل ہو گیا ہے۔ ہم ت ڈھمپ کی طرف سے نواب صاحب اور ان کی صاحبزادی کو ت ڈھمپ بطور مہمان تشریف لانے کی دعوت دیتے ہیں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



عمران نے کہا۔
"بے حد شکریہ"...... نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"آپ یہاں پاکیشیا میں رہتے ہیں"...... گلشن جہاں
مسکراتے ہوئے کہا۔
"پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہمارا محل ہے۔ اس طرح کافرستا
میں بھی اور دنیا کے ہر بڑے ملک میں موجود ہے۔ یہ ہماری طبیعت
منحصر ہے کہ ہم کب کہاں رہنا چاہتے ہیں۔ ویسے ہمیں ذاتی طور
پاکیشیا پسند ہے۔ اس لئے ہم نے اس سال پاکیشیا میں زیادہ وقت
گزارہ ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ملاز
ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی میں ایک جگ میں مشروب او
ساتھ ہی گلاس رکھے ہوئے تھے۔ جوزف نے جلدی سے آگے بڑھ کر
پہلے مشروب ایک گلاس میں ڈالا اور اسے پی گیا۔ پھر وہ پیچھے ہٹ کر
کھڑا ہو گیا۔
"کیا مطلب میں سمجھا نہیں"...... نواب صاحب نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔
"ریاست ڈھمپ کے قانون کے مطابق پرنس اس وقت تک کوئی
چیز کھا یا پی نہیں سکتے جب تک سیکرٹری پہلے اس چیز کو استعمال نہ
کرے اور پھر پندرہ منٹ تک اس کا اثر نہ دیکھ لے اور ریاست ڈھمپ
کے قانون کے مطابق پرنس کی موجودگی میں پرنس کے ساتھی کچھ نہ کھا
سکتے ہیں نہ پی سکتے ہیں"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔



"مال ہے۔ عجیب رواج ہیں"...... نواب صاحب نے حیرت
ے لہجے میں کہا۔
"پرنس آپ کی یہاں تشریف آوری کیسے ہوئی"...... اچانک
شن جہاں نے کہا۔
"رے ہاں یہ بات تو میں پوچھنا ہی بھول گیا تھا"...... نواب
حب نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔
"ہم بردکھاوے کے لئے حاضر ہوئے ہیں"...... عمران نے بڑے
عصوم سے لہجے میں کہا تو نواب صاحب بے اختیار چونک پڑے۔
شن جہاں کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"بردکھاوا۔ کیا مطلب"...... نواب صاحب نے حیران ہو کر کہا۔
یہ انہیں بردکھاوے کا مطلب ہی معلوم نہ تھا۔
"کنگ آف ڈھمپ ایک خوبصورت نیک سیرت اور اعلیٰ خاندان
ے تعلق رکھنے والی خاتون کو اپنی بہو بنانے کے خواہش مند ہیں اور
ن کی خواہش کے مطابق ریاست کے مخصوص لوگ پوری دنیا میں
ن صفات کی حامل خاتون کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے
ے پھیل گئے...... بے شمار اور لاتعداد خواتین کے کوائف اکٹھے کیے
ئے۔ تصویریں مہیا کی گئیں۔ جنہیں کنگ اور کوئین نے اپنی مخصوص
ظروں سے جانچا اور آخر کار کنگ اور کوئین دونوں ایک خاتون پر
متفق ہو گئے اور شاید شادی کے بعد پہلی بار ان کے درمیان کسی ایک
ت پر اتفاق ہوا ہو گا۔ بہرحال وہ خاتون آپ کی صاحبزادی محترمہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



گلشن جہاں ہیں ۔ جن کے ملکوتی حسن ۔ جن کی نیک سیرتی اور جن اعلیٰ خاندان نے کنگ اور کوئین دونوں کو اس قدر متاثر کیا کہ کنگ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم نواب صاحب کی خدمت میں پیش ہوں ۔ تا نواب صاحب کی صاحبزادی ریاست ڈھمپ کے موجودہ ولی عہد ا آئندہ کے کنگ کو دیکھ سکیں ۔ اس کے بعد ریاست ڈھمپ کے وزیراعظم یہاں تشریف لائیں گے اور رشتہ مناکحت کے لئے سلسلہ جنبانی کریں گے"...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا کریں گے جنبانی اور یہ رشتہ مناکحت کیا مطلب ۔ یہ آپ کس قسم کی زبان بولتے ہیں پرنس"...... نواب صاحب نے حیران ہو کر کہا۔

"جناب پرنس کا مطلب ہے کہ جب آپ پرنس کو بردکھاوے میں کامیاب قرار دے دیں گے تو وزیراعظم صاحب پرنس اور آپ کی صاحبزادی کی شادی کے سلسلے میں سرکاری طور پر بات چیت کرنے کے لئے یہاں تشریف لے آئیں گے"...... اچانک خاور نے بولتے ہوئے کہا۔

"لیکن ..... لیکن ..... یہ کیسے ممکن ہے"...... نواب صاحب نے یکلخت جھٹکا کھاتے ہوئے کہا ۔ ان کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ ہلکے ہلکے غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے جب کہ گلشن جہاں کے چہرے پر بے اختیار مسرت اور شرم کے ملے جلے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"جناب بیٹیاں تو بادشاہوں کی بھی بیاہی جاتی ہیں اور پھر پرنس



ڈھمپ جیسا رشتہ تو چراغ جلا کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے .. اس بار چوہان نے کہا ۔ انہوں نے واقعی اب درباریوں کی ح عمران کی قصیدہ گوئی شروع کر دی تھی۔

"آپ کی تعلیم کیا ہے پرنس ۔ میری بیٹی تو گریٹ لینڈ سے ماسٹر ری حاصل کر چکی ہے"...... نواب صاحب نے ہونٹ چباتے ے کہا۔

"گڈ ۔ آپ نے بردکھاوے کا انٹرویو شروع کر دیا گڈ ۔ ہم پرنس ہیں ب صاحب اور پرنس کے لئے تعلیم ضروری نہیں ہوتی بغیر تعلیم س کے بھی پرنس پرنس ہی ہوتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ے کہا۔

"مطلب ہے آپ تعلیم یافتہ نہیں ہیں"...... نواب صاحب کے میں ہلکی سی ناگواری تھی۔

"آپ کس قسم کی تعلیم حاصل کرنے والے کو تعلیم یافتہ سمجھتے ہ ۔ وہ جس نے گلستان بوستان سعدی ۔ دیوان حافظ شیرازی اور ی مولانا روم اور درس نظامی پڑھ رکھا ہو یا جس نے سرکاری نت سے چلنے والے پرائمری سکول میں پانچ جماعتیں پاس کی ہوں یسی ہائی سکول سے دس جماعتیں پاس کی ہوں ۔ آپ کسے تعلیم سمجھتے ہیں ۔ اس کی آپ وضاحت فرما دیں"...... عمران نے بڑے لہجے میں کہا۔

"میں یونیورسٹی اور کالجز سے تعلیم حاصل کرنے والے کو تعلیم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



یافتہ سمجھتا ہوں ۔ آج کل کے دور میں کون یہ گلستان بوستان وغیرہ پڑھتا ہے"...... نواب صاحب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کس ملک کی یونیورسٹی کی بات کر رہے ہیں آپ ۔ پاکیشیا کافرستان یا ریاست ڈھمپ کی یونیورسٹی"...... عمران نے باقاعدہ جرح شروع کر دی ۔

"ویسے تو میری نظر کے مطابق گریٹ لینڈ کی یونیورسٹیاں زیادہ اچھی ہیں کیونکہ ان یونیورسٹی کو قائم ہوئے سینکڑوں سال گزر چکے ہیں اور وہاں سے تعلیم حاصل کرنے والے کا اپنا ایک اعزاز ہوتا ہے ۔ لیکن چلو پاکیشیا کی یونیورسٹی ہی سہی ۔ بہرحال یونیورسٹی کی تعلیم تو ضروری ہے ۔ اس کے بغیر تو تعلیم یافتہ ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا"...... نواب صاحب نے کہا۔

"آکسفورڈ یونیورسٹی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے" ۔ عمران نے پوچھا۔

"آکسفورڈ یونیورسٹی کے تو کیا کہنے ۔ پوری دنیا میں اس کی ڈگری کو سب سے زیادہ معتبر سمجھا جاتا ہے"...... نواب صاحب نے کہا۔

"اس لحاظ سے تو یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ کی نظروں میں بہرحال تعلیم یافتہ کہلائے جانے کا حق دار ہوں ۔ حالانکہ میری نظر میں قرآن و حدیث کی تعلیم سب سے پہلے پھر گلستان بوستان ۔ دیوان حافظ دیوان غالب ۔ مثنوی مولانا روم اور کلیات اقبال کا علم حاصل کرنے والا ہی تعلیم یافتہ کہلائے جانے کا صحیح حق دار ہوتا ہے ۔ لیکن بہرحال



...ثمہ آپ بیٹی کے والد ہیں آپ کی رائے کو اس وقت فوقیت حاصل ...ے ۔ اس لئے میں آپ کو بتا دوں کہ میں نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے ...ئنس میں ماسٹر ڈگری یعنی ایم ۔ ایس ۔ سی کرنے کے بعد سائنس ...یں ڈاکٹریٹ یعنی ڈی ۔ ایس ۔ سی کیا ہوا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو نواب اور اس کی بیٹی دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا واقعی ۔ کیا آپ درست کہہ رہے ہیں"...... نواب صاحب کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"سیکرٹری"...... عمران نے سائیڈ میں مؤدب کھڑے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس پرنس"...... جوزف نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہز ہائی نس کنگ نے یقیناً بر دکھاوے کے لئے تمہیں پوری طرح تیار کرا کر بھیجا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"یس پرنس"...... جوزف نے جواب دیا۔

"تو نواب صاحب کو ہماری تعلیمی ڈگریاں پیش کی جائیں" ۔ عمران نے کہا تو جوزف نے اپنی بڑی سی سائیڈ جیب سے ایک اور کور نکال کر نواب صاحب کی طرف بڑھا دیا ۔ نواب صاحب نے اس طرح لیا جیسے انہیں اب تک یقین نہ آ رہا ہو ۔ پھر انہوں نے کور کھولا اور ان کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے ۔ انہوں نے کور ...ن جہاں کی طرف بڑھا دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"مجھے ویسے ہی یقین آگیا ہے ڈیڈی"...... گلشن جہاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو نواب صاحب نے چونک کر اپنی بیٹی کی طرف دیکھا۔ اور پھر اس انداز میں سرہلایا جیسے بات ان کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

"ہمیں بھی یقین آگیا ہے۔ شکریہ پرنس آپ واقعی نہ صرف تعلیم یافتہ ہیں بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں"...... نواب صاحب نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے کور واپس جوزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

جوزف نے کور لیا اور اسے بند کر کے جیب میں ڈال لیا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے جگ میں موجود مشروب گلاس میں ڈالا اور گلاس ادب سے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہماری طرف سے ہمارے درباریوں کو بھی مشروب پیش کیا جائے"...... عمران نے گلاس لیتے ہوئے کہا۔

"یس پرنس"...... جوزف نے کہا اور مشروب دو گلاسوں میں ڈال کر اس نے ایک ایک گلاس چوہان اور خاور کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ ہماری عزت افزائی ہے پرنس اور اس کے لئے ہم نواب صاحب اور آپ کے بے حد شکر گزار ہیں"...... دونوں نے کھڑے ہو کر اور ادب سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی اگر آپ اجازت دیں تو میں پرنس سے ریاست ڈھمپ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کر لوں۔ مجھے اس ریاست سے خاصی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے"...... اچانک گلشن جہاں نے نواب صاحب سے



مخاطب ہو کر کہا۔

"اس دور میں ڈیڈی سے اجازت لینا واقعی آپ کی نیک سیرتی کی دلیل ہے مس گلشن جہاں اور ہمیں آپ کی یہ بات سن کر دلی مسرت ہوئی ہے"...... نواب سے پہلے عمران نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"گلشن بے حد سعادت مند لڑکی ہے اور پرنس مجھے آپ کی یہاں آمد بے حد مسرت ہوئی ہے۔ ہم دونوں باپ بیٹی جلد ہی آپ کی ریاست ڈھمپ میں آپ کی میزبانی کا لطف اٹھانے آئیں گے۔ اسکے بعد پھر شادی کے بارے میں بات ہو سکتی ہے پہلے نہیں۔ ویسے آپ ہمارے معزز مہمان ہیں۔ آپ جب تک چاہیں یہاں ٹھہر سکتے ہیں۔ اس حویلی کو اپنا ہی سمجھئے۔ ہمیں آپ کی میزبانی کر کے دلی مسرت ہو گی۔ گلشن آپ کا ساتھ دے گی۔ مجھے البتہ اجازت دیجئے کیونکہ میرا عبادت کا وقت ہو گیا ہے۔ اب کھانے پر دوبارہ ملاقات ہو گی"...... نواب رضا نے حتمی سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس عزت افزائی کا شکریہ نواب صاحب۔ ہمیں یقین ہے کہ گلشن جہاں کی معیت میں ہمارا وقت بے حد اچھا گزرے گا"۔ عمران نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی خاور اور چوہان بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب کہ جوزف اور جوانا پہلے سے ہی کھڑے تھے۔ نواب صاحب خاموشی سے واپس مڑے اور دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"آیئے پرنس۔ میں آپ کو مہمان خانہ دکھالاؤں"...... گلشن نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور گلشن کے دروازے کی طرف مڑتے ہی وہ بھی اس کے پیچھے چل پڑا جوزف اور جوانا جلدی سے اس کے پیچھے فوجی انداز میں چلنے لگے جب کہ خاور اور چوہان ان کے پیچھے تھے۔ وہ دونوں بار بار ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے کچھ کہنا چاہتے ہوں لیکن ماحول سازگار نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بات نہ کر پا رہے تھے۔

ڈرائنگ روم سے نکل کر وہ اسی طرح جلوس کی صورت میں چلتے ہوئے عمارت کے جنوبی حصے میں واقع ایک شاندار حصے میں پہنچ گئے۔ جہاں باوردی ملازم موجود تھے۔ پھر ان سب کو علیحدہ علیحدہ کمرے دے دیئے گئے۔

"کیا آپ میرا کمرہ دیکھنا پسند کریں گے پرنس۔ وہاں نوادرات کی بہترین کلیکشن موجود ہے"...... گلشن جہاں نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ سے بڑھ کر نادر چیز اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی"...... عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا تو گلشن جہاں کے چہرے پر جیسے مسرت کے فوارے سے پھوٹ پڑے۔ وہ واقعی عمران کی شخصیت وجاہت۔ اس کے دیو جیسے باڈی گارڈوں اس کے خوش پوش شاند اور وجیہہ درباریوں سے ذہنی طور پر بے حد متاثر ہو چکی تھی اور عمران گلشن جہاں کے ساتھ اس کے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرہ واقعی۔



شاندار اور خوبصورت اور نفیس انداز میں سجا ہوا تھا۔ وہاں واقعی نوادرات بھی موجود تھے لیکن عمران نے دیکھا کہ وہ نوادرات کچھ زیادہ تاریخی اہمیت کے حامل نہ تھے۔ لیکن عمران نے ان کی تعریف میں کچھ ایسے زمین آسمان کے قلابے ملائے کہ گلشن جہاں کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔

"مس گلشن جہاں اگر آپ برا نہ مانیں تو میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کے والد نواب صاحب کی جاگیر کتنی ہے"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میں اس لئے آپ کو یہاں لے آئی ہوں تاکہ آپ سے کھل کر باتیں ہو سکیں۔ میں نہیں چاہتی کہ کوئی بات چھپائی جائے کہ بعد میں اس کی وجہ سے کوئی ذہنی یا جذباتی خلش پیدا ہو جائے"...... اچانک گلشن جہاں نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی یہ صاف گوئی بھی آپ کی اعلیٰ ظرفی کی دلیل ہے مس گلشن جہاں۔ ویسے آپ کو کچھ زیادہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ میں پرنس ہوں اور ایک آزاد ریاست کا ولی عہد ہوں۔ اس لئے ہماری نظروں میں کسی جاگیر وغیرہ کی کوئی اہمیت نہیں ہو سکتی۔ ہماری نظروں میں وقعت نیک سیرتی اور اعلیٰ خاندان ہوتی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ کنگ آف ڈھمپ کے مخبروں نے جب آپ کے بارے انہیں اطلاع دی ہو گی تو کیا آپ کے اور آپ کے ڈیڈی کے بارے کوائف جمع نہیں کیے گئے ہوں گے۔ یقیناً ایسا ہوا ہے۔ کنگ کو

یہ بتایا گیا ہے کہ نواب صاحب جوئے کے بے حد رسیا ہیں اور انہو
نے اپنی تمام جاگیر اور وسیع و عریض جائیداد فروخت کر کے گریٹ لی
اور ایکریمیا کے جوئے خانوں میں تمام رقم ہار دی۔ صرف یہ حویلی یہ
محل باقی رہ گیا تھا اور نواب صاحب نے اس کا بھی سودا کر لیا تھا لیکن
پھر قدرت نے انہیں سنبھلنے کا موقع دے دیا اور وہ سنبھل گئے۔
کے حالات تبدیل ہو گئے اور گو انہوں نے جاگیر تو دوبارہ حاصل نہیں
کی لیکن وہ پہلے سے زیادہ خوشحال ہو گئے ہیں اور گو وہ اب بھی گریٹ
لینڈ اور ایکریمیا کے جوئے خانوں میں بھاری اور بڑی رقمیں ہار
رہتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی دولت میں اب کوئی کمی نہیں آ
لیکن ان کوائف میں یہ نہیں بتایا گیا کہ نواب صاحب کے پاس
مسلسل دولت کہاں سے آ رہی ہے کیا انہوں نے کوئی سونے کی کا
خرید لی ہے یا سونا بنانے کا کوئی قدیم نسخہ ان کے ہاتھ لگ
ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو گلشن جہاں بے اختی
ہنس پڑی۔

"ان حالات میں واقعی آپ کو یہی سوچنا چاہئے تھا۔ آپ نے جو
کہا ہے وہ واقعی درست ہے۔ ایسا ہی ہوا ہے۔ میں ان دنوں گریٹ
لینڈ میں تعلیم حاصل کر رہی تھی۔ مجھے کسی قسم کے حالات کا قطع
کوئی علم نہ تھا۔ لیکن پھر ڈیڈی کے ایک دوست سے ایک محفل م
ٹکراؤ ہو گیا اور اس نے ڈیڈی کے تمام حالات مجھے بتا دیئے۔ میں
حد پریشان ہو گئی اور میں نے ڈیڈی کو تلاش کیا تو ڈیڈی یہاں



یں میں موجود تھے۔ میں نے ان سے فون پر بات کی تو انہوں نے
بتایا کہ انہوں نے تمام برائیاں ختم کر دی ہیں اور اس کے ساتھ
انہوں نے پہلے جن چند کمپنیوں کے شیئر خریدے تھے وہ منافع
ینے لگ گئی ہیں۔ اس لئے اب انہیں حویلی فروخت کرنے کی
ت نہیں اور پھر ڈیڈی نے شیئر بزنس میں پوری پوری دلچسپی لینی
کر دی اور آپ یقین کریں پرنس۔ خوش قسمتی نے ڈیڈی کا ہاتھ
یا اور ڈیڈی شیئر مارکیٹ کے کنگ بن گئے ہیں۔ اب پوری دنیا
تہائی منافع بخش شیئرز کے ڈیڈی مالک ہیں۔ اس لئے دولت اب
طرف سے سمٹ سمٹ کر ڈیڈی کے بینک اکاؤنٹ میں جمع
جا رہی ہے"...... گلشن جہاں نے بغیر کچھ چھپائے سب کچھ بتاتے
ے کہا۔

"نہ واقعی یہ آپ کی اور نواب صاحب کی انتہائی خوش قسمتی ہے۔
ہمیں تو یہ بھی بتایا گیا تھا کہ آپ کے ڈیڈی نواب بہادر کے نام
شیئر بزنس کرتے ہیں۔ کیا اس میں کوئی راز ہے"...... عمران نے

"نواب بہادر نہیں۔ ایسا تو نہیں ہے۔ میں نے ان کے شیئرز
حیثیت دیکھے ہیں وہ ان کے اپنے نام سے ہیں۔ میں نے تو یہ نام آج
نہیں سنا۔ آپ سے پہلی بار سن رہی ہوں"...... گلشن جہاں نے
ب دیا۔

بہر حال ہمیں بے حد مسرت ہے کہ آپ سے ملاقات ہو گئی۔ اب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"ہمیں اجازت دیجئے ہم کچھ دیر آرام کرنا چاہتے ہیں" ...... عمران نے
اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئیے میں آپ کو مہمان خانے تک چھوڑ آؤں" ...... گلشن جہا
نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ ہماری عزت افزائی ہو گی" ...... عمران نے جواب دیا اور
جب گلشن جہاں اسے اس کے کمرے تک چھوڑ کر واپس چلی گئی
عمران نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور شیروانی کی سائیڈ جیب سے ا
نے ایک چپٹا سا ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا
آلے پر موجود سبز رنگ کا بلب جل اٹھا تو عمران نے اطمینان کا ایک
طویل سانس لیتے ہوئے بٹن آف کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا
یہ انتہائی جدید ساخت کا کا ٹیکر تھا۔ اس کی رینج خاصی وسیع تھی اور ا
میں ایسا سسٹم تھا کہ اگر اس پوری رینج میں کسی بھی جگہ کسی بھی ق
کا ڈکٹا فون ٹیلی ویو وغیرہ موجود ہوں تو اس پر سرخ رنگ کا بلب
صرف جل اٹھتا۔ بلکہ اس جگہ تک باقاعدہ رہنمائی کرنے کا سسٹم
اس میں موجود تھا۔ سبز رنگ کے بلب جلنے کا مطلب تھا کہ اس کم
اور اس سے ملحقہ باتھ روم بلکہ باہر برآمدے تک کہیں بھی کوئی ڈ
فون وغیرہ نصب نہیں ہے۔ عمران واپس مڑا اور اس نے دروازہ کھ
ہی تھا۔ کہ ایک طرف سے ایک ملازم کسی جن کی طرح نمودار ہو

"حضور حکم فرمائیں" ...... ملازم نے رکوع کے بل جھکتے ہو
کہا۔



"ہمارے درباریوں کو فوراً حاضر کرو" ...... عمران نے کہا۔

"درباریوں" ...... ملازم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
ے وہ تو ان سب کو صاحبان سمجھ رہا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ
کن کو درباری کہہ رہا ہے۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اسے
اچانک ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھلا اور جوزف اور جوانا باہر آ

خاور اور چوہان کو بھی ساتھ لے آؤ" ...... عمران نے ان سے
ب ہو کر کہا تو وہ تیزی سے واپس مڑ گئے۔

تمہارے ساتھ یہاں اور کتنے ملازم ہیں" ...... عمران نے ملازم
مخاطب ہو کر کہا۔

مہمان خانے میں ہم دس ملازم ہیں جناب" ...... ملازم نے
ب دیتے ہوئے کہا

ور پوری حویلی میں" ...... عمران نے پوچھا۔

حویلی میں ساٹھ ستر تو ہوں گے جناب" ...... ملازم نے جواب
تے ہوئے کہا۔

تمہارا نام کیا ہے" ...... عمران نے پوچھا۔

جی میرا نام احمد دین ہے" ...... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو" ...... عمران نے کہا اور واپس کمرے
ف مڑ گیا۔ جب کہ ملازم احمد دین خاموشی سے واپس چلا گیا۔
وں بعد خاور چوہان کے ساتھ جوزف اور جوانا بھی کمرے میں آ گئے

"جوزف اور جوانا تم باہر کا خیال رکھو"۔۔۔۔ عمران نے جوزف جوانا سے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے باہر جا کر رک گئے۔

"اب میری بات غور سے سن لو۔ ٹو سٹار صاحبان۔ ٹائیگر نے جو یہ اطلاع دی کہ اسے یہ خبر ملی ہے کہ رضا آباد کا نواب رضا ہی دراصل نواب بہادر رہا ہے اور منشیات کے دھندے کا مگر مچھ ہے تو میں نے کے علاوہ باقی ٹو سٹار کو ہدایت کی کہ وہ نواب رضا کے بارے تحقیقات کریں چنانچہ آپ کے ساتھی ٹو سٹارز نے جو تفتیش بلکہ سر کو یہ اطلاع دی کہ نواب رضا اپنی جاگیر جوئے کی وجہ سے فروخت چکا تھا لیکن پھر اس کے پاس اچانک بے تحاشہ دولت آ گئی۔ اس لڑکی اکثر شمالی علاقوں کی سیاحت کے لئے جاتی رہتی ہے اور تحقیقات کا لب لباب یہ تھا کہ نواب رضا کی لڑکی گلشن جہاں سار کاروبار کی کرتا دھرتا ہے اور نواب رضا صرف کنٹرولر ہے۔ سر آپ ٹو سٹارز کو ساتھ یہاں اس لئے لے آیا تھا تاکہ صورت حال قریب سے جائزہ لیا جائے۔ کیونکہ نواب رضا کے بارے میں سر نے اپنے طور پر جو تحقیقات کی تھیں اس کے مطابق نواب رضا کے کاروبار میں بے حد کامیاب جا رہا تھا اور اس کی دولت کی وجہ بزنس ہے۔ اس لئے سر سٹار نے یہ سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ نواب کو اس سارے دھندے کا علم ہی نہ ہو اور یہ دھندہ گلشن کے سر رہا ہو۔ چنانچہ ٹاپ سٹار پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں یہاں پہنچ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


آپ حضرات کو یہاں چھوڑ کر ٹاپ سٹار نے گلشن سے تفصیلی گفتگو ور ٹاپ سٹار اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ گلشن جہاں ایک سیدھی سادھی معصوم سی لڑکی ہے اس کا اس دھندے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن نواب رضا مشکوک ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"تو اس کے لئے اتنی سر دردی کی کیا ضرورت ہے۔ نواب رضا کو پکڑ کر ابھی سب کچھ اگلوا لیتے ہیں"۔۔۔۔ خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور اگر نواب رضا اس دھندے میں ملوث ثابت نہ ہوا تو"۔ عمران نے کہا۔

"تو کیا ہوا واپس چلے جائیں گے"۔ خاور نے اسی طرح بے نیازانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات اس قدر آسان ہوتی تو پھر یہ سارا ڈرامہ کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ جوزف اور جوانا کو بھیج کر نواب رضا کو یہاں سے اغوا کرا کر رانا ہاؤس میں اس سے تفصیل سے پوچھ گچھ کی جا سکتی تھی۔ نواب رضا بہرحال انتہائی اعلیٰ حلقوں میں رسائی رکھتا ہے اور فور سٹار کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ اسے نار کو ٹکس کنٹرول بورڈ اور انٹیلی جنس کو مجرم مع ثبوت پیش کرنے ہوں گے اور منشیات کے دھندے کا سیٹ اپ ایسا ہوتا ہے کہ اس میں سب سے مشکل کام ثبوتوں کا حصول ہوتا ہے۔ صرف ذخیرے پکڑ لینے سے یا منشیات کو لے آنے اور لے جانے والوں کو میرا مطلب ہے کیریر کو پکڑنے سے

اس سیٹ اپ پر کوئی اثر نہیں پڑا کرتا۔ ہمیں ثبوت حاصل کرنے کے لئے پورے سیٹ اپ کو اس طرح چیک کرنا پڑے گا کہ اس دھندے کی بڑی مچھلی کو ہوشیار ہونے کا موقع نہ ملے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ لیکن اب آپ کا کیا پروگرام ہے"۔ خاور نے کہا۔

"میں یہ چاہتا ہوں کہ رات کو جب سب لوگ سو جائیں تو نواب رضا کی رہائش گاہ کی اس طرح تلاشی لیں کہ اگر اس کا اس دھندے سے کسی قسم کا بھی کوئی تعلق ہو تو اس کا کوئی دستاویزی ثبوت سامنے آجائے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے کر لیں گے"۔ جوہان نے کہا۔

"میں نے ملازم سے معلوم کیا ہے یہ حویلی میری توقع سے بڑی ہے اور یہاں میری توقع سے زیادہ ملازم ہیں۔ اس لئے میں نے پلاننگ کی ہے کہ جوزف کو واپس دارالحکومت بھجوا کر وہاں سے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول کافی تعداد میں منگوا لئے جائیں اور پھر اس گیس کی مدد سے پوری حویلی میں موجود افراد کو میٹھی نیند سلا کر خود بیداری سے دوچار ہوتے ہوئے اس محل کی مکمل تلاشی لے لی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اس محل کے نیچے خفیہ تہہ خانے بھی موجود ہوں اور ہمیں جو مواد چاہئے وہ اوپر حویلی کی بجائے نیچے کسی تہہ خانے میں ہو۔ اس لئے طویل بے ہوشی کی گیس یہاں فائر کرنا بے حد ضروری ہے"۔ عمران نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


"آپ کی پلاننگ تو درست ہے عمران صاحب۔ لیکن آپ کو یہاں آنے کے لئے پرنس کا روپ دھارنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ عمران کے روپ میں بھی تو یہاں آ سکتے تھے۔ کوئی بھی حوالہ یا بہانہ بنایا جا سکتا تھا۔ کیونکہ گو آپ نے اپنے طور پر نواب رضا کو اپنے پرنس ہونے کا دستاویزی ثبوت دکھائے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی باقاعدہ تحقیقات کرائے"...... خاور نے کہا۔

"اس چیکنگ کی فکر مت کرو۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے سر سلطان سے بات کر لی تھی اور کسی آزاد ریاست کے بارے میں جواب سیکرٹری وزارت خارجہ ہی دے سکتا ہے اور کوئی دوسری وزارت نہیں دے سکتی۔ یہاں اس روپ میں آنے کا مقصد صرف اتنا تھا کہ نواب رضا نے ہمیں رات تک ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔ ورنہ نواب رضا اس معاملے میں انتہائی عجیب عادات کا مالک ہے۔ وہ اپنے اس محل میں کسی کو بھی ٹھہرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر کسی کا ٹھہرنا ضروری بھی ہو تو اس کے لئے علیحدہ ایک عمارت موجود ہے۔ ہمیں ایک تو پرنس ہونے کے ناطے اور دوسرے اپنی بیٹی کی اس رشتے میں دلچسپی کے پیش نظر اس نے مجبوراً ہمیں یہاں ٹھہرنے کی دعوت دی ہے اور میں یہی چاہتا تھا۔ کیونکہ اس محل میں رات کے وقت کے باہر سے داخل ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ اس اندرونی عمارت کے باہر انتہائی ... اور تربیت یافتہ کتوں کا ایک پورا گروہ ساری رات حفاظت کرتا ہے اور مسلح چوکیدار بھی موجود رہتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"یہ کام پھر بھی تو کیا جا سکتا تھا۔ باہر سے اندر گیس فائر کی جا سکتی تھی" ...... خاور نے کہا۔

"نہیں کتوں پر اس گیس کے اثرات دوسرے روز بھی انتہا نمایاں نظر آتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ جب تک کوئی ح دستاویزی ثبوت نہ مل جائے اس وقت تک نواب رضا کو اس بار میں کچھ معلوم ہو سکے اب ہم عمارت کے اندر موجود ہیں اور اندر گیس فائر کرنے سے باہر موجود کتوں اور چوکیداروں تک اس گیس کے ہی اثرات پہنچیں گے اور نہ ہی انہیں معلوم ہو سکے گا کہ اندر کیا ہوا ہے اور صبح اٹھنے والے لوگ صرف اتنا محسوس کریں گے کہ ان کے جسم کسی کمزوری کا شکار ہیں۔ اور بس" ...... عمران نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آپ نے اپنی جو ڈگریاں دکھائی ہیں ان میں تو آپ کی ولدیت لکھی ہوئی ہو گی اور آپ کے والد اس قدر مشہور آدمی ہیں کہ انہیں لامحالہ نواب رضا بھی جانتا ہو گا" ..... اچانک چوہان نے کہا تو خاور بھی چونک پڑا۔

"ارے ہاں اس کا تو مجھے بھی خیال نہیں آیا تھا" ........ خاور نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ ڈگریاں پرنس آف ڈھمپ کی تھی۔ جس کے والد کنگ آف ڈھمپ ہے اور بس" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ نے جعلی ڈگریاں تیار کرا رکھی ہیں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


...نوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں اصل میں پرنس نے واقعی یہ ڈگریاں حاصل کی ہیں اور ان باقاعدہ ریکارڈ بھی یونیورسٹی میں موجود ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ ڈگریاں اعزازی ہیں۔ ایسی اعزازی ڈگریاں جیسی کسی سربراہ مملکت یا ...صوبہ یا کسی غیر ملکی معزز مہمان کو دی جاتی ہیں" ....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ان دونوں نے اس انداز میں سر ہلا جیسے اب بات ان کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



تیز سرخ رنگ کی سپورٹس کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت
کی مصروف ترین سڑک پر اس طرح دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا ر
تھی جیسے وہ اس قدر مصروف سڑک پر چلنے کی بجائے کسی غیر آباد ا
سنسان سڑک پر دوڑ رہی ہو۔ تیزی سے دوڑتی ہوئی مختلف کاروں
دائیں بائیں سے کاٹتی ہوئی وہ جب آگے بڑھ جاتی تو جن کاروں کو
اس انداز میں کراس کرتی تھی۔ ان کے ڈرائیور بے اختیار دانت پ
لگتے اور کئی تو باقاعدہ گالیوں پر بھی اتر آتے۔ لیکن ظاہر ہے سپورٹس
کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک دبلے پتلے درمیانے قد
نوجوان تک نہ ان کی گالیاں پہنچ سکتی تھیں اور نہ ہی ان کے دا
پیسنے کے مناظر۔ نوجوان کا چہرہ کافی حد تک لمبوترا سا تھا۔ آنکھوں



نگ کے فریم کی گاگل تھی اور اس میں موجود شیشوں میں بھی
نگ کا شیڈ نمایاں تھا۔ وہ کلین شیو تھا۔ لیکن اس کے بال کافی
لمبے تھے اور شانوں پر پڑے ہوئے تھے جو کار کی تیز رفتاری سے
طرح ہل رہے تھے جیسے انہیں کوئی جھولا جھلا رہا ہو۔ نوجوان کے
پر شرارت بھری مسکراہٹ موجود تھی۔ اس کے ساتھ والی
ٹ پر ایک خاصی صحت مند بلکہ اس قدر صحت مند لڑکی بیٹھی ہوئی
کہ اگر اسے بے بی ہتھنی کہا جائے تو شاید غلط نہ ہو۔ اس کا چہرہ بھی
کے جسم کی طرح گول تھا۔ رخساروں پر اس قدر گوشت تھا کہ
کی آنکھیں کافی اندر کو دھنسی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ویسے
کی آنکھیں اس کے چہرے کی نسبت کافی بڑی تھیں اور اگر یہی
یں کسی اور چہرے پر ہوتیں تو انہیں بلاشبہ غزالی آنکھیں کہا جا
تھا لیکن اس لڑکی کے چہرے پر غزالی آنکھیں بھی چہرے کے
ے ہوئے گوشت کی وجہ سے خاصی چھوٹی لگ رہی تھیں۔ اس
دونوں کانوں میں ہیرے کے ٹاپس تھے اور ناک میں ہیرا جڑی پن
موجود تھی۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ لباس
تھا لیکن اس کا کپڑا انتہائی قیمتی نظر آ رہا تھا۔ لیکن یہ کپڑا سلکی نہ تھا
کاٹن اور سلک مکس تھا البتہ کاٹن کا ریشو سلک کی نسبت قدرے
تھا۔ اس کے گلے میں بھی لاکٹ میں جڑا ہوا ایک قیمتی ہیرا
تھا۔

"تم آہستہ کار نہیں چلا سکتے ارباب"...... لڑکی نے یکلخت غصے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بھرے لہجے میں کہا۔

"چلا سکتا ہوں بالکل چلا سکتا ہوں سویٹ وائف ۔ لیکن مسئلہ ہے کہ اگر میں نے کار کو آہستہ چلایا تو وہ تمہارے وزن کی وجہ ہانپنا شروع کر دے گی اور جب کار ہانپنے لگ جائے تو مجھے یوں محسو ہوتا ہے جیسے اس کو دل کا دورہ پڑنے والا ہو اور تمہیں معلوم ہے مجھے سب سے زیادہ خوف اس دل کے دورے سے آتا ہے اس. مجبوری ہے سویٹ وائف" نوجوان نے مسکراتے ہوئے جوا دیا۔

"تمہیں پتہ ہے خچر کسے کہتے ہیں"...... لڑکی نے ناک سکوڑ ہوئے کہا۔

"مجھے تو اتنا پتہ ہے کہ تم نے جب حیوانات کے موضو ڈاکٹریٹ کی تھی تو تمہارے مقالے کا موضوع خچر تھا"...... ار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس مقالے میں تصویریں بھی تھیں اور وہ تصویریں تمہاری ت سمجھے"...... لڑکی نے کہا۔

"ہوں گی ..... آخر آدم زاد ہی خچروں پر سواری کرتے ہیں ۔ دو مخلوق تو نہیں کیا کرتی"...... ارباب نے فوراً ہی جواب دیتے ہو کہا۔

"دوسری مخلوق سے تمہارا کیا مطلب ہے"...... لڑکی نے ا بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔



"وہی مخلوق جس پر تم نے ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے ۔ میرا مطلب ہے گینڈے وغیرہ وغیرہ"...... ارباب نے جواب دیا۔

"ابھی تم کہہ رہے تھے کہ میں نے خچر پر ڈاکٹریٹ کی ہے اور اب تم گینڈوں کو گھسیٹ لائے ہو"...... لڑکی نے کہا۔

"توبہ توبہ مجھ میں ہمت ہے ۔ ہاتھی اور گینڈوں کو گھسیٹنے کی ۔ یہ تو ہ ہے جو پھر بھی ہمت کر جاتی ہے"...... ارباب نے سٹیرنگ ر دونوں ہاتھوں سے کان پکڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ۔ کار"...... یکلخت لڑکی نے چیختے ہوئے کہا ۔ کیونکہ جب کے ہاتھ چھوڑتے ہی کار بجلی کی سی تیزی سے سامنے سے آتے ے ایک آئل ٹینکر کی طرف اس طرح لپکی تھی جیسے لوہا مقناطیس طرف لپکتا ہے ۔ لیکن ارباب کے ہاتھ بھی بجلی کی سی تیزی سے ت میں آگئے اور کار اس ٹینکر کے بالکل قریب سے زن کی آواز نکالتی ہوئی نکل گئی ۔ اور لڑکی کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس ل گیا۔

"مجھے کار کی کھڑکیاں کھولنی پڑیں گی ۔ کیونکہ تم نے جس قدر ن ڈائی آکسائیڈ اس ایک سانس میں چھوڑی ہے وہ کم از کم مجھے تو ے کرنے کے لئے کافی ہے اور میں فی الحال اس قدر سویٹ وائف کو ر کے دوسروں کو کسی زحمت میں نہیں ڈالنا چاہتا"...... ارباب بت کرتے ہوئے کہا۔

"کاش میرے سانس میں واقعی کوئی ایسا زہر شامل ہو جائے جو مجھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



مچھر کی اس مستقل بھیں بھیں سے نجات دلا دے "...... لڑکی نے
بناتے ہوئے کہا۔

" مچھر تو خون پیتا ہے ڈیئر سویٹ وائف ..... جب کہ میرا تو صرا
تمہیں دیکھ کر خون خشک ہوتا رہتا ہے۔ اور مجھے محسوس ہوتا ہے
جلد ہی دنیا میں ایک ایسا طبی معجزہ رونما ہونے والا ہے کہ بغیر خو
کے کوئی آدمی زندہ نظر آنے لگے گا"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

" ہونے والا کیا مطلب ہو چکا ہے۔ تمہارے جسم میں چائے
رہی ہو گی۔ خون بہر حال نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ تو تم نے بتایا نہیں
اچانک تمہیں روز گارڈن جانے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔ میرا مطلا
ہے بیٹھے بٹھائے "...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہیں پتہ ہے کہ روز گارڈن کیوں مشہور ہے"...... ارباب۔
کہا۔

"ہاں وہاں دنیا بھر کے گلاب کے پھول موجود رہتے ہیں"۔ لڑکی۔
جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میں نے سنا ہے کہ وہاں ایک گلاب کا پھول ایسا ہے جسے کو ئین
الزبتھ روز کہا جاتا ہے۔ یہ اتنا بڑا ہے کہ اسے سہارا دینے کے لئے اس
کے نیچے فولادی سٹینڈ رکھنے پڑتے ہیں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ا
سٹینڈ کس ٹائپ کے ہیں"...... ارباب نے جواب دیا۔

" کس ٹائپ میں کیا مطلب"۔ سٹینڈ کس ٹائپ کے ہوتے ہیں۔



ہوتے ہیں اور بس"...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میرا مطلب ہے کہ کیا وہ کوئین الزبتھ نامی اس گلاب کے پھول
بھی زیادہ بڑے گلاب کا وزن سہار سکیں گے یا نہیں"۔ ارباب نے
ب دیا۔

" اس گلاب کے پھول پر جو زہریلا مچھر چمٹا ہوا ہے۔ اصل وزن تو
کا ہو گا۔ بے چارے گلاب کا وزن کیا ہونا ہے"...... لڑکی نے
تے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ ارباب اس کے بارے میں بات کر
ہے۔

" مچھر کا وزن کیا ہوتا ہے۔ مچھر تو مچھر ہی ہوتا ہے۔ بالکل مچھر"۔
ارباب نے جواب دیا۔

" اور پھول کا کیا وزن ہو سکتا ہے۔ پھول تو پھول ہی ہوتا
ہے"...... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کیوں نہیں ہوتا۔ ابھی دو روز پہلے میں نے سبزی کی دکان پر
گوبھی کا پھول دیکھا تھا۔ پورے آٹھ کلو وزن تھا اس کا"...... ارباب
نے جواب دیا۔

" اور میں نے بھی کارپوریشن کے گٹر پر بیٹھا ہوا ایک مچھر دیکھا تھا۔
جسے کرین سے ہٹایا جا رہا تھا"...... لڑکی نے جواب دیا۔

" اور وہ کرین پھولوں کی بنی ہوئی تھی۔ کیوں"...... ارباب نے
جواب دیا اور لڑکی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔ اسی لمحے ارباب
نے اس قدر تیزی سے کار دائیں طرف کو موڑی کہ لڑکی کے منہ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بے اختیار چیخ سی نکل گئی۔

"یہ کیسی ڈرائیونگ کرتے ہو تم۔ ہزار بار کہا ہے کہ جب بیمہ نہ کرا لو۔ ایسی ڈرائیونگ نہ کیا کرو لیکن تم ملتے ہی نہیں"۔ سیدھی ہوتے ہی لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کئی بار گیا ہوں بیمہ کرانے لیکن وہ صاف انکار کر دیتے ہیں"۔۔۔ ارباب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمر زیادہ نظر آتی ہو گی تمہاری انہیں"۔۔۔۔۔۔ لڑکی نے منہ بنا ہوئے جواب دیا۔

"نہیں انہیں پتہ ہے کہ تم میری بیوی ہو اور ان کا کہنا ہے کہ میری زندگی ہر وقت خطرے میں رہتی ہے۔ کسی بھی وقت تم بھول مجھ پر بیٹھ گئیں تو کمپنی کو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑے گا اور تم جا ہو کہ اس دور میں کون آنکھوں دیکھے مکھی نگلتا ہے"۔۔۔۔۔۔ ارباب کہا۔

"لاحول ولاقوۃ ایک تو دنیا بھر کے گندے محاورے تمہیں ہی یا رہتے ہیں۔ اس قدر غلیظ اور مکروہ محاورے دوہرانے کی کیا ضرورت ہے۔ کوئی صاف ستھرا محاورہ نہیں بول سکتے"۔۔۔۔۔۔ لڑکی نے انتہا غصیلے لہجے میں کہا۔

"چلو مکھی نہ سہی ہاتھی کہہ دیتا ہوں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہاتھ بھی کچھ زیادہ صاف ستھرا نہیں ہوتا۔ گندے پانی اور کیچڑ میں لتھڑا رہتا ہے"۔۔۔ ارباب نے جواب دیا۔



"پھر وہی گندے الفاظ۔ یہ لتھڑا کیا ہوتا ہے۔ اوہ نانسنس۔ جس دماغ میں اس قدر گند بھرا ہوا ہو اس کے منہ سے ایسے ہی الفاظ اور ...ے نکلیں گے۔ ہزار بار کہا ہے کہ برین واشنگ کرا کر اس میں عطر وغیرہ ڈلوا لو لیکن تم ملتے ہی نہیں"۔۔۔۔۔۔ لڑکی نے منہ ...تے ہوئے جواب دیا۔

"مکھی بھی کہتی ہو اور پھر منہ بھی بناتی ہو۔ مکھی تو ظاہر ہے ایسی ہی ...وں پر بیٹھتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے ...سکرا کر کہا اس کے چہرے پر شرارت تھی۔

"تو اور کیا کہوں۔ اب تمہیں تتلی تو کہنے سے رہی"۔۔۔۔۔۔ لڑکی نے ...ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"بھونرا کہہ لیا کرو"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے جواب دیا۔

"بھونرا تو کسی سیاہ فام کو کہا جا سکتا ہے اور تم اچھے خاصے گورے ..."۔۔۔۔۔۔ لڑکی نے جواب دیا۔

"چلو سفید بھونرا کہہ لیا کرو"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے اپنے الفاظ میں ترمیم ...تے ہوئے کہا۔

"سفید مکھی تو ہوتی ہے۔ سفید بھونرا تو ہوتا ہی نہیں۔ وہ ٹیلی ...ن پر روز اشتہار آتا ہے کپاس کی فصل پر سفید مکھی کا حملہ"۔ لڑکی ...جواب دیا۔

"وہ کپاس کے پھول پر مکھی بیٹھی ہو گی۔ کوئین الزبتھ روز پر مکھی ...یں بیٹھا کرتی"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اس نے کار کو ایک بہت بڑی عمارت کے ساتھ واقع پارکنگ روک دیا۔ وہاں اور بھی بے شمار کاریں موجود تھیں۔

"ارے ....... تم تو واقعی روز گارڈن ہی آئے ہو۔ میں سمجھی تم مذاق کر رہے ہو" ....... لڑکی نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا کہ روز گارڈن کی انتظامیہ کو دکھا سکوں کہ کیسے ہوتے ہیں۔ خواہ مخواہ بیچارے اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ کے گارڈن میں پھول ہیں" ....... ارباب نے بھی چابیاں اگنیشن نکال کر کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا تو لڑکی کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ کی کئی لہریں بیک وقت دوڑنے لگیں۔

"کس سے ملنا ہے یہاں۔ کیا کہیں پھر کوئی نیا کام تو بک نہیں لیا" ....... لڑکی نے عمارت کے گیٹ کی طرف چلتے ہوئے ارباب مخاطب ہو کر کہا۔ ارباب دبلا پتلا ہونے کی وجہ سے خاصا لمبا لگ رہا حالانکہ وہ لمبا نہ تھا بلکہ درمیانے قد کا تھا۔ جب کہ اس لڑکی کا قد و تو لمبا تھا لیکن بے تحاشا موٹا ہونے کی وجہ سے وہ خاصی ٹھگنی سی تھی۔ لیکن موٹی ہونے کے باوجود اس کی چال میں پھرتی تھی۔ دونوں ایک عجیب سا جوڑا لگتے تھے اس لئے انہیں دیکھ کر ہر شخص چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ سی دوڑنے لگتی۔ لیکن وہ سب سے نیاز آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"تو اور کیا ہوگا مرنے کا ارادہ ہے۔ تم تو ایٹمی چیونٹی ہو ایٹمی



انت جو نظر آتا ہے چٹ کر جاتی ہو۔ خاص طور پر میری آمدنی تو بس مجھے صرف حساب کتاب کی کاپی پر ہی حروف کی صورت میں نظر آتی ہے۔ اس کے بعد" ....... ارباب نے ایک ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اور تم کیا کرتے ہو۔ پتہ ہے کس قدر تعداد میں روزانہ چائے پیتے ہو۔ کس قدر تعداد میں روزانہ سگریٹ کی ڈبیاں پھونکتے ہو۔ اگر تم ایک روز ہڑتال کر دو اور اس خرچے کو اقوام متحدہ میں جمع کرا دو تو یہ کے تمام باشندوں کو کئی سالوں تک پیٹ بھر کر کھانا ملتا رہے" ....... لڑکی نے جواب دیا۔

"ارے ارے خواہ مخواہ کا الزام۔ ساٹھ ستر پیالی چائے اور سو ڈیڑھ سو سگریٹ پر آخر خرچ ہی کتنا آتا ہے۔ اتنے کی تو تم صرف آئس کریم کھا جاتی ہو" ....... ارباب نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے وہ عمارت کے پھاٹک تک پہنچ گئے۔ وہاں پاس ہی بکنگ تھی۔ ارباب نے دو ٹکٹ لئے اور پھر وہ عمارت کے اندر داخل ہو گئے۔ اندر ایک وسیع وعریض لان تھا۔ جس میں واقعی گلاب کے رنگا رنگ اور مختلف قسموں کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ ہر قسم کے پھولوں کی کیاری علیحدہ تھی اور ہر کیاری کے ساتھ ہی ایک باقاعدہ بورڈ نصب تھا جس پر اس پھول کے بارے میں تفصیلی معلومات درج تھیں۔ لان کے بعد ایک عمارت تھی۔ یہ عمارت روز پکچر گیلری کہلاتی تھی۔ اس کے اندر گلاب کے پھولوں کی مختلف زاویوں سے اتاری گئیں انتہائی خوبصورت تصویریں موجود تھیں۔ جبکہ ایک سائیڈ پر ایک کافی بڑا ریستوران بنا ہوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



تھا۔ جسے روز کیفے کا نام دیا گیا تھا۔ لان اور عمارتوں میں ہر طرف رنگ برنگے آنچل اور گہرے کلر کے سوٹوں میں ملبوس عورتیں اور مرد گھومتے پھر رہے تھے۔ پھولوں سے بھی زیادہ خوبصورت بچے بھی وہاں ادھر ادھر دوڑتے پھر رہے تھے۔

"واہ کس قدر خوبصورت ماحول ہے۔ میں جب بھی یہاں آتی ہوں یہاں سے واپس جانے کو جی ہی نہیں چاہتا"...... لڑکی نے زور زور سے سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ایک آدھ کیاری لازماً خالی ہوگی۔ کہو تو بورڈ لگوا دوں"۔ ارباب نے کیفے کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"بورڈ لگوانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم کھڑے ہو جانا"...... لڑکی نے جواب دیا اور ارباب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کیفے میں پہنچ گئے۔ کیفے کا ماحول بھی بے حد خوبصورت اور دلکش تھا۔ وہاں جگہ جگہ گلاب کے پھولوں کے گملے موجود تھے۔ دیواروں پر بھی گلاب کے پھولوں کی خوبصورت اور بڑی بڑی تصویریں موجود تھیں۔ ایک سائیڈ پر گلاب کے پھولوں کی باقاعدہ دکان بھی موجود تھی جہاں گلاب کے پھولوں کی فروخت ہو رہی تھی اور وہاں لوگ ایک دوسرے پر جیسے ٹوٹے پڑ رہے تھے۔ جیسے ہی ارباب اور اس کی بیوی ریستوران میں داخل ہوتے ایک کونے میں میز کے پاس بیٹھے ہوئے ایک خوشرو نوجوان نے ہاتھ بلند کر کے انہیں اشارہ کیا تو ارباب کا رخ اس طرف کو ہو گیا۔ وہ نوجوان جو غیر ملکی تھا ان کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ قومیت



کے لحاظ سے وہ ایکریمین لگتا تھا۔ اس کے جسم پر گہرے رنگ کا ستنگ سوٹ تھا۔ البتہ اس نے جو ٹائی باندھ رکھی تھی اس پر ایک سیاہ رنگ کی مکڑی بنی ہوئی نظر آرہی تھی۔ جو انتہائی عجیب اور مکروہ سی لگ رہی تھی۔ لڑکی نے اس مکڑی کو دیکھتے ہی بے اختیار برا سا منہ بنایا۔

"یہ مسٹر پال ہیں۔ ایکریمیا کی ایک کھلونے بنانے والی کمپنی کے سیلزمین ہیں اور پال یہ میری سویٹ وائف ہے۔ ان کا نام لیلیٰ ہے"...... ارباب نے اس غیر ملکی اور اپنی بیوی کا باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا اور خود اس نے پال سے باقاعدہ مصافحہ کیا۔ پال نے لیلیٰ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ لیکن لیلیٰ نے مصافحہ کرنے کی بجائے کرسی گھسیٹی اور اس پر اس طرح بیٹھ گئی جیسے اس نے پال کے ہاتھ بڑھانے کو سرے سے دیکھا ہی نہ ہو۔

"لیلیٰ مردوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتی اور مرد تو خیر بعد کی بات ہے یہ عورتوں سے بھی ہاتھ ملانے سے پہلے دستانے پہن لیتی ہے اور پھر ان دستانوں کو نجانے کن کن جراثیم کش ادویات سے دھوتی رہتی ہے"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا تو پال نے بے اختیار ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے ناگواری کا تاثر نمودار ہوا لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"مسٹر پال اگر آپ ناراض نہ ہوں تو کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ آپ نے ٹائی پر یہ مکروہ قسم کی مکڑی کیوں بنوائی ہوئی ہے۔ کیا آپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



تتلی یا ایسا ہی کوئی دوسرا دلکش سا کیڑا نہ بنوا سکتے تھے"...... لیلیٰ نے پال سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ ہماری کمپنی کا نام بھی ہے اور مخصوص نشان بھی۔ بلیک سپائیڈر"...... پال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا شکر ہے۔ بات مکڑی تک ہی رہ گئی۔ ورنہ تو مچھر بھی نشان ہو سکتا تھا اور مکھی بھی"...... لیلیٰ نے مذاق اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہو سکتا تھا"...... پال کے لہجے میں ناگواری نمایاں ہو گئی تھی۔

"اس کی باتوں کا برا نہ ماننا پال اس کی زبان اس کے قابو میں نہیں ہے"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ باتیں کریں میں ذرا باہر جا کر گھومتی ہوں مجھے اس مکروہ مکڑی سے وحشت ہو رہی ہے"...... اچانک لیلیٰ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ارباب یا پال اس کی بات پر کچھ کہتے وہ تیزی سے قدم اٹھاتی باہر کی طرف چل پڑی۔

"کیا پیو گے ارباب"...... پال نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اور ارباب پر رحم بھری نظریں ڈالتے ہوئے کہا تو ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس قدر رحم بھری نظروں سے مجھے مت دیکھو پال لیلیٰ بڑی اچھی وائف ہے"...... ارباب نے ہنستے ہوئے کہا تو پال بے اختیار شرمندہ



ہو گیا۔

"یہ بتاؤ کیا پیو گے"...... پال نے شاید موضوع تبدیل کرنے کے لئے کہا۔

"جو مشروب جی چاہے پلوا دو۔ یہاں وہ مشروب تو ملتا ہی نہیں جو ہم پیا کرتے"...... ارباب نے کہا تو پال بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے ویٹر کو بلا کر مشروب لانے کا آرڈر دیا۔

"ہاں اب بتاؤ۔ کیا مسئلہ ہے"...... پال نے ویٹر کے جانے کے بعد آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ایک گروپ یہاں کام کر رہا ہے جس کا نام فور سٹار ہے۔ وہ منشیات کے دھندے میں کام کرنے والی بڑی مچھلیوں کو ٹریس کرنے کے بعد نارکوٹکس کنٹرول بورڈ کے حوالے کر دیتا ہے اور خود سامنے نہیں آتا۔ مجھے جس پارٹی نے بک کیا ہے اس کے کئی بڑے کیریئرز کو اپنے آدمیوں کے ساتھ یا تو ہلاک کرا دیا گیا ہے اور یا انہیں گرفتار کرا دیا گیا ہے۔ ان کے ذخیرے بھی قبضہ میں کر لئے گئے ہیں اور اس کارروائی میں چیئرمین نارکوٹکس بورڈ اور سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر انہوں نے براہ راست حصہ لیا ہے"...... ارباب نے سنجیدہ لہجے میں بتایا۔

"یہ کب کی بات ہے"...... پال نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"دو تین روز پہلے کی"...... ارباب نے جواب دیا۔

"تم کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بتاؤ"...... پال نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"میں صرف انہیں ٹریس کرنا چاہتا ہوں"...... ارباب جواب دیا۔

"صرف ٹریس کرنا ہے یا انہیں ختم بھی کرنا ہے"...... پال کہا۔

"نہیں میں صرف ٹریس کرنے کا کام کرتا ہوں ختم کرنے کارروائی میں ملوث نہیں ہوا کرتا۔ یہ کام میری پارٹی خود کرتی ہے گی"...... ارباب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دس لاکھ روپے۔ صرف اطلاع کے اور وہ بھی پیشگی"...... نے کہا۔

"ٹھیک ہے مل جائیں گے لیکن اطلاعات حتمی ہونی چاہئیں" ارباب نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ارباب پہلے بھی ہم تمہارے لئے کام کرتے رہے ہیں ہمارے اصول بھی تم جانتے ہو۔ فور سٹار گروپ نجانے کتنا بڑا وسیع گروپ ہو۔ اس لئے ہم پورے گروپ کو ٹریس کرنے کا معا نہیں کر سکتے۔ البتہ جس قدر ٹریس ہو سکا ٹریس کریں گے"...... پا نے کہا۔

"تم صرف ایک آدمی ٹریس کر دو تمہارا کام ختم۔ باقی کام میں کرلوں گا"...... ارباب نے جواب دیا۔

"تو نکالو رقم میں ابھی کام مکمل کر دیتا ہوں"...... پال مسکراتے ہوئے کہا۔



"کیا مطلب کیا تمہیں پہلے سے معلوم ہے"...... ارباب نے ن ہو کر کہا۔

"نہیں...... میں تو یہ نام ہی تم سے پہلی بار سن رہا ہوں۔ البتہ نے ایک کلیو ایسا دیا ہے جس کی وجہ سے مجھے امید ہے کہ کام شاید مکمل ہو جائے۔ اور نہ ہوا تو پھر باقاعدہ کام کرنا پڑے گا"۔ پال مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تو ارباب نے جیب سے چیک بک ن اور اس پر رقم لکھ کر اس نے دستخط کیے اور چیک پال کی طرف ھا دیا۔

"شکریہ"...... پال نے چیک کو ایک نظر دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔ ویٹر مشروب رکھ کر واپس جا تھا کہ پال نے اسے آواز دی۔

"یس سر"...... ویٹر نے واپس آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فون لے آؤ یہاں"...... پال نے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کارڈلیس فون اس کے سامنے رکھ گیا۔ پال نے فون پیس اٹھایا اسے آن کیا اور پھر اس پر نمبر پریس کرنے میں مصروف ہو گیا۔ جب کہ ارباب مشروب کی چسکیاں لیتا رہا۔ لیلیٰ ابھی نہ آئی تھی۔ شاید وہ اس کالی مکڑی سے کچھ زیادہ ہی الرجک ہو گئی تھی۔

"ہیلو سنٹرل انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر"...... ایک مدھم سی آواز فون پیس سے سنائی دی اور ارباب نے اس طرح سر ہلایا جیسے وہ اب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بات سمجھا ہو۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بات کرائیں میں ان کا دوست پال ہمز
بول رہا ہوں"...... پال نے کہا۔

"یس سر ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو فیاض بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس
بیورو"...... دوسری طرف سے ایک سخت اور تحکمانہ سی آواز سنائی د
چونکہ ارباب جس طرف بیٹھا ہوا تھا اسی طرف کان سے پال نے فو
پیس لگایا ہوا تھا۔ اس لئے دوسری طرف سے آنے والی ہلکی سی آواز ا
کے کانوں تک بھی پہنچ رہی تھی۔

"پال ہمزی بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ صاحب"...... پال
بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس مسٹر پال خیریت کیسے فون کیا"...... دوسری طرف سے
اسی طرح تحکمانہ لہجے میں جواب دیا گیا جیسے پال اس سپرنٹنڈنٹ ک
ادنیٰ سا ماتحت ہو۔

"مس میلاڈی کو میں نے رضامند کر لیا ہے مسٹر فیاض"۔ پال
نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا واقعی"...... اس بار سپرنٹنڈنٹ کے لہجے میں
نمایاں تبدیلی تھی۔

"ہاں اب وہ آپ کے ساتھ ڈنر کھانے پر تیار ہے"...... پال نے
مسکراتے ہوئے کہا۔



"کیا آج ہی"...... فیاض نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ پال کا
نہ بے تکلف دوست ہو۔ اس کی ساری اکڑفوں اور تحکمانہ پن
ی کے رضامند ہونے کا سن کر جیسے ہوا میں تحلیل ہو گیا تھا۔

"ج بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن"...... پال نے جان بوجھ کر فقرہ
چھوڑ دیا۔

"کن کیا"...... فیاض نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں
بے چینی نمایاں تھی۔

"مس میلاڈی اول تو رضامند ہی نہیں ہوتی۔ آپ تو جانتے ہی
وہ کس قدر ضدی خاتون ہے۔ لیکن جب رضامند ہو جائے تو پھر
ہتی ہے کہ اسے طویل وقت دیا جائے۔ ڈنر بھی اطمینان سے کیا
اور اس کے بعد رات بھی لیکن مجھے معلوم ہے کہ آج کل آپ بے
مصروف ہیں۔ میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ آپ نے کسی بہت
منشیات فروش کے خلاف انتہائی کامیاب کارروائی کی ہے۔ ظاہر
س سلسلے میں بے پناہ مصروفیت ہو گی"...... پال نے بڑے
لہجے میں اصل موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا۔

"رے نہیں وہ کیس تو ختم ہو چکا ہے۔ ویسے بھی ساری کارروائی
گھنٹے لگے تھے کیونکہ ڈائریکٹر جنرل صاحب کے پاس مکمل
ت موجود تھیں اور ان کی نگرانی میں ہی آپریشن ہوا تھا۔ اب تو
غ ہوں"...... فیاض نے جواب دیا۔

"کن مجھے تو بتایا گیا تھا کہ اس کی مخبری آپ کو کی گئی تھی اور آپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



نے ڈائریکٹر جنرل صاحب کو بریف کیا تھا۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ
نے بڑا معرکہ مارا ہے"۔ پال نے کہا۔

"معرکہ تو واقعی میں نے مارا ہے۔ بہرحال میں اب فارغ ہو
فیاض نے جواب کو گول کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ مس میلاڈی کیسے رضامند ہوئی ہے"
نے کہا۔

"کیسے رضامند ہوئی ہے"...... فیاض نے پوچھا۔

"آپ کے اس کارنامے کی بدولت۔ اس کا کہنا ہے کہ آپ و
محنتی اور فرض شناس افسر ہیں۔ اسے تو یہ بھی معلوم ہے کہ
کسی فور سٹار گروپ کی طرف سے ہوئی ہے"...... پال نے کہا۔

"ہاں ہوئی تو فور سٹار گروپ سے ہی ہے"...... فیاض نے جو
دیا۔

"یہ فور سٹار گروپ کیا انٹیلی جنس کا گروپ ہے"...... پال
پوچھا۔

"نہیں...... کوئی خفیہ گروپ ہے۔ گو اس مخبر نے جو اپنے آپ
فور سٹار کا ٹاپ سٹار کہہ رہا تھا۔ ڈائریکٹر جنرل کو فون کر کے
تفصیلات بتائیں۔ لیکن میں بھی اتفاق سے ان کے ساتھ بیٹھا ہوا
میں نے بھی لاؤڈر پر اس کی آواز سن لی تھی اور گو وہ لہجہ بدل کر با
رہا تھا لیکن میں سمجھ گیا تھا کہ وہ کون ہے۔ وہ لہجہ تو بدل سکتا ہے
اپنا انداز نہیں بدل سکتا"...... فیاض نے بڑے فاخرانہ لہجے میں



"وہ اس کا مطلب ہے کہ وہ آپ کا کوئی گہرا دوست ہے۔ لیکن اگر
بت ہے تو اسے آپ کو اعتماد میں لینا چاہئے تھا"۔ پال نے کہا۔

"وہ ایسا ہی آدمی ہے۔ موڈی۔ بہرحال وقت آنے پر میں اس سے
وں گا کہ ویسے تو تم باپ کے خلاف ہو۔ لیکن جب کام کا وقت آتا
و باپ کو ہی مخبری کرتے ہو۔ دوستوں کو نظر انداز کر دیتے
فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باپ یعنی سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کی بات کر رہے
پ"...... پال نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو۔

"ہاں ہاں اس کا بیٹا ہے۔ میرا گہرا دوست ہے۔ علی عمران"۔ آخر
فیاض بول پڑا۔

"ارے یہ وہی علی عمران صاحب تو نہیں ہیں جو سیکرٹ سروس
ے کام کرتے ہیں۔ وہ تو واقعی آپ کے انتہائی گہرے دوست
...... پال نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہی ہے احمق اور میں جانتا ہوں کہ اس نے ایسا کیوں کیا
س کا مقصد انعام کی رقم حاصل کرنا ہو گا۔ لیکن پیپرز پر میں نے
ن کرنے ہیں۔ میں دیکھوں گا کہ کیسے لیتا ہے وہ انعام کی رقم"۔
نے کہا۔

"ٹھیک ہے فیاض صاحب یہ تو آپ کا اپنا مسئلہ ہے۔ مس
ی کو تو آپ جانتے ہی ہیں۔ بڑی لالچی لڑکی ہے۔ کچھ رقم تو خرچ
ہی ہو گی"...... پال نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"رقم میں خرچ کر دوں گا۔ شاندار ڈنر کھلاؤں گا اور جو کہے"۔۔۔ ؤ نے کہا۔

"او کے میں اس سے فائنل بات کر لوں پھر آپ کو فون کر دوں گڈ بائی"۔۔۔۔۔ پال نے کہا اور فون آف کر دیا۔

"تمہارا کام تو ہو گیا ارباب لیکن تم میرے دوست ہو۔ اس میں تمہیں انتہائی خلوص سے ایک بات بتانا چاہتا ہوں"۔۔۔۔۔ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسی بات"۔۔۔۔۔ ارباب نے چونک کر پوچھا۔

"یہ لو اپنا چیک واپس رکھ لو اور جس پارٹی سے تم نے کام لیا اسے اس کی رقم واپس کر دو"۔۔۔۔۔ پال نے جیب سے چیک نکا اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں تمہاری بات۔ کیوں یہ بات ک رہے ہو"۔۔۔۔۔ ارباب نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایکریمیا نہیں ہے ارباب پاکیشیا ہے اور تمہاری پہلے سار ساری زندگی ایکریمیا میں گزری ہے۔ یہاں آئے ہوئے تمہیں ز عرصہ نہیں ہوا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم انتہائی ہوشیار آدمی ہو۔ ایک میں بھی تمہارا مخبری کا کاروبار انتہائی عروج پر تھا۔ تمہیں یاد ہے تم نے مجھ سے مستقل طور پر پاکیشیا شفٹ ہونے کی بات کی تو میں نے تمہیں منع کیا تھا لیکن تم شاید اپنی اس بیوی کی وجہ سے تھے کیونکہ وہ ہر صورت میں پاکیشیا میں رہنا چاہتی تھی"۔ پال نے



"ہاں تمہاری بات درست ہے۔ لیلیٰ صرف سیر کرنے ایکریمیا آئی یہ اور پھر میری اس سے شادی ہو گئی۔ میں نے اسے بہت کہا کہ وہ ہی رہ جائے لیکن وہ پاکیشیا آنے پر بضد تھی۔ کیونکہ ایک تو اسے کیشیا بے حد پسند ہے دوسرا وہ اپنے والدین کی اکلوتی لڑکی ہے۔ اس ئے مجبوراً مجھے وہاں کا سارا دھندہ کلوز کر کے یہاں آنا پڑا۔ لیکن تمہاری ساری بات کا آخر مقصد کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی"۔۔۔۔۔ ارباب نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم یہاں بھی پرائیویٹ مخبری کا دھندہ کرو گے کہ تم اس کام میں تجربہ رکھتے ہو"۔۔۔۔۔ پال نے کہا۔

"ہاں اور دیکھ لو حالانکہ ابھی یہاں آئے ہوئے مجھے جمعہ جمعہ آٹھ ہوئے ہیں لیکن میرا کاروبار خاصا ترقی پر جا رہا ہے"۔۔۔۔۔ ارباب بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے کہ تمہارا کاروبار واقعی ترقی پر جا رہا ہے لیکن یہ تم نے جو بکنگ کی ہے وہ تمہیں اور تمہارے کاروبار کو ہمیشہ ئے برباد بھی کر سکتی ہے اور تم بھی شاید اپنی باقی عمر جیل کی ں کے پیچھے گزارنے پر مجبور ہو جاؤ یا دوسری صورت میں تم قبر اتر دیئے جاؤ"۔۔۔۔۔ پال نے کہا تو ارباب کے چہرے پر حیرت کے ساتھ غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو پال۔ تم میرے دوست ہو اور تم جانتے ہو ایسی باتیں کبھی برداشت نہیں کر سکتا"۔۔۔۔۔ ارباب نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے بھی جانتے ہو۔ کیا میں نے کبھی آئی ہوئی رقم واپس کی۔ لیکن اس کے باوجود میں نے چیک تمہیں واپس کر دیا ہے۔ کس لئے صرف اس لئے کہ میں تمہیں زندہ اور کاروبار کرتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ پال نے جواب دیا۔

"آخر ہوا کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"فور سٹار گروپ کا سربراہ جسے سپرنٹنڈنٹ فیاض ٹاپ سٹار کہتا تھا۔ وہ فیاض کا گہرا دوست اور سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل عبدالرحمن کا اکلوتا لڑکا انتہائی خطرناک ترین بین الاقوامی سیکرٹ ایجنٹ علی عمران ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ فور سٹار گروپ لامحالہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کوئی نئی ایجنسی ہے جو منشیات کے خلاف بنائی گئی ہو گی۔ اس لئے میں نے یہ رقم تمہیں واپس کی ہے کہ ا عمران کا نام سامنے آنے کے بعد لامحالہ تم نے مزید لوگوں کو ٹریس کرنے کی کوشش کرنی ہے اور تمہارا ٹکراؤ علی عمران سے ناگزیر ہو گا اس کے بعد تم سے اسے میرے متعلق معلوم ہو جائے گا اور مجھے فوری طور پر پاکیشیا چھوڑ کر واپس جانا پڑے گا"۔۔۔۔۔۔ پال نے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ تو تم اس سے اس قدر ڈرتے ہو۔ حالانکہ تم ایکریمیا کے انتہائی طاقتور ایجنٹ ہو"۔۔۔۔۔۔ ارباب نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں اس لئے محفوظ ہوں کہ سیکرٹ سروس سے ہم لوگ



بچتے ہیں۔ بہرحال میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ اب آگے تمہاری ...۔۔۔۔ پال نے کہا۔

"یہ چیک تم رکھ لو اور بے فکر رہو۔ تمہارا نام کسی حالت میں بھی ...ان میں نہ آئے گا"۔۔۔۔۔ ارباب نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور ...ے ساتھ ہی اس نے چیک واپس پال کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"...و۔ کے ٹھیک ہے۔ شکریہ"۔۔۔۔۔۔ پال نے کہا اور چیک کو ...پنی جیب میں رکھ لیا۔

"...س عمران کے بارے میں تم اور کیا جانتے ہو مجھے تفصیل بتاؤ۔ ...س کردار میں بے حد دلچسپی محسوس ہونے لگ گئی ہے"۔ ارباب مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ میں جانتا ہوں وہ دارالحکومت کا ہر آدمی جانتا ہو گا۔ بہرحال تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ علی عمران کنگ روڈ پر دو سو نمبر ...ٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔ بظاہر انتہائی سادہ لوح ...صورت بلکہ انتہائی احمق سا نوجوان ہے۔ حد درجہ شگفتہ مزاج آدمی ...۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے اعزازی طور پر کام کرتا ہے۔ اس ...ایک کوڈ نام پرنس آف ڈھمپ بھی ہے۔ بقول اس کے کوہ ہمالیہ ...من میں ایک آزاد ریاست ڈھمپ کا وہ ولی عہد ہے۔ دو سیاہ فام ...ڈی گارڈز اس روپ میں اس کے ساتھ رہتے ہیں حالانکہ یہ سب فرضی ...۔ لیکن وہ اسے اصل بنا لیتا ہے۔ اس کے باڈی گارڈوں میں ایک ... جوانا ہے جو ایکریمیا کی مشہور ترین پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم ماسٹر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کلر کا رکن رہا ہے ۔ بس یہ ہیں وہ معلومات جو مجھ سمیت سب
ہیں" ...... پال نے کہا۔

"او کے ۔ بے حد شکریہ ۔ باقی کام میں خود کر لوں گا"......
نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اول تو تم اس چکر میں مت پڑو اور اگر
تو میرا نام بہر حال نہیں آنا چاہئے" ...... پال نے بھی اٹھتے ہوئے کہ

"اپنی طرف سے بے فکر رہو پال باقی جہاں تک میرا تعلق
ارباب نے کبھی کچی گولیاں نہیں کھیلیں گڈ بائی" ۔ ارباب نے
بااعتماد لہجے میں کہا اور پھر پال سے مصافحہ کر کے وہ مڑا اور تیز تیز
اٹھاتا کیفے سے باہر آ گیا ۔ اسکی تیز نظریں ادھر ادھر لیلیٰ کو تلاش کر
تھیں ۔

"بڑی لمبی سٹنگ رہی ہے تمہاری اس منحوس بلیک سپائیڈر
ساتھ میں تو اس دوران گلاب کے پھولوں کی اتنی خوشبو سونگھ
ہوں کہ اب مجھے خوشبو کے لفظ سے بھی الرجی ہو گئی ہے" ۔ اچا
ایک طرف سے لیلیٰ نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ" ...... ارباب نے سپاٹ لہجے میں کہا اور تیز
قدم اٹھاتا گارڈن کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا ۔ کیا پال سے جھگڑا ہو گیا ہے" ...... لیلیٰ نے حیر
بھرے لہجے میں کہا۔

"اس سے کیا جھگڑا ہونا تھا وہ ایکریمیا میں میرا انتہائی عزیز ترین



..وست رہا ہے" ...... ارباب نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے
ب دیا۔

"تو پھر تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بج رہے ہیں ۔ مجھے یقین ہے
س منحوس مکڑی نے تم پر بھی اپنا سایہ کر دیا ہے" ...... لیلیٰ نے برا
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے اصل میں یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ اب میں سویٹ وائف
ے جلد ہی ہاتھ دھو بیٹھوں گا" ...... آخر کار ارباب نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"ہاتھ تو تمہیں بہر حال اب بھی دھونے پڑتے ہیں ۔ یہ کوئی نئی
بات تو نہیں ہے" ...... لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے محاورہ بولا تھا" ...... ارباب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا محاورہ تھا کم از کم تمہارے یہ گندے ہاتھ تو دھونے سے
صاف ہو جائیں گے" ...... لیلیٰ نے کہا تو ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔
تھوڑی دیر بعد وہ کار تک پہنچ گئے۔

"ہوا کیا ہے کیا کوئی خاص بات ہے" ...... لیلیٰ نے کار میں بیٹھتے
پوچھا۔

"ہاں پال مجھے ایک احمق، معصوم اور مزاحیہ باتیں کرنے والے
سے ڈرا رہا تھا" ...... ارباب نے کار کو بیک کرتے ہوئے کہا۔

"احمق معصوم اور مزاحیہ باتیں کرنے والے سے وہ کون ہے" ۔
لیلیٰ نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو ارباب نے اسے علی عمران کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بارے میں پال کی بتائی ہوئی پوری تفصیل بتا دی۔

"یہ پال ایکریمین ایجنٹ ہے"...... لیلیٰ نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں اور کافی عرصے سے یہاں کام کر رہا ہے"...... ارباب نے جواب دیا۔

"تو اب تم کیا کرنے جا رہے ہو"...... لیلیٰ نے کہا۔

"میں کیسے پیچھے ہٹ سکتا ہوں سویٹ وائف۔ اس لئے کام بہرحال ہو گا"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ اسی لئے میں نے تم جیسے مچھر سے شادی کی ہے کہ تم صرف بھیں بھیں ہی نہیں کرتے بلکہ خون پینے کے لئے ڈٹ جاتے ہو۔ لیکن تم نے اب سوچا کیا ہے کہ کیا تم صرف پال کی معلومات پارٹی تک پہنچا دو گے"...... لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں میں اس گروپ کو ٹریس کروں گا اور عمران سامنے آ گیا ہے اب باقی محنت عمران پر ہو گی"...... ارباب نے جواب دیا۔

"کیا اس کی نگرانی کراؤ گے"...... لیلیٰ نے کہا۔

"ہاں میرے آدمی اب عمران کی بھرپور نگرانی کریں گے۔ اس کا فون ٹیپ ہو گا۔ اس طرح باقی گروپ سامنے آ جائے گا"...... ارباب نے جواب دیا۔

"لیکن کیا اس سے ملو گے نہیں"۔ لیلیٰ نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی نہیں۔ کام مکمل ہونے کے بعد"...... ارباب نے جواب دیا تو لیلیٰ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔



کال بیل کی آواز سنتے ہی عمران نے ایک لمحے کے لئے ہاتھ میں تھاما ہوا اخبار ہٹا کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر اخبار آنکھوں کے سامنے کر لیا۔ کال بیل دوسری بار بجی تو کافی دیر تک بجتی رہی۔

"سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔ میرا خیال ہے کہ تمہارے کانوں کی صفائی کسی ٹریکٹر سے کرائی جائے۔ جس طرح نہروں کی بھل صفائی کی جاتی ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"آج اتوار ہے جناب"...... دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"اتوار ہے تو کیا ہوا۔ کیا اتوار والے روز تمہارے کان بند ہو جاتے ہیں یا گوشت کے ناغے کی طرح سماعت کا ناغہ ہوتا ہے"۔ عمران نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اتوار میرا چھٹی کا دن ہے۔ ہفتہ وار چھٹی کا"...... سلیمان نے جواب دیا اسی لمحے کال بیل کی آواز تیسری بار سنائی دی اور اس بار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بجانے والے نے جیسے قسم کھالی تھی کہ اس نے بٹن سے انگلی ہٹانی نہیں ہے۔

"نجانے کیسے کیسے احمق لوگ اس فلیٹ میں آتے رہتے ہیں" سلیمان کی غصے سے بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔وہ دروازے کی طرف جارہا تھا

"آنے والی بات تو دروازہ کھولنے کے بعد کرنا البتہ رہتے کا لفظ نے غلط بولا ہے۔ صرف رہتا ہے کہا کرو"...... عمران نے اس فقرے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔لیکن سلیمان نے اس کی بات کوئی جواب نہ دیا کیونکہ گھنٹی مسلسل بجے چلی جارہی تھی۔

"کیا تم بہرے ہو۔گھنٹہ ہو گیا ہے گھنٹی بجاتے بجاتے"۔دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی فیاض کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سکول چھوڑے عرصہ ہو گیا ہے مجھے جناب کیا آپ ابھی تک وہیں ہیں"...... سلیمان کی آواز سنائی دی اور عمران اس کے اس خوبصورت اور کھرے جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔لیکن ظاہر ہے فیاض کو اس کیا سمجھ آتی۔خاص طور پر اس وقت جب وہ غصے میں ہو۔

"نانسنس"...... فیاض نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سٹنگ روم کی طرف آنے لگا۔

"نان بے حد مہنگے ہو گئے ہیں جناب۔تنخواہ دار تو بیچارے ترستے ہی رہتے ہیں"...... سلیمان کی آواز سنائی دی اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔



"یہ مصیبت ہے۔کیوں تم نے اسے اس قدر سر چڑھا رکھا ہے سے بکواس کرتا ہے۔میں اسے کسی روز گولی مار دوں گا"۔فیاض سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہارا بھلا کرے گا فیاض۔بس یہی کام میں آج تک نہیں کر سکا۔یہ ڈیڈی اور اماں بی کا لاڈلا ہے"...... عمران نے مسکراتے جواب دیا۔

"ہونہہ اسی لئے اتنی بک بک کرتا ہے"...... فیاض نے عمران بات سن کر قدرے ڈھیلا پڑتے ہوئے کہا۔اس کے ساتھ ہی وہ ے پر بیٹھ گیا۔لیکن اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھی تک موجود تھے۔

"یہ آنے کا طریقہ ہے۔نہ سلام نہ دعا۔آتے ہی گالیاں دینی شروع یں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ساتھ تو میں ایسی سلام دعا کروں گا کہ تم قبر میں جانے بعد بھی یاد رکھو گے۔یہ بتاؤ کیا میں اب غیر ہو گیا ہوں۔مر گیا ۔غریب ہو گیا ہوں۔آخر مجھے کیا ہو گیا ہے جو تم نے مجھے اطلاع دینے کی بجائے آواز بدل کر بڑے صاحب کو مخبری کی۔کیوں بولو کی"...... فیاض نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔کیسی مخبری میں سمجھا نہیں"...... عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اداکاری مت کرو میں سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ ؛ گھسیارہ نہیں ہوں سمجھے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اب اتنا ا ہوں کہ تمہاری آواز بدل لینے کے باوجود میں تمہارا بات کرنے کا ا نہ پہچانوں گا۔ میں پوچھتا ہوں آخر مجھ میں کیا خرابی تھی کہ تم نے ، بجائے اپنے ڈیڈی کو مخبری کی۔ اگر تم نے انعام کی خاطر ایسا کیا۔ اب لے لینا انعام میں دیکھوں گا تم کیسے لیتے ہو انعام اور سنو آج مجھے اپنا دوست بھی نہ کہنا۔ تم انتہائی خود غرض آدمی ہو۔ مطلبی وفا...... فیاض نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا وہ نجانے کب سے بیٹھا تھا۔

"تم کس مخبری کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے انجان ہوئے کہا حالانکہ وہ اب اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ فیاض فور سٹا طرف سے منشیات فروشوں کے خلاف ہونے والی کارروائی کے بار میں بات کر رہا ہے اور واقعی اس نے خود ہی آواز بدل کر سر رحمان براہ راست یہ مخبری اس لئے کی تھی کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ کارروائی ا کے ڈیڈی اپنی نگرانی میں کرائیں۔ کیونکہ منشیات فروشوں کا ہمیشہ یہ وطیرہ رہتا ہے کہ وہ ہر محکمے کے لوگوں کو خرید لیتے ہیں۔ اس طر ساری کارروائی ہی بے معنی ہو کر رہ جاتی۔ لیکن اسے اس بات پر واقعی حیرت ہو رہی تھی کہ آخر فیاض کو کیسے پتہ چل گیا کہ اس آواز بدل کر بات کی تھی حالانکہ سر عبدالرحمان اسے نہ پہچان سکے۔ اور اس نے انہیں اپنا ایک فرضی نام اور پتہ بتا کر مطمئن کر دیا تھا۔



"ہونہہ تو تم اب انجان بنو گے۔ مجھے ہی کیا عام لوگوں کو بھی اس م ہے۔ کل مجھ سے پال ہنری نے بات کرتے ہوئے تمہارا نام لیا"...... فیاض نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"پال ہنری وہ کون ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس ئے یہ نیا نام تھا۔

"میرا ایک دوست ہے۔ ایکریمین سفارت خانے میں کام کرتا ہے۔ آفس سپرنٹنڈنٹ ہے وہاں"...... فیاض نے کہا۔

"ایکریمین سفارت خانے کا آفس سپرنٹنڈنٹ لیکن وہ تمہارا کیسے وست بن گیا"...... عمران نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑا تیز آدمی ہے...... ایسی ایسی لڑکیاں اس کے گرد منڈلاتی رہتی ہیں کہ کیا بتاؤں...... اچھا چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ کہ آخر تم نے ایسا کیوں لیا تھا"...... فیاض کا لڑکیوں کا نام زبان پر آتے ہی سارا غصہ ہوا ہو گیا تھا۔

"کیا اسے تم نے بتایا تھا۔ کہ میں نے یہ مخبری کی ہے۔ جس طرح تم اب میرا نام لے رہے ہو"...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اس نے خود نام لیا تھا۔ وہ تمہیں اچھی طرح جانتا ہے"۔ فیاض نے جواب دیا۔

"لیکن اس نے کیوں اس سلسلے میں بات کی تھی۔ کیا موضوع تھا"...... عمران نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"ایک تو تمہارے ساتھ کوئی بات کرنا بھی عذاب کو دعوت دینے کے برابر ہے۔ ایک لڑکی کا چکر تھا۔ وہ بڑی نک چڑھی لڑکی ہے۔ ایکریمین ہے۔ پال کے آفس میں کام کرتی ہے۔ اپنے آپ کو نجانے کیا حور پری سمجھتی ہے لفٹ ہی نہیں کراتی تھی۔ پال نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے میرے سامنے جھکا کر ہی دم لے گا۔ آخر وہ میرا دوست ہے۔ اسی سلسلے میں اس نے فون کیا تھا۔ پھر ریڈ کی بات درمیان میں آئی کہ سمجھ رہا تھا کہ میں ابھی مصروف ہوں گا۔ کیونکہ اس نے اخبارات میں تو یہی پڑھا تھا کہ ساری کارروائی میں کر رہا ہوں"۔ فیاض نے کہا۔

"لیکن یہ مخبری والی بات کیسے ہوئی"...... عمران نے کہا۔

"میں نے اسے بتایا تھا کہ کارروائی بڑے صاحب نے خود کی ہے انہیں ہی مخبری ہوئی ہے اور میں مخبر کو جانتا ہوں۔ وہ آواز بدل لے لیکن انداز مجھ سے نہیں چھپ سکتا کیونکہ میں اس وقت بڑے صاحب کے دفتر میں ہی موجود تھا۔ اس پر تمہاری بات ہوئی"...... فیاض نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک اطمینان بھرا سانس لیا۔ ورنہ پہلے وہ ایکریمین سفارت خانے کی وجہ سے چونک پڑا تھا۔ لیکن اب فیاض کی بات سن کر اسے اطمینان ہو گیا تھا کیونکہ عمران جانتا تھا کہ فیاض لڑکیوں سے دوستی کے بارے میں نجانے کتنے پاپڑ بیلتا رہتا ہے اس کی ایک لحاظ سے یہ ہابی تھی۔ گو وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ فیاض کا کردار بے داغ ہے۔ لیکن بہرحال دوستی کی حد تک وہ واقعی جنوں کا



رہتا تھا اور لڑکیوں سے دوستی کے سلسلے میں اگر فیاض ایکریمیا صدر کا نام بھی لیتا تب بھی عمران یقین کر لیتا یہ تو کوئی آفس ٹنڈنٹ تھا۔

"لیکن میں نے تو واقعی کوئی مخبری نہیں کی۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ میں ان منشیات فروشوں اور چھوٹے چھوٹے بدمعاشوں کے چکر میں بھی نہیں پڑا"...... عمران نے کہا۔

"کیا واقعی تم درست کہہ رہے ہو"...... فیاض نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے میں جھوٹ بولوں گا۔ تم نے ایسی بات ہی کیسے کی"...... عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اچھا۔ آنکھیں مت نکالو...... میں تسلیم کر لیتا ہوں کہ مجھے غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم اتنے عرصے سے غائب کہاں تھے"...... فیاض نے عمران کا غصہ دیکھ کر موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"یہ بتاؤ کہ جب ایک آدمی کو بھوک لگی ہو اور اس کے پاس رقم نہ ہو۔ بھوک بڑھتی جائے۔ بڑھتی جائے تو کیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا ہو گا بھوک سے مر جائے گا"...... فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور جو مر جاتا ہے۔ کیا وہ واپس آتا ہے یا ہمیشہ کے لئے غائب ہو جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"واپس کیسے آ سکتا ہے۔ وہ تو ہمیشہ کے لئے غائب ہو جاتا ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



فیاض نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر میری ڈھٹائی دیکھو کہ غائب ہونے کے باوجود دوبارہ آ ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیاض بے اختیار پڑا۔

"ہاں تم واقعی ڈھیٹ آدمی ہو۔ بہتر تھا کہ واپس ہی نہ آتے" فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آ چائے کے ساتھ ساتھ بسکٹوں اور دوسرے لوازمات کی بھی کافی ورا موجود تھی۔

"اچھا حیرت ہے۔ مجھے چائے پلواؤ گے"...... فیاض نے حیر بھرے لہجے میں کہا۔

"فیاضوں کے قدم تو جناب کبھی کبھی ہی اس فلیٹ میں آ ہیں"۔ سلیمان نے چائے کا سامان میز پر رکھتے ہوئے کہا تو عمران ا کے اس خوبصورت فقرے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"فیاضوں کیا مطلب کیا اب تمہیں یہ تمیز بھی سکھانی پڑے گی کسی کا نام کیسے لیا جاتا ہے"...... فیاض فقرے کا مطلب سمجھنے بجائے اپنے نام کی توہین کے چکر میں پڑ گیا تھا۔

"سوری جناب میں نے تو آپ کو اسم بامسمیٰ سمجھا تھا"۔ سلیمان پلیٹیں رکھ کر واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"کیا سمجھا تھا۔ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ مسمیٰ کیا ہوتا ہے"...... فیا نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔



"تمہارے سسرال کی بات کر رہا ہے"...... عمران نے چائے کی ناتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میرے سسرال کی۔ کیا مطلب"...... فیاض نے اور زیادہ ہوتے ہوئے کہا۔

"سلمیٰ اور مسمیٰ ایک ہی طرح لکھے جاتے ہیں۔ صرف فرق ایک ۔ کا ہے...... بہرحال یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔ اس سے تمہیں کسی تعلیم بالغان کے سنٹر میں داخلہ لینا پڑے گا جو تم نہیں لینا اس لئے تم چائے پیو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے

"نجانے کون کون سے مشکل الفاظ پڑھاتے رہتے ہو اس بیچارے ۔سی لئے تو اس کا منہ بھی ٹیڑھا ہو گیا ہے۔ ایسے مشکل الفاظ بولتے فیاض نے کہا اور چائے کی پیالی اٹھا لی۔

"آج ادھر کیسے آنا ہوا۔ کوئی رقم وغیرہ چاہئے تو کھل کر بتا دو"۔ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"رقم چاہئے۔ کیا مطلب"...... فیاض اس طرح اچھلا جیسے اس نے ئی سب سے حیرت انگیز بات سن لی ہو۔

"میرا مطلب ہے۔ انسان پر کبھی نہ کبھی ایسا وقت آ ہی جاتا ہے ست ہی آخر دوستوں کے کام آتے ہیں۔ لاکھ دو لاکھ روپے تو میں بھی نقد دے سکتا ہوں۔ دس بارہ لاکھ چاہئیں تو البتہ تفصیلی ینی پڑے گا باورچی خانے کی"...... عمران نے چائے کی چسکی لیتے

ہوئے کہا۔

"دس بارہ لاکھ۔ کیا واقعی اتنی رقم یہاں فلیٹ میں مو
ہے"...... فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھٹ کر کانوں تک جا
تھیں۔

"ہاں سلیمان کی پرانی کیتلیوں میں پڑی ہو گی۔ تم بتاؤ کیا وا
رقم چاہئے تمہیں"...... عمران نے بڑے سرسری سے لہجے میں جوا
دیا۔

"لیکن یہ رقم آئی کہاں سے ہے۔ کیا تم نے منشیات کا دھند
نہیں شروع کر دیا"...... فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"لاحول ولا قوۃ۔ اس قدر مکروہ کام اور میں کروں گا۔ تم نے یہ سو
ہی کیسے"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کہاں سے آ گئی ہے رقم۔ بتاؤ"...... فیاض اس طرح پو
رہا تھا جیسے کوئی باپ اچانک اپنے نوجوان لڑکے کے پاس بھاری
دیکھ کر انتہائی مشکوک انداز میں پوچھ گچھ کرتا ہے۔

"سلیمان ڈیڈی سے جا کر لے آیا ہے۔ یہ ان کے سارے راز
جانتا ہی ہے۔ پرانا گھریلو ملازم جو ہوا۔ ان کے پاس زمینوں اور باغ
کی رقم آئی تو سلیمان اپنی تنخواہوں کے بل لے کر پیش ہو گیا۔
جانتے تو ہو۔ اداکاری میں ہالی وڈ بھی اس کا لوہا مانتا ہے۔ چنانچہ
نے وہاں وہ اداکاری کی کہ میرے حصے میں تو گالیاں آئیں جب کہ
کے حصے میں رقم آ گئی اور پھر رقم اس نے چھپا لی۔ یہ تو مجھے دوسر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہوں نے بتا دیا ورنہ سلیمان نے تو ہوا تک نہیں لگنے دی"۔ عمران
۔ گوشی کے انداز میں کہا۔

"یکن پھر تو یہ رقم سلیمان کی ہوئی۔ تم تو اپنی بات کر رہے تھے"۔
ض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں پھل کھانے سے غرض ہے یا درخت گننے سے۔ تم اپنی
ت کرو رقم چاہئے یا نہیں۔ میں تمہارا دوست ہوں اس لئے خود ہی آفر
ہوں"...... عمران نے کہا۔

"آج تو شاید یہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوا ہو گا۔
جو ہمیشہ مفلسی کا رونا روتے رہتے ہو۔ آج خود رقم دینے کی آفر کر
ے ہو۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا"...... فیاض نے منہ بناتے ہوئے

"تو چلو آزما کر دیکھ لو۔ بولو کتنی رقم چاہئے"...... عمران بھی اپنی
ت پر اڑ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے ایسے تو ایسے ہی سہی۔ تم بھی تو ہمیشہ مجھ سے رقمیں
ول کرتے رہتے ہو۔ آج میں لے لوں گا تو کیا حرج ہے نکالو ایک
کھ روپے"...... فیاض نے کہا۔

"سلمیٰ بھابھی کا حق المہر کتنا ہے"...... عمران نے کہا تو فیاض
نک پڑا۔

"حق المہر۔ کیا مطلب یہ حق المہر کہاں سے درمیان میں آ ٹپکا"۔
فیاض نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم بتاؤ تو سہی" ....... عمران نے کہا۔

"بیس ہزار روپے تھا اور وہ میں نے ادا کر دیا تھا۔ مگر تم کیو
پوچھ رہے ہو کیا سلمیٰ نے تم سے کوئی بات کی ہے" ....... فیاض
کہا۔

"وہ بے چاری اللہ لوگ۔ سیدھی سادھی شریف عورت اس
کیا بات کرنی ہے۔ میں نے سوچا کہ تمہیں ایک لاکھ روپے دینے
پہلے معلوم کر لوں اگر تم نے حق المہر ابھی دینا ہو تو اس میں سے
تمہارا حق المہر تمہاری طرف سے سلمیٰ بھابھی کو ادا کر دوں تاکہ وہ
چاری اپنے لئے کوئی میک اپ وغیرہ کا سامان خرید لے۔ لیکن اب
کہہ رہے ہو کہ تم نے ادا کر دیا ہے۔ تو ٹھیک ہے" ....... عمران
کہا۔

"تم رقم نکالو اب آئیں بائیں شائیں نہ کرو" ...... فیاض
آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"سلیمان۔ سلیمان ادھر آؤ" ..... عمران نے اونچی آواز میں سلیم
کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب" ..... دوسرے لمحے سلیمان نے دروازے میں پہنچ
جواب دیا۔

"یہ سامان وغیرہ لے جاؤ اور فیاض صاحب کو ایک لاکھ روپے لا
دے دو۔ انہیں کوئی ضرورت پڑ گئی ہے" ..... عمران نے بڑے سنج
لہجے میں کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk 

"یکن" ....... سلیمان نے چونک کر کہا۔

"کوئی لیکن ویکن نہیں چلے گا۔ فیاض میرا دوست ہے اور بس" ۔
ن نے اور زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے اگر آپ خود ہی اپنے دوست کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں
چاہتے ہیں تو مجھے کیا۔ میں لے آتا ہوں" ....... سلیمان نے منہ
تے ہوئے جواب دیا اور میز سے سامان اٹھا کر واپس ٹرالی میں
نے لگا۔

"ہتھکڑیاں۔ کیا مطلب" ...... فیاض نے بری طرح اچھلتے ہوئے
ا۔

"صاحب اب کیا بتاؤں ....... چھوٹے صاحب تو آپ کے دوست
ں۔ اس کے باوجود آپ کے ساتھ نہ جانے کیوں دشمنی کرنا چاہتے
ں۔ ویسے مجھے آپ سے دلی لگاؤ ہے۔ اس لئے میں بتائے بغیر نہیں رہ
تا۔ کہ جو رقم یہ آپ کو دینا چاہ رہے ہیں وہ جعلی کرنسی ہے" ۔
لیمان نے کہا۔

"تو پھر کیا ہو گیا۔ فیاض سرکاری آدمی ہے۔ اسے کس نے پکڑنا
ہے۔ اس طرح ادھار میں جعلی کرنسی چل جائے گی اور جب ادھار
س کروں گا تو ظاہر ہے اصل کرنسی ہی ملے گی۔ کیوں فیاض کیسی
ترکیب ہے جعلی کرنسی کو اصل میں تبدیل کرنے کی" ....... عمران
نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنی ذہانت پر فیاض سے باقاعدہ داد لینا
چاہتا ہو۔

"تو ٹھیک ہے میں ایک نوٹ لا کر فیاض صاحب کو دکھا
ہوں۔ اگر انہیں پسند آئے تو بے شک لے لیں"...... سلیمان
جواب دیا اور ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔

"کیا واقعی تمہارے پاس جعلی کرنسی ہے"...... فیاض نے چونک
کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تم خود دیکھ لو"...... عمران نے
اسی لمحے سلیمان واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ہزار روپے والا نو
تھا۔ اس نے نوٹ فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ دیکھئے جناب اب فیصلہ آپ خود کر لیجئے"...... سلیمان نے
تو فیاض نے اس کے ہاتھ سے نوٹ جھپٹا اور اسے روشنی کی طرف
کے غور سے دیکھنے لگا۔

"یہ تو واقعی جعلی نوٹ ہے۔ سو فیصد جعلی ہے"...... فیاض
اچھلتے ہوئے کہا۔

"ارے خواہ مخواہ جعلی ہے۔ تم بھی سلیمان کی باتوں میں آ
ہو"...... عمران نے کہا۔

"تم خود دیکھو...... اس کا کاغذ دیکھو۔ رنگ بھی مدھم ہیں۔ کہا
ہے باقی کرنسی۔ یہ تو تمہارے خلاف مقدمہ ہو سکتا ہے۔ تم
اپنے آپ کو حراست میں سمجھو"...... فیاض نے اچھل کر کھڑے ہو
ہوئے کہا۔

"ہتھکڑی ہے تمہارے پاس"...... عمران نے اسے چیلنج کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


ے کہا۔

بھی منگوا لیتا ہوں ابھی اسی وقت۔ سلیمان۔ سلیمان ادھر
فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

جی صاحب فرمایئے"...... سلیمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور کرنسی کہاں ہے۔ اس کے ساتھ کی"...... فیاض نے
ین سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

تنی چاہئے"...... سلیمان نے پوچھا۔

جتنی بھی ہے لے آؤ۔ جلدی کرو۔ تم واقعی اچھے آدمی ہو۔ اس لئے
تمہیں وعدہ معاف گواہ بنا لوں گا۔ لیکن عمران کو تو اب بہرحال
تھ ہی لگے گی ہی۔ میں بڑے صاحب کو فون کرتا ہوں"...... فیاض
چھیں کھلی جا رہی تھیں۔

کرنسی تو آپ کو مل جائے گی۔ آپ پہلے بڑے صاحب کو تو فون
یے"...... سلیمان نے کہا۔

ہونہہ ٹھیک ہے"...... فیاض نے کہا اور جلدی سے فون کی
ف بڑھا۔

رے اسے یہ تو بتا دو کہ یہ کرنسی آئی کہاں سے ہے"...... عمران
وتے ہوئے لہجے میں کہا۔

بڑے صاحب آپ کو خود ہی بتا دیں گے"...... سلیمان نے
ب دیا۔

کیا۔ کیا مطلب۔ تمہاری اس بات کا کیا مطلب"...... فیاض

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے بڑھاتے چونک کر کہا۔

"یہ کرنسی بڑے صاحب سے میں خود لے آیا ہوں۔ انہوں نے تھا کہ اسے آگ ہی لگانی ہے۔ چلو تم لے جاؤ۔ چولہا جلانے کے کا آئے گی"...... سلیمان نے کہا تو فیاض کا مسرت کی شدت سے سر چہرہ تیزی سے رنگ بدلنے لگا۔

"بڑے صاحب نے دی ہے۔ کیا مطلب ان کے پاس کہاں سے آ ہے۔ وہ کیسے دے سکتے ہیں اور آج کل جعلی کرنسی کا تو کوئی کیم نہیں ہے ہمارے پاس"...... فیاض نے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ بہرحال آپ فون کر کے پوچھ لیں بڑے صاحب سے"...... سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ہو گا۔ یہ لو۔ اسے بھی ان کے ساتھ ہی جلا ڈالو" فیاض نے کہا اور نوٹ واپس سلیمان کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن عمران نے ہاتھ مار کر اس سے نوٹ جھپٹ لیا۔

"خواہ مخواہ واپس کر رہے ہو۔ بڑی مشکل سے تو اس کی کیتلی سے یہ نوٹ نکلا ہے۔ نجانے کہاں چھپا کر رکھتا ہے۔ لاکھ تلاشیاں لے لو۔ نوٹ تو نوٹ ریزگاری تک نظر نہیں آتی"...... عمران نے نوٹ لے کر اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے جناب یہ نوٹ۔ یہ تو اصلی ہے۔ یہ تو میری حق حلال کی کمائی ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"اصلی ہے۔ کیا مطلب ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ یہ جعلی ہے او



اصلی کیسے ہو گیا"...... فیاض نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے

خاموشی سے چلے جاؤ مجھے۔ ورنہ میں نے اماں بی کو بتا دیا کہ تم نے ڈیڈی سے خود رقم وصول کر لی ہے اور مجھے گالیاں کھلوائی ہیں۔ تو خود سوچ لو تمہارا کیا حشر ہو گا"...... عمران نے غصے سے آنکھیں تے ہوئے کہا اور نوٹ تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"مگر۔ مگر"...... سلیمان نے کچھ کہنا چاہا۔

"بس جاؤ۔ اب اس نوٹ سے میں اپنے دوست سپرنٹنڈنٹ فیاض وت کروں گا اور سنو مرد نہیں۔ جو تم نے بقایا تنخواہوں اور ادور ر کے بل ابھی لینے ہیں ان میں ایک ہزار کا اضافہ کر لو۔ ورنہ پھر کرتا ہوں اماں بی کو فون۔ پھر تمہیں جوتیاں بھی کھانی پڑیں گی قی ساری رقم بھی نکالنی پڑے گی"...... عمران نے کہا تو سلیمان سا منہ بنائے واپس چلا گیا۔

"کیا یہ نوٹ واقعی اصلی ہے"...... فیاض نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"سو فیصد اصلی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے نوٹ نکالا اور فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

"اب اطمینان سے دیکھو۔ تم سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ ہو۔ اگر تم اصل نقل میں فرق نہ پہچان سکو گے تو اور کون پہچانے گا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اس وقت تم خواہ مخواہ سلیمان کی باتوں میں آکر جذباتی ہو تھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی یہ تو اصلی ہے۔لیکن اس وقت تو۔اس وقت تو نقلی لگ رہا تھا"...... فیاض نے ایک بار پھر نوٹ کو روشنی کی طرف کے دیکھتے ہوئے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اس وقت بھی یہ اصلی ہی تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن تم تو مجھے ایک لاکھ روپے دے رہے تھے۔یہ کیا فراڈ ہے۔ تم دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو"...... فیاض نے اب غصیلے لہجے میں کہا۔ظاہر ہے اسے اپنے آپ سے شرم آرہی تھی کہ وہ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ ہونے کے باوجود بھی نوٹ کو نہیں پہچان سکا۔

"میں نے سوچا تھا کہ سلیمان تمہاری تعریف کر رہا تھا شاید تمہاری وجہ سے وہ واقعی اپنی چھپی ہوئی دولت نکال لائے۔میں نے تو لاکھ ما مار لیا ہے۔مجھے تو ایک نوٹ بھی آج تک نہیں مل سکا۔چلو ایک نوٹ تو نکل ہی آیا۔اب اطمینان سے دعوت کھائیں گے"۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو پھر۔کہاں چلو گے"...... فیاض نے دعوت کا سن کر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جہاں تم کہو۔آج تمہارا دن ہے"...... عمران نے کہا تو فیاض



چہرے پر مسرت کے رنگ سے بکھر گئے۔

"چلو پھر الپائن ہوٹل چلتے ہیں وہاں کا کھانا بے حد لذیذ ہوتا ہے"...... فیاض نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔لیکن یہ سوچ لو کہ میرے پاس اس نوٹ کے علاوہ رقم نہیں ہے اور تم ہو پیٹو۔کھانے بیٹھو تو تمہیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کتنا کھا گئے ہو۔اگر اس سے زیادہ بل آگیا تو تمہیں ادا کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"مرو نہیں کر دوں گا۔آؤ"...... فیاض نے کہا۔

"پہلے میں وہاں میز ریزرو کرا لوں۔اس وقت دوپہر کا وقت ہے اور بے پناہ رش ہوتا ہے"...... عمران نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے تم آؤ تو سہی کس کی مجال ہے کہ ہمیں میز نہ دے۔کھڑے کھڑے ہوٹل نہ بند کرا دوں گا"...... فیاض نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا تو عمران ہنس دیا اور پھر وہ دونوں ہی فلیٹ سے باہر آگئے۔نیچے فیاض کی سرکاری جیپ موجود تھی۔عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا جب کہ ڈرائیونگ سیٹ پر فیاض خود تھا اور دوسرے لمحے فیاض نے جیپ سٹارٹ کی اور تیزی سے اسے آگے بڑھا کر لے گیا لیکن دوسرے لمحے عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا"...... فیاض نے اسے چونکتے دیکھ کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔میں سوچ رہا تھا کہ سرکاری نوکری کے بھی کیا ٹھاٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہیں ۔ اس قدر شاندار جیپ فری ۔ اس کا پٹرول فری ۔ جہاں جی چا
گھماتے پھرو ۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ۔ ٹریفک سارجنٹ کی جرأت نہ
کہ چالان کر سکے ۔ بلکہ الٹا سلام بھی ساتھ ہی کرے گا"...... عمر
نے بڑے رشک بھرے لہجے میں کہا لیکن اس کی نظریں بیک مرر پر
جمی ہوئی تھیں ۔

"اسی لئے تو بڑے صاحب تمہیں کہتے ہیں کہ تم بھی کوئی اچھی
نوکری کر لو ۔ لیکن تم مانتے ہی نہیں"...... فیاض نے خوش ہو
ہوئے کہا ۔

"بس اس بڑے صاحب کی تخ ہی اصل خرابی کی بنیاد ہے" ۔ عمران
نے جواب دیا ۔

"کیا مطلب"...... فیاض نے چونک کر پوچھا ۔

"جو نوکری مرضی آئے کر لو ۔ تم سے بہرحال اوپر کوئی نہ کوئی
صاحب ضرور موجود ہوگا ۔ اسے سلام بھی کرنا پڑے گا اور جھاڑیں بھ
کھانی پڑیں گی اور جھاڑیں کھانے کے باوجود یس سر ۔ یس سر بھی کہ
پڑے گا ۔ بس یہیں آکر یہ سارا ٹھاٹ باٹ بیکار ہو جاتا ہے" ۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"یہ تو ہوتا ہے ۔ لیکن فائدے بھی تو بے شمار ہیں"...... فیاض
نے کہا ۔

"کہاں فائدے ہیں ۔ موڈ ہو یا نہ ہو ۔ دفتر جانا پڑتا ہے ۔ فائلیں
پڑھنی پڑھتی ہیں ۔ ان پر نوٹس لکھنے پڑتے ہیں اور جب تک ڈیوٹی ٹائم



ہو واپس بھی نہیں آیا جا سکتا ۔ یہ تو سراسر غلامی ہے ۔ مجھے دیکھو
رضی کا مالک ہوں ۔ جب جی چاہے اٹھوں جب جی چاہے سو جاؤں
جی چاہے چلا جاؤں ۔ نہ چھٹی لینے کا جھگڑا ۔ نہ ٹی اے ۔ ڈی اے کی
نے کی ضرورت"...... عمران نے جواب دیا ۔

"لیکن اختیارات تو نہیں ہیں تمہارے پاس ۔ ایک معمولی سا
ہی بھی چاہے تو تمہارے ہاتھ میں ہتھکڑی ڈال سکتا ہے ۔ تمہیں
ہ کر دی میں حوالات میں بند کر سکتا ہے"...... فیاض نے منہ
تے ہوئے کہا ۔

"تم اختیارات کی بات کر رہے ہو ۔ اصل اختیارات تو عام آدمی
ے پاس ہوتے ہیں ۔ جسے چاہیں حکومت پر بٹھا دیں جسے چاہیں اتار
یں ۔ اصل اختیارات تو یہ ہیں ۔ باقی رہے سرکاری نوکری والوں کے
ختیارات تو یہ شعور کا زمانہ ہے ۔ ایک مجسٹریٹ غلط طور پر چاہئے تو
سی تانگے والے کو اوئے نہیں کہہ سکتا ۔ بولو کہہ سکتا ہے" ۔ عمران
نے کہا ۔

"کیوں نہیں کہہ سکتا ہے بالکل کہہ سکتا ہے"...... فیاض اپنی
ن کے تحفظ کے لئے اڑ گیا ۔

"تو چلو آج تجربہ کر لیتے ہیں تم ہوٹل میں کسی ویٹر کو اوئے کہہ کر
نا ۔ چلو ویٹر تو ایک طرف کسی دربان کو ہی اوئے کہہ دینا ۔ پھر
یکھنا اپنا حشر ۔ ایک ہزار ایک گالیاں سننی پڑیں گی"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"لیکن میں کیوں کہوں ۔ میری پریسٹج بھی تو آخر کوئی شے ہے" فیاض نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بس اس پریسٹج کے چکر میں ہی تم لوگوں نے اپنی کمزوریاں چھپائی ہوئی ہیں ۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ ۔ آج کل تم کس کیس ڈیل کر رہے ہو" ...... عمران نے کہا تو فیاض چونک پڑا۔

"کیا مطلب ۔ یہ تمہیں بیٹھے بٹھائے کیس کا کیسے خیال آ گیا" فیاض نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ویسے ہی پوچھ رہا ہوں" ...... عمران نے کہا۔

"میں نے کیس کیا حل کرنا ہے ۔ میں سپرنٹنڈنٹ ہوں ۔ یہ کام انسپکٹر کرتے ہیں ۔ میں تو صرف سپروائز کرتا ہوں انہیں" ...... فیاض نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جیپ الپائن ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں گھس کر پارکنگ کی طرف مڑ گئی پارکنگ میں جیپ روک کر فیاض نیچے اترا تو عمران بھی اتر آیا اور پھر دونوں ہی ہال کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے ۔ عمران کی نظریں کمپاؤنڈ کی طرف بار بار اٹھ رہی تھیں ۔

"کیا دیکھ رہے ہو" ...... فیاض نے کہا۔

"گیٹ دیکھ رہا ہوں ۔ شاید نیا بنوایا ہے انتظامیہ نے" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔ ہو سکتا ہے" ...... فیاض نے کہا ۔ اور گیٹ کی طرف گیا۔



"تم مزے کا بندوبست کرو ۔ میں ایک فون کر لوں" ...... عمران نے برآمدے میں ہی موجود ایک پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جلدی آ جانا" ...... فیاض نے کہا اور قدم بڑھاتا وہ مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا ۔ عمران نے فون بوتھ میں جا کر سکے ڈالے اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

"رانا ہاؤس" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی ۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف" ...... عمران نے کہا۔

"یس باس" ...... دوسری طرف سے جوزف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جوانا کے ساتھ الپائن ہوٹل پہنچو ۔ یہاں کمپاؤنڈ گیٹ کے باہر ایک نیلے رنگ کی کار موجود ہے ۔ اس میں دو مقامی آدمی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ انہوں نے فلیٹ سے میرا ہوٹل تک تعاقب کیا ہے ۔ میں فیاض کی جیپ میں تھا ۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ فیاض کی نگرانی کر رہے ہوں ۔ بہرحال تم انہیں اغوا کر کے رانا ہاؤس لے جاؤ اور پھر ان سے معلوم کرو کہ یہ کون ہیں اور کس کی نگرانی کر رہے تھے ۔ کیوں کر رہے تھے اور کس کے کہنے پر کر رہے تھے ۔ پھر مجھے ہوٹل میں فون کر کے رپورٹ دے دینا ۔ ہوٹل والوں کو سپرنٹنڈنٹ فیاض کا حوالہ دے دینا وہ بات کرا دیں گے" ...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کا نمبر، ماڈل اور دوسری تفصیلات کے ساتھ ساتھ ان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



دونوں آدمیوں کا حلیہ بھی بتا دیا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جوزف نے جواب دیا۔

"خیال رکھنا ہو سکتا ہے کہ ان کی بھی نگرانی ہو رہی ہے"۔ عم
نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں باس"...... جوزف نے جواب دیا اور عمران
رسیور رکھا اور فون بوتھ سے باہر آ گیا۔ وہ فلیٹ سے نکل کر جی
سٹارٹ ہوتے وقت اس لئے چونکا تھا کہ جیپ سٹارٹ ہوتے ہی
کی نظریں بیک مرر پر پڑی تھیں اور اس نے نیلے رنگ کی ایک کار کو
سائیڈ پر رکی ہوئی تھی۔ مشکوک انداز میں سٹارٹ ہو کر پیچھے
ہوئے دیکھا تھا اور پھر سارے راستے وہ اسے چیک کرتا رہا تھا۔
نگرانی کرنے والے بڑے ماہرانہ انداز میں تعاقب کر رہے تھے لیک
چونکہ ایک بار ان کی طرف سے مشکوک ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ انہ
باقاعدہ چیک کرتا رہا اور اس خیال کے تحت اس نے فیاض سے ج
کیس کے بارے میں پوچھا تھا اور اب وہی نیلی کار کمپاؤنڈ گیٹ ...
باہر کھڑی نظر آ رہی تھی۔ اس لئے عمران بار بار کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف
دیکھ رہا تھا۔ عمران چاہتا تو صدیقی یا کسی دوسرے کو بھی کال کر سکتا
تھا لیکن وہ پہلے چیک کرنا چاہتا تھا کہ یہ نگرانی واقعی اس کی ہو رہی ہے
یا سپرنٹنڈنٹ فیاض کی۔ اس لئے اس نے جوزف کو کال کی تھی۔
ہوٹل کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

"آیئے سر سپرنٹنڈنٹ سر آپ کے منتظر ہیں"...... عمران کے اند



ہوتے ہی ایک سپروائزر نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جان ہے"...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ادھر سر سپیشل روم میں سر"...... سپروائزر نے کہا اور عمران
تا ہوا سپیشل روم کی طرف بڑھ گیا۔

"یہاں رہ گئے تھے۔ ہوٹل میں آتے ہی مجھے شدید بھوک لگ گئی
فیاض نے عمران کے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"ارے ارے شدید بھوک کا مطلب ہے۔ زیادہ بل اور میرے
تو صرف ایک ہزار روپیہ ہے"...... عمران نے کرسی گھسیٹ کر
ہوئے کہا۔

"میں نے زیادہ آرڈر نہیں دیا۔ گھبراؤ نہیں"...... فیاض نے
تے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ نوٹ تم خود ہی رکھ لو۔ خود ہی ویٹر کو دے دینا۔ تاکہ
اطمینان سے کھانا تو کھا سکوں۔ ورنہ مجھے خطرہ لگا رہے گا کہ کہیں
زیادہ آ گیا تو میری بے عزتی ہو جائے گی"...... عمران نے جیب
نوٹ نکال کر فیاض کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور فیاض نے
یا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔

"مگر نہیں۔ آج تم نے مجھے دعوت دے کر میرا دل خوش کر دیا
فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد
در آیا اور اس نے میز پر دو آدمیوں کا کھانا لگانا شروع کر دیا اور وہ
نوں کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔

"آج بڑا لطف آرہا ہے کھانا کھانے میں۔آج شاید زندگی میں
بار تم مجھے دعوت کھلا رہے ہو"...... فیاض نے کھانا کھاتے ہو
مسکرا کر کہا۔وہ واقعی عمران کی طرف سے اس دعوت پر بے حد
نظر آرہا تھا۔

"میں کہاں کھلا رہا ہوں۔رقم تو تم ہی دو گے ویٹر کو"......
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اسی طرح مجھے دعوتیں کھلاؤ تو کم از کم مجھے احساس تو
کہ تم مطلبی اور خود غرض آدمی ہو"...... فیاض نے کہا۔

"اچھا تو تم مجھے مطلبی اور خود غرض سمجھتے ہو۔پھر نکالو میرا نوٹ
بھرو خود بل۔آرڈر تم نے دیا ہے میں نے تو نہیں دیا"...... عمرا
نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے میرا مطلب تھا کہ پہلے تم صرف مجھ سے رقم
وصول کر لیتے تھے۔خود دوستی کا ثبوت ہی نہیں دیتے تھے۔آج تو
نے ثبوت دے دیا ہے۔اس لئے آج سے تم مخلص اور وفادار دوس
ہو"...... فیاض نے کہا اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑ
کھانے سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے مشروبات پیئے اور پھر
بل پلیٹ میں رکھ کر آیا۔اس نے پلیٹ عمران کے سامنے رکھی
برتن سمیٹنے میں مصروف ہو گیا۔

"کتنا بل ہے۔ارے۔صرف نو سو آٹھ روپے۔چلو۔ٹھیک ہے
مکمل دعوت ہی ہو گئی میری طرف سے"...... عمران نے بل اٹھا


Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئے کہا۔جب کہ فیاض نے جیب سے ایک ہزار روپے والا
نکال کر پلیٹ میں ڈال دیا۔

"باقی تمہاری ٹپ"...... فیاض نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

"بے حد شکریہ جناب"...... ویٹر نے مسرت بھرے لہجے میں
ہو۔ پلیٹ اٹھا لی۔لیکن دوسرے لمحے وہ اس طرح اچھلا جیسے اسے
کا شاک لگ گیا ہو۔اس نے جلدی سے پلیٹ میں پڑا نوٹ اٹھایا
سے غور سے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا اصلی ہے یہ"...... فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب یہ سو فیصد جعلی ہے۔کم از کم آپ جیسے بڑے سرکاری افسر
یہ کام نہیں کرنا چاہئے تھا"...... ویٹر کے لہجے میں بے حد تلخی تھی۔

"کیا۔کیا۔کہہ رہے ہو۔تمہاری یہ جرأت"...... فیاض نے اچھل
ے ہوتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"ایک تو جناب آپ نوٹ جعلی دیتے ہیں دوسرا مجھے ڈانٹتے بھی ہیں
نوٹ جعلی ہے۔سو فیصد جعلی"...... ویٹر بھی شیر ہو گیا تھا۔

"کیا ہوا۔کیوں شور مچا رہے ہو"...... اچانک دروازے سے ایک
نے اندر داخل ہوتے ہوئے ویٹر کو ڈانٹتے ہوئے کہا وہ شاید
دروازے کے قریب ہی موجود تھا۔

"سپرنٹنڈنٹ صاحب نے یہ جعلی نوٹ دیا ہے بل میں۔اوپر سے
نٹ بھی رہے ہیں"...... ویٹر نے نوٹ سپروائزر کی طرف
تے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ صا
تو بہت بڑے افسر ہیں"...... سپروائزر نے انتہائی حیرت بھرے
میں کہا اور نوٹ ویٹر کے ہاتھ سے لے کر دیکھنے لگا۔

"مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی جناب۔ آپ خود دیکھ لیں"۔ سپرو
نے مڑ کر تلخ لہجے میں کہا اور نوٹ فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

"اب آدمی کس پر اعتماد کرے۔ اتنے بڑے سرکاری افسر اور
کرنسی"...... ویٹر کو شاید موقع مل گیا تھا فیاض کے خلاف بات کر
کا۔ کیونکہ فیاض کی عادت تھی کہ وہ سب کو اپنے عہدے کی وجہ
ڈانٹنا اپنا حق سمجھتا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ تو۔ یہ۔ تو واقعی"...... فیاض نے نوٹ دیکھ کر انتہ
مردہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر بے اختیار پسینہ آ گیا تھا۔

"یہ پولیس کیس ہے جناب آئی ایم سوری۔ آپ کو اس کا خ
بھگتنا ہی پڑے گا۔ قانون سب کے لئے یکساں ہے"...... سپروائز
بھی یقیناً موقع مل گیا تھا اس لئے وہ بھی اکڑ گیا تھا اور فیاض کا رنگ
سفید پڑ گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی میرے دوست پر الز
لگاتے ہوئے۔ میں تمہارا ہوٹل ہی بند کرا دوں گا"...... عمران
جھپٹ کر سپروائزر کے ہاتھ سے نوٹ جھپٹتے ہوئے کہا جو اس نے فیا
کے ہاتھ سے بطور ثبوت جھپٹ لیا تھا۔

"آپ بھی دیکھ لیں جناب اب اس میں شک ہی کیا رہ گیا ہے یہ



ھوں کو بھی نظر آ جائے گا"...... سپروائزر نے کہا تو عمران نے نوٹ
شنی کی طرف کیا جب کہ فیاض بے اختیار کرسی پر ڈھیر ہو گیا تھا۔
حالت بے پناہ شرمندگی اور خجالت کی وجہ سے دگرگوں ہو گئی

"کون کہتا ہے یہ جعلی ہے۔ تمہیں شرم آنی چاہئے۔ تم گاہکوں کو
طرح بلیک میل کرتے ہو"...... اچانک عمران نے غصیلے لہجے
ہا تو ویٹر اور سپروائزر کے ساتھ ساتھ فیاض بھی بے اختیار چونک

"جناب یہ سو فیصد جعلی ہے"...... سپروائزر نے کہا۔

"میں کہتا ہوں یہ سو فیصد اصلی ہے"...... عمران نے غصیلے لہجے
میں کہا اور نوٹ سپروائزر کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تو واقعی اصلی ہے۔ مم۔ مم۔ مگر وہ نوٹ۔ وہ پہلے
...... سپروائزر نوٹ کو دیکھتے ہی بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"کون پہلے والا اور کون دوسرے والا۔ یہی تو نوٹ ہے۔ تمہارے
سامنے ہی لیا ہے۔ تمہارے ہاتھ سے میں نے لیا ہے اور دیکھا
ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی۔ جی۔ لیا تو آپ نے میرے سامنے ہی ہے۔ مگر مگر یہ تو۔ اصلی
ہے"...... سپروائزر کی حالت اب بالکل ویسی ہی ہو رہی تھی جیسی
چند لمحے پہلے فیاض کی تھی۔ جب کہ فیاض ایک بار پھر اچھل کر کھڑا
ہو گیا تھا اور اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بھڑکنے لگا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"تم۔ تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ مجھ پر الزام لگاؤ"...... فیاض غصے کی شدت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جاؤ دفع ہو جاؤ۔ خبردار آئندہ اگر کسی گاہک پر اس طرح کا الزام لگایا جاؤ"...... عمران نے سپروائزر اور ویٹر سے کہا اور وہ دونوں اس قدر تیز رفتاری سے مڑ کر باہر بھاگے کہ اگر ایک لمحہ بھی مزید رک گئے تو ان پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

"نہیں۔ یہ اس طرح نہیں جا سکتے۔ میں انہیں گولی مار دوں گا"...... فیاض نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"اپنی عزت دیکھو فیاض۔ نوٹ تو اصلی ہے لیکن باہر جا کر تم نے شور مچایا تو لوگ خواہ مخواہ باتیں بنائیں گے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ سو دوست ہوتے ہیں سو دشمن اور پھر ڈیڈی تک بات پہنچ گئی تو معاملہ خراب ہو جائے گا۔ اس لئے خاموش رہو"...... عمران نے فیاض کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن"...... فیاض نے نرم پڑتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو میں اب تمہیں ٹھنڈا مشروب پلاتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض ہونٹ چباتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا عمران نے گھنٹی دی تو ایک اور ویٹر اندر داخل ہوا۔

"وہ پہلے والا ویٹر کہاں گیا"...... عمران نے اسے دیکھ کر پوچھا۔

"اس کی طبیعت خراب ہو گئی تھی جناب اس لئے وہ چھٹی لے گیا ہے"...... ویٹر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔



"ٹھیک ہے۔ دو ٹھنڈے مشروب لے آؤ"...... عمران نے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"اب دیکھو یہ نوٹ اور بتاؤ کہ اصلی ہے یا جعلی"...... عمران نے کہتے ہوئے جیب سے نوٹ نکالا اور فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

"نوٹ...... کیا مطلب"...... فیاض نے چونک کر نوٹ لیتے ہوئے کہا۔

"اصل میں چکر سلیمان نے چلایا ہے۔ اس نے واقعی یہ جعلی نوٹ دیا تھا۔ یہ تو شکر کرو میری جیب میں ایمرجنسی کے لئے ایک نوٹ موجود تھا۔ میں نے سپروائزر اور ویٹر کو چکر دے کر یہ نوٹ جیب میں ڈال دیا اور اصلی انہیں دے دیا۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ اگر کیس واقعی ڈیڈی کے پاس پہنچ جاتا تو تمہارا کیا حشر ہوتا۔ تمہاری نوکری بھی جاتی اور تمہیں باقی ساری عمر بھی سلاخوں کے پیچھے گزارنی پڑتی۔ سلمیٰ بھابھی اور بچوں کا کیا حشر ہوتا۔ تمہارا سارا خاندان۔ تمہارے دوست تمہارے مخالفین سب کے بارے میں سوچو کہ کیا ہوتا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم نے مجھ پر احسان کیا ہے عمران۔ آج تم نے مجھے یقیناً ذلت کی موت سے بچا لیا ہے۔ میں مشکور ہوں۔ لیکن اس سلیمان سے تو میں سمجھ لوں گا۔ اس کا تو میں وہ حشر کروں گا کہ دنیا دیکھے گی"...... فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس سے اب بات بھی نہ کرنا۔ ظاہر ہے تمہارے پاس کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ثبوت نہیں ہے اور ڈیڈی کا وہ منہ چڑھا ہوا ہے معاملہ بگڑ بھی
ہے" ...... عمران نے نوٹ اس سے واپس لے کر جیب میں ڈا
ہوئے کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہے۔ لیکن سلیمان نے آخر یہ حرکت کیو
کی" ...... فیاض نے ایک بار پھر عمران کی بات کی تائید کرتے ہو
کہا۔

"ڈیڈی نے اسے سر چڑھا رکھا ہے۔ لیکن ایک بات ہے۔ وہ ڈیڈ
کے سامنے تمہاری تعریفیں بھی بہت کرتا ہے۔ مجھے ایک ملازم
بتایا تھا کہ ڈیڈی کو اس نے تمہاری اتنی تعریفیں کیں کہ ڈیڈی
تمہاری کارکردگی پر باقاعدہ فخر کیا تھا" ...... عمران نے کہا تو فیاض
چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"اوہ۔ اچھا اچھا اب میں سمجھ گیا اس لئے بڑے صاحب پچھلے دنو
میری تعریف کر رہے تھے۔ میں حیران تو بڑا ہوا تھا۔ بہرحال پھر
سلیمان اچھا آدمی ہے۔ بلکہ بہت ہی اچھا آدمی ہے" ...... فیاض
خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ویٹر اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ م
مشروب کی بوتلیں تھیں۔

"آپ کا نام عمران صاحب ہے" ...... ویٹر نے بوتلیں میز پر رکھ
ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں" ...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کا فون ہے" ...... ویٹر نے جواب دیا۔



"اوہ اچھا" ...... عمران نے کہا اور بوتل اٹھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کس کا ہوگا" ...... فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"ہو سکتا ہے۔ ڈیڈی کا ہو۔ انہیں اطلاع مل گئی ہو اور وہ اب مجھ
تصدیق چاہتے ہوں۔ میں ابھی آیا" ...... عمران نے کہا اور بوتل
نے تیزی سے سپیشل روم سے باہر نکل گیا۔ فون روم میں پہنچ کر
نے ایک طرف رکھا ہوا رسیور اٹھا لیا۔

"یس عمران بول رہا ہوں" ...... عمران نے کہا۔

"جوانا بول رہا ہوں ماسٹر" ...... دوسری طرف سے جوانا کی آواز
سنائی دی۔

"یس کیا رپورٹ ہے" ...... عمران نے پوچھا۔

"ماسٹر ...... آپ کے حکم پر ہم ان دونوں کو ان کی کار سمیت اغوا
کے رانا ہاؤس لے آئے تھے۔ ان سے جو معلومات ملی ہیں اس کے
مطابق وہ دونوں آپ کی نگرانی کر رہے تھے اور یہ نگرانی وہ کسی تنظیم
ین کارڈ کی طرف سے کر رہے تھے لیکن گرین کارڈ کے بارے میں وہ
نہیں جانتے۔ ان کا تعلق ایک جبار نامی آدمی سے ہے۔ جس کا رائل
یٹ میں ہوٹل ہے۔ رائل ہوٹل" ...... جوانا نے تفصیل بتاتے
ے کہا۔

"ان دونوں کے نام کیا ہیں" ...... عمران نے پوچھا۔

"ایک کا نام سلامت ہے اور دوسرے کا نام صاحب علی ہے۔ یہ
دونوں پہلے پولیس میں تھے۔ پھر کسی وجہ سے وہاں سے انہیں نکال دیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



گیا تو یہ جبار کے ساتھ مل گئے ہیں ۔ صرف نگرانی کا ہی کام کر رہے ہیں"...... جوانا نے جواب دیا۔

"زندہ ہیں یا مر گئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"زندہ ہیں ماسٹر۔ مرنے کی نوبت آنے سے پہلے ہی انہوں نے زبان کھول دی تھی"...... جوانا نے جواب دیا۔

"او کے ۔ تم ایسا کرو جوزف کو وہیں چھوڑ کر خود کار لے کر اپنا ہوٹل آجاؤ۔ پھر اکٹھے چل کر اس جبار کا دیدار کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"ان دونوں کا کیا کرنا ہے"...... جوانا نے پوچھا۔

"فی الحال انہیں وہیں رکھو بعد میں دیکھیں گے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ ساتھ ساتھ بوتل بھی پیتا رہا تھا۔ اس لئے رسیور رکھ کر اس نے باقی بوتل پی اور پھر بوتل وہیں چھوڑ کر وہ فون روم سے باہر آیا اور سپیشل روم کی طرف بڑھ گیا۔

"کس کا فون تھا"...... فیاض نے اس کے اندر داخل ہوتے ہی چونک کر پوچھا۔

"ڈیڈی کا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو فیاض کا چہرہ تیزی سے زرد پڑنے لگ گیا۔

"کک کک ۔ کیوں"...... فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انہیں یہاں سے کسی نے اطلاع دے دی ۔ وہ تصدیق کر رہے



تھے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر ۔ پھر تم نے کیا کہا"...... فیاض نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہی جو مجھے کہنا چاہئے تھا"...... عمران نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا ۔ کیا مطلب ۔ کیا کہنا چاہئے تھا"...... فیاض کی حالت اور خراب ہو گئی۔

"اب تم بتاؤ فیاض ۔ بڑی مشکل سے سلیمان سے ایک نوٹ برآمد کرایا تھا۔ وہ بھی اس دعوت میں خرچ ہو گیا۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں تم تو ایسے کٹھور ہو چکے ہو کہ تمہیں تو اب کچھ کہتے ہوئے بھی جھجک آتی ہے ۔ بہرحال میں نے ڈیڈی کو کہہ دیا ہے کہ وہ مطمئن رہیں ۔ فیاض جیسا شخص ایسی گھٹیا حرکت کر ہی نہیں سکتا"...... عمران نے کہا تو فیاض کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ ویری گڈ ۔ پھر انہوں نے کیا کہا"...... فیاض نے خوش ہو کر پوچھا۔

"انہوں نے کہا کہ میں ابھی کوٹھی آؤں اور انہیں پوری تفصیل بتاؤں ۔ اب ظاہر ہے مجھے کوٹھی تو جانا ہی ہو گا اور تفصیل بھی بتانی پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"تم ۔ تم بے فکر رہو ۔ تم میرے دوست ہو ۔ میرے بھائی ہو ۔ تمہیں جب بھی جتنی رقم چاہئے مجھے کہہ دیا کرو ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



میرے ہوتے ہوئے تمہاری جیب خالی رہے"...... فیاض نے جلد
سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے اپنا پھولا ہوا بٹوہ نکالا
پھر اس میں سے ہزار ہزار کے نوٹوں کا ایک چھوٹا سا بنڈل نکال
عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"بیس پچیس نوٹ ہوں گے لیکن"...... عمران نے منہ بنا
ہوئے کہا۔

"تیس ہزار ہیں۔ مروت۔ فی الحال میرے پاس یہی ہیں۔ با
بعد میں لے لینا۔ لیکن پلیز انہیں پوری طرح مطمئن کر دینا۔ ورنہ
میری ایک بھی نہ سنیں گے"...... فیاض نے کہا۔

"پہلے وعدہ کرو کہ مزید بھی دو گے"...... عمران نے بنڈل جیب
میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"وعدہ۔ سچا وعدہ"...... فیاض نے کہا۔

"اوکے۔ پھر مطمئن رہو۔ ڈیڈی کو میں اس طرح مطمئن کروں
کہ وہ اس ٹاپک پر تم سے بات بھی نہ کریں گے۔ لیکن ایک بات
خیال رکھنا خود نہ اس بات کا ذکر چھیڑ دینا"...... عمران نے مسکرا
ہوئے کہا۔

"م۔ میں کیوں کہوں گا۔ پلیز عمران خیال رکھنا"...... فیاض نے
منت بھرے لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو۔ ایک بار جو کہہ دیا اسے پتھر کی لکیر سمجھو"...... عمران
نے کہا تو فیاض نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔



"تو میں تمہیں کوٹھی پر ڈراپ کر دوں"...... فیاض نے باہر
قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم تو ... ہو گئے ہو۔ ڈیڈی کو پتہ چل گیا تو وہ یہی سمجھیں گے کہ
... ہو رہی ہے۔ میں ٹیکسی پر چلا جاؤں گا۔ تم جاؤ۔ لیکن ارے ہاں
مشروب کی پیمنٹ"...... عمران نے اس کے پیچھے باہر آتے ہوئے

"میں کر دیتا ہوں"۔ فیاض نے کہا اور جیب سے ایک نوٹ نکال
ن نے ویٹر کے ہاتھ پر رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی
بڑھ گیا۔ عمران اس کے پیچھے مین گیٹ سے باہر آ گیا۔ لیکن وہ
ے میں ہی رک گیا تھا اور جب فیاض کی جیپ کمپاؤنڈ گیٹ سے
نکل گئی تو عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر
سڑک کے کنارے کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اس کی نظریں ایک
پوش بوڑھی عورت پر پڑیں۔ ایک چھ سات سال کے بچے کی
پکڑے آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ بچے کے ہاتھ میں دوا کی بوتل
بچے نے البتہ صاف ستھرے کپڑے پہن رکھے تھے لیکن اس کے
ے پر پریشانی تھی۔ بوڑھی عورت کو اچانک کھانسی آئی اور وہ
طرف منہ کر کے بیٹھ گئی اور بری طرح کھانسنے لگی جب کہ بچہ
وش کھڑا رہا۔ عمران تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"کیا ہوا اماں کیا ہوا"...... عمران نے بوڑھی عورت سے مخاطب
ہو کر کہا جواب لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"کچھ نہیں بیٹا ۔ بیمار ہوں".......بوڑھی عورت نے آہستہ آ
سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر کراہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی ۔ اسی لمحے
رنگ کی لمبی سی کار ان کے قریب آ کر رک گئی ۔ ڈرائیونگ سیٹ
جوانا تھا ۔

"اماں آپ کا گھر کہاں ہے".......عمران نے بوڑھی سے پو
اب حیرت سے اس کار اور جوانا کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے کار
قریب رکنے کی وجہ سمجھنا چاہتی ہو ۔ بچہ بھی حیران و پریشان کھڑا تھا

"ب بیٹے ۔ تم کون ہو ۔ کیوں پوچھ رہے ہو".......بوڑھی
مشکوک نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی
کی انگلی پکڑ کر آگے بڑھنے لگی ۔

"ایک منٹ اماں آپ مجھے کسی شریف خاندان کی بزرگ خاتو
لگتی ہیں ۔ یہ رقم رکھ لیں اور اپنا علاج کرائیں".......عمران نے جی
سے فیاض کے دیئے ہوئے تیس ہزار روپے نکالے اور بچے کے ہاتھ
پکڑا دیئے ۔

"یہ ۔ یہ ۔ اتنی بڑی رقم ۔ اوہ ۔ اوہ".......بوڑھی نے بری طر
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"اماں میں آپ کا بیٹا ہوں ۔ آپ فکر مت کریں ۔ یہ کوئی زکوۃ
خیرات نہیں ہے ۔ یہ آپ کا حق ہے ۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو
میں آپ کے گھر بھی چھوڑ سکتا ہوں".......عمران نے کہا ۔



"ہم اس کار میں بیٹھیں گے دادی اماں".......اچانک بچے نے
کہا ۔

"ہ ہاں ۔ لیکن بیٹے".......بوڑھی ابھی تک مشکوک تھی ۔

"آپ فکر نہ کریں اماں ہم شریف لوگ ہیں ۔ ہم صرف آپ کی مدد
نا چاہتے ہیں آئیں بیٹھیں".......عمران نے کار کا دروازہ کھول کر کہا
بچہ جس کے ایک ہاتھ میں نوٹوں کا بنڈل اور دوسرے ہاتھ میں دوا
تھی تیزی سے کار کی طرف لپکا ۔ شاید وہ اس لئے جلدی کر رہا تھا
س طرح اس کی مسرت پوری ہو رہی تھی ۔

"آیئے اماں بے فکر رہیں".......عمران نے کہا تو بوڑھی نے اس
لمبا سانس لیا جیسے مجبوراً بیٹھ رہی ہو ۔ عمران نے اس کے بیٹھنے
بعد دروازہ بند کیا اور پھر وہ اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر سائیڈ
سیٹ پر بیٹھ گیا ۔

"اماں آپ کا گھر کہاں ہے".......عمران نے مڑ کر پوچھا ۔

"بابر محلے میں بیٹا".......بوڑھی نے جواب دیا تو عمران نے جوانا
آگے بڑھنے کے لئے کہہ دیا اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی ۔

"اماں یہ رقم اپنے پوتے سے لے لیں ۔ یہ بچہ ہے کہیں گرا نہ دے
ور اپنا علاج کرائیں ۔ آپ تو کافی بیمار ہیں".......عمران نے کہا ۔

"ہاں بیٹے نجانے تم کون ہو ۔ بہرحال جو بھی ہو ۔ کسی نیک ماں
کے بیٹے ہو ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے ۔ تمہیں دشمنوں سے
بچائے ۔ یہ میرا پوتا ہے ۔ اس کا نام راضو ہے ۔ اس کا باپ ریلوے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کلرک ہے۔ اس بیچارے کو اتنی تنخواہ بھی نہیں ملتی کہ اپنا اور بچوں کا پیٹ پال سکے۔ میری بیماری کا کیا علاج کرائے گا۔ بس غنیمت ہے کہ ریلوے ہسپتال سے مجھے دوا مل جاتی ہے"...... بو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو آپ پیدل آتی جاتی ہیں۔ ریلوے ہسپتال تو یہاں سے دور ہے اور بابر محلہ بھی"...... عمران نے کہا۔

"کیا کریں بیٹا اس قدر مہنگائی ہو چکی ہے کہ اب تو بس ... کروں"...... بوڑھی نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبا میں سر ہلا دیا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے جوانا کو بابر محلے کا راستہ بتانا شروع کر دیا۔

"بیٹے یہ تو بڑے بڑے نوٹ ہیں اور بہت سے ہیں۔ یہ تم کی دے رہے ہو۔ ہم تو غریب لوگ ہیں۔ تمہاری یہی مہربانی ہے ک نے ہمیں اس بڑی سی کار میں بٹھا لیا ہے"...... بوڑھی نے کہا۔

"نہیں اماں یہ آپ کا حق ہے۔ میں نے کوئی احسان نہیں ک آپ انہیں رکھیں۔ اپنا علاج کرائیں۔ یہ میرا ساتھی ہے جوانا۔ یہ کا گھر دیکھ لے گا۔ پھر یہ آپ کا علاج بھی کرائے گا اور خیال بھی رک اسے بھی آپ اپنا بیٹا ہی سمجھیں"...... عمران نے جواب دیا۔ تھو دیر بعد کار ایک محلے کی درمیانی سڑک پر داخل ہوئی۔

"بس یہ اگلے چوک پر ہی ہمارا گھر ہے۔ سڑک پر ہی ہے۔ میں دوستوں کو بتاؤں گا کہ میں نے کتنی لمبی کار میں سفر کیا ہے"۔



ے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد راضو کے بتانے پر گلی کے سرے پر چھوٹے سے مکان کے سامنے جوانا نے کار روک

پ کے بیٹے اور راضو کے ابو کا کیا نام ہے"...... عمران نے ے پوچھا۔

میرے بیٹے کا امداد حسین ہے"...... بوڑھی نے جواب دیا۔

میرا نام عمران ہے اماں اور میں بھی امداد کی طرح آپ کا بیٹا ہوں پھر آؤں گا اور امداد صاحب سے بھی ملوں گا ویسے میرا سلام آپ دے دیں"...... عمران نے نیچے اتر کر عقبی دروازہ کھولتے ہوئے بوڑھی اسے دعائیں دیتی ہوئی نیچے اتری۔ اس کے بعد راضو نیچے ۔ محلے کے کئی بچے کار کے گرد اکٹھے ہو گئے تھے اور ادھر ادھر سے ے بھی حیران ہو کر اتنی بڑی کار اور عمران کو دیکھ رہے تھے۔ راضو چہرے پر فخریہ مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں چمک۔ عمران نے ے راضو کے سر پر ہاتھ پھیرا اور جب بوڑھی راضو کو لے کر مکان داخل ہو گئی تو عمران دوبارہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھا اور جوانا نے کار بڑھا دی۔

"بڑا دکھ ہوتا ہے ایسے لوگوں کو دیکھ کر لیکن ایک آدمی کس کس آنسو دھوئے"...... عمران نے بڑے درد بھرے لہجے میں کہا۔

"باس یہاں کی حکومت ایسے لوگوں کی فلاح کے لئے منصوبہ ی کیوں نہیں کرتی"...... جوانا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"منصوبے تو بہت بنتے رہتے ہیں لیکن"...... عمران نے ہو
چباتے ہوئے جواب دیا اور جوانا نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ ع
کا مطلب سمجھ گیا ہو اور پھر عمران نے اسے رائل مارکیٹ کی ط
جانے والا راستہ بتانا شروع کر دیا۔



یقی نے بند دروازے پر دستک دی اور پھر ایک قدم پیچھے ہٹ
ا ہو گیا۔ اس کے ساتھ نعمانی تھا۔ وہ دونوں میک اپ میں تھے
ی وقت دارالحکومت کے ایک مضافاتی علاقے میں واقع ایک
ہوٹل کی دوسری منزل کی گیلری میں ایک کمرے کے دروازے
منے موجود تھے۔ دروازے پر عالم خان کے نام کی پلیٹ بھی لگی
تھی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ٹھوس جسم کا نوجوان باہر
س کے جسم پر پتلون اور قمیض تھی۔ قمیض کے کالر اس نے
ابھار رکھے تھے۔ چہرے سے ہی وہ اوباش ٹائپ کا آدمی لگتا تھا۔
ے پاپ میوزک کی پرشور آوازیں دروازہ کھلنے کی وجہ سے باہر
ائی دینے لگی تھیں۔ وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے صدیقی اور
کو دیکھ رہا تھا۔
ئیے"...... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



تمہارا نام عالم خان ہے"...... صدیقی نے نرم لہجے میں کہا۔

"جی ہاں میں عالم خان ہوں"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"ہمیں شمس روڈ کے سعید نے بھیجا ہے تمہارے پاس"...۔ نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ اچھا۔ آیئے۔ اندر آجایئے"...... عالم نے چونک کر پھر تیزی سے واپس مڑ کر کمرے میں چلا گیا۔ صدیقی اور نعمانی ا پیچھے اندر گئے۔ کمرہ خاصا صاف ستھرا تھا۔ عالم نے آگے بڑھ کر بند کر دی اور صدیقی اور نعمانی کو کرسیوں پر بیٹھنے کے لئے کہا کے ساتھ ہی وہ ایک طرف رکھے ہوئے فریج کی طرف بڑھ گیا نے فریج کھولا اور اس میں سے جوس کے دو ڈبے نکال کر فریج بند جوس کو میز پر رکھ کر اس نے ایک طرف الماری میں سے ڈبے والا آلہ اٹھایا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے ڈبے کھولے اور سٹرا ڈال کر اس نے ایک ایک ڈبہ ان دونوں کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ"...... صدیقی نے کہا اور ڈبہ اس کے ہاتھ سے لے جب کہ نعمانی نے خاموشی سے دوسرا ڈبہ لیا اور پھر انہوں نے ا شروع کر دیا۔

"فرمایئے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... عالم خان مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق وائٹ پوڈر بزنس سے ہے۔ ہم نے بھاری مقدا وائٹ پوڈر سار جان سے ستاکی تک پہنچانے کا سودا کیا ہے۔ لیکن



پ کو سامنے رکھ کر ہم نے سودا کیا تھا۔ اسے نارکوٹکس کنٹرول ڈ نے کسی مخبری کی بنا پر گرفتار کر لیا تھا۔ اس لئے ہم پریشان تھے۔ یہ ہمارا دوست ہے۔ اس سے بات ہوئی تو اس نے تمہارا نام لیا ہے تم یہ کام کرا سکتے ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"کون سا گروپ پکڑا گیا ہے"...... عالم خان نے سنجیدہ لہجے میں

"بادشاہ کا"...... صدیقی نے جواب دیا اور عالم خان نے اثبات میں ہلا دیا۔

"لیکن میں تو اس قسم کے دھندے کے بارے میں کچھ بھی نہیں تا"...... عالم خان نے جواب دیا تو صدیقی نے مسکراتے ہوئے یب میں ہاتھ ڈالا اور ایک بیج جو کسی پرائیویٹ سکول کا تھا۔ نکال کر م خان کے سامنے رکھ دیا۔

"یہ سعید نے ہمیں دیا ہے ٹوکن کے طور پر"...... صدیقی نے کہا تو م خان نے بیج اٹھایا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ یہ عام سا بیج تھا جو سکول کے بچے سکول کی شناخت کے لئے سینے پر لگاتے ہیں البتہ س کے عقب میں کچھ حروف کندہ تھے جو عام نظروں سے دکھائی بھی نہ دیتے تھے۔

"کتنا مال ہے"...... عالم خان نے بیج کو اور خاص طور پر عقب میں روف کو دیکھتے ہوئے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"دس ٹرکوں کا مال ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"ٹھیک ہے پہنچ جائے گا۔ معاوضے کی بات کریں"...... عالم خا
نے کہا۔

"ایسے نہیں عالم خان تم ہمارے لئے نئی پارٹی ہو اور تم نے خو
پہلے اس لئے انکار کر دیا تھا کہ ہم بھی تمہارے لئے نئے تھے لیکن ٹو کو
دیکھ کر تمہارا اطمینان ہو گیا ہے۔ لیکن اب تمہیں بھی ہمیں مطمئن
کرنا ہو گا"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"کیسے مطمئن ہو گے تم"...... عالم خان نے جواب دیا۔

"طریقہ کار بتاؤ۔ کون مال لے جائے گا۔ کون ذمہ دار ہو گا۔
معاوضے کی بات کو چھوڑو۔ دس ٹرک مال کی اصل قیمت کا اندازہ ت
تمہیں ہو گا ہی ہی"...... صدیقی نے بڑے کاروباری لہجے میں کہا۔

"پہلے تمہارا کام بادشاہ کرتا تھا"...... عالم خان نے کہا۔

"ہم اس معاملے میں فری لانسر ہیں۔ بادشاہ، جبار، استاد نذر، بے
شمار لوگ فیلڈ میں ہیں۔ کسی سے بھی کرا لیا کرتے تھے۔ لیکن اب
مسئلہ یہ ہے کہ کئی لوگ تو پکڑے گئے ہیں اور باقی ڈر کے مارے
غائب ہو چکے ہیں جب کہ ہم نے کام کرنا ہے"...... صدیقی نے کہا ت
عالم خان کے چہرے پر گہرے اطمینان کی جھلکیاں نمایاں ہو گئیں۔

"تمہارا کام ظفر خان کرے گا۔ جانتے ہو ظفر خان کو"...... عالم
خان نے کہا۔

"ظفر خان نہیں نیا نام ہے یہ تو"...... صدیقی نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔



"یہ اس کا اصل نام ہے۔ بزنس میں اس کا نام استاد بیڈرو
ہے"...... عالم خان نے جواب دیا۔

"وہ یہ نام تو خاصا معروف ہے"...... صدیقی نے کہا اور عالم خان
کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

"پھر کیا خیال ہے"...... عالم خان نے کہا۔

"استاد ظفر خان سے ہمارے سامنے بات کرو۔ اگر وہ رضامند ہو
گیا تو پھر بات آگے بڑھے گی"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں پہلے معاوضہ طے ہو جائے۔ پھر بات ہو گی۔ استاد بیڈرو
پیشگی لینے کا عادی ہے"...... عالم خان نے کہا۔

"ٹھیک ہے بولو دس ٹرک مال کا کیا معاوضہ تم لو گے۔ یہ سوچ
لینا کہ ہمارا یہ نیا کام نہیں ہے اور اگر تمہارا معاوضہ مناسب ہوا تو
ہم مستقل بھی تمہارے ساتھ کام کر سکتے ہیں"...... صدیقی نے

"ایک کروڑ روپے"...... عالم خان نے کہا۔

"او کے اجازت"...... صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کیا ہوا"...... عالم خان نے چونک کر کہا۔

"تم نے شاید ہمیں احمق سمجھ لیا ہے۔ دس ٹرک مال چالیس لاکھ
میں بڑی سے بڑی پارٹی سپلائی کر دیتی ہے۔ تم ایک کروڑ کہہ رہے
ہو"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک کروڑ زیادہ تو نہیں ہیں۔ لیکن آج کل مندا جا رہا ہے۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



لئے چلو تم نوے لاکھ روپے دے دینا"...... عالم خان نے کہا۔

"سنو عالم خان ہم آخری بات کہہ رہے ہیں سپچاس لاکھ رو
ہاں یا ناں میں جواب دو۔ ہمارے پاس ضائع کرنے کے لئے
نہیں ہے"...... صدیقی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے سپچاس لاکھ ہی سہی۔ لیکن پوری رقم ا
ہو گی"...... عالم خان نے کہا۔

"عالم خان اصول کے خلاف بات مت کرو۔ جو ساری دنیا
اصول ہے وہی رہے گا۔ آدھی رقم پیشگی آدھی رقم کام مکمل ہونے
بعد"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن باقی رقم کی گارنٹی کیا ہو گی"...... عالم خان نے کہا۔

"جو گارنٹی تم کہو گے وہ دے دی جائے گی۔ اس کی فکر مت کر
لیکن اصول پہلے طے ہو جانا چاہئے"...... صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹرک تمہارے ہوں گے۔ آدمی ہمارے ہ
گے"...... عالم خان نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ پھر سمجھو بات طے ہو گئی"...... عالم خان نے مسکرا
ہوئے کہا۔

"پھر ظفر خان سے بات کرو۔ تاکہ ہماری پوری تسلی ہو جائے ا
ہم آدھا معاوضہ بھی تمہیں دے دیں اور باقی تفصیلات بھی طے
لیں"...... صدیقی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نعمانی



دیکھا تو نعمانی نے کوٹ کی اندرونی جیبوں سے بڑے نوٹوں کی
ں نکال کر درمیانی میز پر رکھنا شروع کر دیں۔ گڈیاں دیکھ کر عالم
ی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔ جب نعمانی نے مختلف
ں سے پچیس گڈیاں نکال کر میز پر رکھ دیں تو عالم خان خاموشی
ٹھا۔ اس نے ایک الماری کھولی اور اس کے اندر کسی خفیہ خانے
یک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکالا۔ الماری بند کر کے وہ دوبارہ کرسی
ر بیٹھ گیا۔ یہ عام سا ٹرانسمیٹر تھا جو عام دکانوں پر بکتا تھا۔ عالم
ن نے ٹرانسمیٹر کی سوئی والی ناب گھمانی شروع کر دی اور پھر سوئی
یک خاص سٹیشن پر رکھ کر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔
نسمیٹر سے موسیقی کی آواز نکلنے لگی۔ کچھ دیر تک موسیقی کی آواز آتی
ہی۔ پھر ٹرانسمیٹر بند ہو گیا اور عالم خان نے بھی ہاتھ واپس کھینچ لیا۔
یقی اور نعمانی دونوں خاموش بیٹھے رہے۔ کچھ دیر بعد اچانک ایک
ر پھر موسیقی کی آواز سنائی دی اور پھر ایک ایسی آواز سنائی دی جیسے
کوئی مشین بول رہی ہو۔

"ہم دم دار ستارے سے بول رہے ہیں"...... آواز کسی ٹیپ کی
ح بار بار آ رہی تھی۔ پھر یہ آواز آنی بھی بند ہو گئی اور ایک بار پھر
موسیقی کی آواز سنائی دی۔ پھر اچانک ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"نمبرون سے کون بات کرنا چاہتا ہے"...... بولنے والے کا لہجہ بتا
رہا ہے کہ وہ مقامی آدمی تھا۔

"ایکس ایکس"...... عالم خان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"کیا بات ہے".......اسی آواز نے کہا۔

"ایک سودا کیا ہے۔دس ٹرک مال کی سپلائی ہے وائٹ پاؤڈ پچاس لاکھ روپے معاوضہ طے ہوا ہے۔پچیس لاکھ روپے م سامنے پڑے ہوئے ہیں۔استاد ہیڈ بروسے بات کراؤ تاکہ پارٹی کی ہو جائے".......عالم خان نے کہا۔

"کس پارٹی سے بات کی ہے".......دوسری طرف سے پوچھا گ

"استاد سعید کا ٹوکن آیا ہے۔میں نے پوری تسلی کر لی ہے"۔ خان نے جواب دیا۔

"اوکے۔انتظار کرو".......دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ظفر خان بول رہا ہوں".......چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"عالم بول رہا ہوں ظفر خان".......عالم خان نے بڑے بے تکلف لہجے میں کہا اور پھر وہی بات دوہرا دی۔جو اس سے پہلے اس دوہرائی تھی۔

"ٹھیک ہے۔تفصیلات طے کر لو۔کام ہو جائے گا".......دوس طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر موسیقی کی آواز سنا دینے لگی اور عالم خان نے ٹرانسسمیٹر آف کر دیا۔

"اب آپ کی تسلی ہو گئی".......عالم خان نے مسکراتے ہو کہا۔

"سوری عالم خان ہمیں قطعی تسلی نہیں ہوئی".......صدیقی نے



ب دیا۔

"کیا مطلب تم نے خود ظفر خان سے ہونے والی بات چیت سن لی ہے۔اس نے سودا منظور کر لیا ہے".......عالم خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم بالمشافہ ظفر خان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔یہ مشینی کھلونے ہم نے بہت دیکھ رکھے ہیں".......صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے۔استاد ظفر خان تو سات پردوں کے پیچھے رہتا ہے".......عالم خان نے جواب دیا۔

"تو پھر ہمارے ساتھ اس کے اڈے پر چلو۔اس کے کسی ذمہ دار آدمی سے بات کراؤ".......صدیقی نے کہا۔

"اس کا کوئی اڈہ نہیں ہے۔اس کے صرف آدمی ہوتے ہیں"۔عالم خان نے جواب دیا۔

"اوکے۔پھر معاملے طے نہیں ہو سکتا۔سوری".......صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نعمانی کو اشارہ کیا اور نعمانی نے کسی روبوٹ کی طرح ایک لفظ بولے بغیر میز پر موجود گڈیاں اٹھا کر واپس جیب میں رکھنا شروع کر دیں۔

"آخر تم کس طرح بات کرنا چاہتے ہو".......عالم خان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"دو صورتیں ہیں عالم خان یا تو براہ راست ظفر خان سے ملوا دو۔یا دوسری صورت میں اس کے کسی خاص آدمی سے ملوا دو۔ایسے آدمی سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



جس کا تعلق ظفر خان سے براہ راست ہو۔ ان مشینی کھلونوں ذریعے نہ ہو"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"تو پھر ایک گھنٹہ انتظار کرو۔ ظفر خان کا آدمی رقم لینے آئے گا اس سے بات کر لینا"...... عالم خان نے کہا۔

"ہاں یہ ہو سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا اور عالم خان کے چہرے پر رونق آ گئی۔

"کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ظفر خان کا اڈہ کہاں ہے۔ تم بڑے بے تکلفانہ لہجے میں اس سے بات کی تھی"...... چند لمحوں صدیقی نے کہا۔

"نہیں کسی کو بھی معلوم نہیں ہے۔ پاکیشیا میں وہ سب سے زیادہ کامیاب سپلائر ہے اور سب سے زیادہ خفیہ رہتا ہے۔ اس کے لئے مجھ جیسے بہت سے لوگ صرف بکنگ کرتے ہیں اور اپنا کمیشن لے لیتے ہیں"...... عالم خان نے جواب دیا۔

"جو آدمی رقم لینے آئے گا کیا اس کا براہ راست آدمی نہ ہو گا"۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں وہ آدمی بھی رقم کسی دوسرے کے پاس جمع کرا دے گا اور رسید کے طور پر ٹوکن لے کر چلا جائے گا۔ پھر نجانے یہ رقم کس کس کے ہاتھوں سے ہوتی ہوئی ظفر خان تک پہنچے گی۔ لیکن بہرحال وہ آدمی اس کا خاص آدمی ہی ہو گا۔ تب ہی وہ رقم اس تک پہنچے گی"۔ عالم خان نے جواب دیا۔



"کیا ہر دفعہ ایک ہی آدمی آتا ہے رقم لینے"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں صرف مخصوص کوڈ دوہرایا جاتا ہے"...... عالم خان نے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر واقعی ایک گھنٹے بعد دروازے پر دستک ہوئی تو عالم خان چونک کر کھڑا ہوا اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے ایک درویش نما آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک پھٹا پرانا جبہ سا پہنا ہوا تھا۔ داڑھی اور مونچھیں بے تحاشا بڑھی ہوئی تھیں گلے میں منکوں کے کئی ہار تھے۔ لیکن صدیقی اور نعمانی دونوں اسے دیکھتے ہی پہچان گئے کہ آنے والا میک اپ میں ہے۔ اپنے طور پر اس نے بڑا کامیاب میک اپ کر رکھا تھا لیکن صدیقی اور نعمانی کی نظروں سے وہ کیسے چھپ سکتا تھا۔

"بابا اللہ بھلا کرے گا۔ اللہ کے نام پر کچھ دے دو"...... اس درویش نے اندر داخل ہوتے ہی درویشوں کے سے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

"یہ اصل پارٹی ہے۔ مزید تسلی چاہتی ہے"...... عالم خان نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"کیسی تسلی"...... درویش نے چونک کر پوچھا۔

"کیا تم استاد بیڈرو کے خاص آدمی ہو"...... صدیقی نے اس درویش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم چاہتے کیا ہو کھل کر بات کرو"...... درویش نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"ہم تسلی چاہتے ہیں۔ عالم خان نے کسی مشینی کھلونے پر ا
بات کی ہے۔ لیکن ہم براہ راست بات کرنا چاہتے ہیں"......
نے جواب دیا۔

"نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے استاد کبھی کسی کے سامنے نہیں
درویش نے جواب دیا۔

"تو پھر اس کے کسی خاص آدمی سے ملوا دو"...... صدیقی نے

"میں اس کا خاص آدمی ہوں مجھ سے مل لو"...... درویش نے
بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم اس کے خاص آدمی ہو"
صدیقی نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں استاد کے لئے رقم لینے آیا ہوں۔ کیا یہ خاص آدمی ہونے کی
نشانی نہیں ہے اور کیا خاص آدمی کے سر پر سینگ ہوتے
درویش کے لہجے میں طنز تھا۔

"کیا یہ رقم تم استاد تک براہ راست پہنچاؤ گے"...... صدیقی
کہا۔

"تو اور کیا راستے میں پھینک دوں گا"...... درویش نے اسی
طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"او کے۔ پھر تم سے بات ہو سکتی ہے"...... صدیقی نے کرسی
اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی نعمانی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس
پہلے کہ درویش اور عالم خان کچھ سمجھتے۔ اچانک صدیقی نے جیب



چپٹی نال والا پسٹول نکالا۔ دوسرے لمحے چٹک چٹک کی آوازیں
اور درویش اور عالم خان دونوں کی ناکوں پر یکے بعد دیگرے
نگ کے دھوئیں کے غبارے سے پھٹ پڑے اور پلک جھپکنے
دونوں لڑکھڑا کر نیچے گر گئے۔ ایک لمحے کے لئے انہوں نے ہاتھ
ے لیکن دوسرے لمحے وہ ساکت ہو گئے۔

"اس عالم خان کی تو گردن توڑ دو البتہ اس درویش کو ہم فور سٹار
ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے"...... صدیقی نے نعمانی سے کہا اور
بڑھ کر اس نے فرش پر گرے ہوئے درویش کے جبہ کی تلاشی لینی
ع کر دی۔ لیکن جبہ میں کوئی چیز نہ تھی۔ اس نے اسے اٹھا کر
دھے پر لادا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا باہر گیلری میں سے
تے ہوئے چند افراد بے اختیار انہیں دیکھ کر رک گئے۔

"کیا ہوا اسے"...... ان میں سے ایک نے حیران ہو کر کہا۔

"مست درویش ہے۔ بے ہوش ہو گیا ہے۔ ہسپتال لے جا رہے
"...... صدیقی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"یہ تو ثواب کا کام ہے"...... ان میں سے ایک نے کہا تو صدیقی
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ درویش کو نیچے موجود اپنی
ن کی عقبی سیٹ پر لٹا چکا تھا۔ ہوٹل کے ویٹر اور کئی لوگ ساتھ
ے تھے اور جب انہوں نے واقعی اس درویش کو بے ہوش دیکھا تو وہ
ب مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے واپس مڑ گئے۔ وہ سب صدیقی
ی خدا ترسی اور ہمدردی کی تعریف کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد نعمانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بھی آکر ویگن میں بیٹھ گیا اور صدیقی نے ویگن آگے بڑھا دی۔

"اس کے درویشی والے میک اپ کی وجہ سے آسانی ہو گئی ورنہ سے لے جانا مسئلہ بن جاتا"...... صدیقی نے کہا۔

"کسی جگہ ویگن روک دو۔ اس کی جعلی نمبر پلیٹ بھی بدل دو کیونکہ عالم خان کی لاش کسی بھی وقت دستیاب ہو سکتی ہے"۔ نع نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑا آگے جانے بعد اس نے ویگن کو سڑک سے اتار کر درختوں کے ایک جھنڈ میں جا کر روک دیا۔ نعمانی نیچے اترا۔ اس نے ویگن کے فرنٹ اور طرف موجود نمبر پلیٹیں اتاریں اور انہیں ویگن کے عقبی حصے میں کر وہاں سے دوسری پلیٹیں اٹھائیں اور انہیں فرنٹ اور عقبی طر فٹ کرنے کے بعد اس نے عقبی سیٹوں کے درمیان بے ہوش پڑ ہوئے درویش پر ایک چادر ڈال دی اور پھر فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھ صدیقی نے گاڑی موڑی اور اسے ایک بار پھر سڑک پر لے آکر آگے لے گیا۔

"اس نواب رضا کا کیا ہوا۔ تمہیں پتہ چلا ہے۔ عمران صاح چوہان اور خاور کے ساتھ وہاں گئے تھے"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں میری چوہان سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے وہاں ان سب بے ہوش کر کے پوری حویلی کی تفصیلی تلاشی لی ہے۔ لیکن کوئی ا کلیو نہیں ملا جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ نواب رضا کا تعلق منشیا گروپ سے ہے۔ ویسے عمران صاحب وہاں ایک انتہائی طاقتور



فون اور ٹیپ لگا آئے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ایک ہفتے بعد وہ ہ وہاں جائیں گے"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہیں اس ظفر خان کے بارے میں اطلاع کس نے دی تھی"۔ نی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"س استاد سعید سے معلوم ہوا تھا۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ استاد یہ جو بظاہر ایک عام ساویٹر ہے۔ دراصل منشیات کے ایک بڑے پ سے وابستہ ہے۔ چنانچہ میں اس کے گھر گیا۔ اس سے بات ئی۔ مجھے دراصل عمران صاحب کی ایک بات پسند آئی تھی کہ نے براہ راست پوچھ گچھ کے اگر ہم منشیات کے خریدار یا سپلائر بن کر ئیں تو لوگ جلدی اوپن ہو جاتے ہیں۔ سعید کے ساتھ بھی میں یہی کچھ کیا اور آخر کار وہ کھل گیا۔ اس نے استاد ظفر خان کا نام لیا کہ س وقت یہاں کا سب سے بڑا سپلائر ہے لیکن انتہائی خفیہ طریقے پر رتا ہے۔ پھر پچاس ہزار روپے لے کر اس نے ٹوکن مجھے دیا اور خان کے پاس بھیج دیا۔ میں نے رقم کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی نے لیا اور اب دیکھو عالم خان کے ساتھ بھی وہی گیم کھیلی گئی اس ے یہ درویش سامنے آگیا۔ ویسے میرا اب ذاتی خیال یہ ہو رہا ہے کہ ظفر خان ہی نواب بہادر کے نام سے کام کرتا ہے یا یہ بھی ہو سکتا کہ یہ اس کا خاص آدمی ہو"...... صدیقی نے جواب دیا اور نعمانی ثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ویگن ایک رہائشی کالونی میں

داخل ہوئی اور چند لمحوں بعد صدیقی نے ویگن ایک درمیانے کوٹھی کے گیٹ پر جا کر روک دی اور تین بار مخصوص انداز میں بجایا تو کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔

"پھاٹک کھولو ہاشم"...... صدیقی نے ویگن کی کھڑکی سے سر نکال کر کہا تو نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا اور چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور صدیقی ویگن اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک رنگ کی کار پہلے سے موجود تھی۔ ہاشم اس کوٹھی کا انچارج تھا۔

"چوہان آیا ہوا ہے"...... صدیقی نے سفید کار دیکھتے ہی کہا نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صدیقی نے ویگن جا کر کار کے قریب روکی ہی تھی کہ برآمدے میں چوہان اور خاور دونوں نظر آئے۔ نوجوان بھی پھاٹک بند کر کے واپس آگیا تھا۔

"نعمانی اس درویش کو ہاشم کے ذریعے اٹھوا کر نیچے تہہ خانے پہنچوا دو"...... صدیقی نے ویگن سے اتر کر برآمدے میں موجود چو اور خاور کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کس درویش کو لے آئے ہو"...... خاور نے حیران ہوتے ہو پوچھا۔

"اس منشیات کے دھندے میں نجانے کیسے کیسے بہروپیے ملو ہیں"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے شروع سے لے آخر تک ساری بات مختصر طور پر بتا دی۔ وہ باتیں کرتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بیئر رو نام تو سنا ہوا ہے"...... خاور نے کہا۔

آدمی تو وہ نواب بہادر ہے۔ اب نجانے یہی ظفر خان عرف نواب بہادر ہے یا یہ کوئی اور ہے"...... صدیقی نے کہا۔

لب بہادر اس دھندے کا مگرمچھ ہے صدیقی اور ایسے لوگ وغیرہ کے دھندے میں نہیں پڑا کرتے۔ جب کہ یہ ظفر خان مال کی سپلائی پر تیار ہو گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سپلائر ہے۔ نواب بہادر نہیں ہے"...... چوہان نے کہا۔

ن اس نواب بہادر تک پہنچنے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ تو ختیار کرنا ہی پڑے گا۔ عمران صاحب کیا کر رہے ہیں"۔ نے کہا۔

سرشار ہیں۔ ظاہر ہے کسی بڑے چکر میں ہی ہوں گے"۔ نے جواب دیا اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ تھوڑی دیر بعد بھی اس کمرے میں پہنچ گیا۔

میں نے اسے راڈز میں جکڑ دیا ہے"...... نعمانی نے کہا اور ٹھ کھڑا ہوا۔

تو پھر اس سے پوچھ گچھ ہی کر لیں شاید کوئی خاص کلیو مل ۔ صدیقی نے کہا اور باقی سب بھی کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر بعد خانے میں پہنچے تو وہاں کرسی میں درویش جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔

س کا میک اپ تو صاف کرو شاید کوئی جانی پہچانی شکل سامنے آ چوہان نے کہا تو صدیقی نے سر ہلا دیا اور ایک الماری کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری سے ایک جدید ساخت کا م
واشر نکالا اور پھر اس کا کنٹوپ اس بے ہوش درویش کے چہرے
کے گرد چڑھا کر اس نے اسے کلپ کرنا شروع کر دیا۔ کلپنگ
کے بعد اس نے واشر مشین کا بٹن آن کر دیا تو کنٹوپ میں سفی
کا دھواں سا بھرتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد صدیقی نے بٹن آف کیا
کنٹوپ کھولنا شروع کر دیا۔ اب درویش کے چہرے سے
داڑھی اور مونچھیں صاف ہو چکی تھیں بلکہ اس کے چہرے کے خ
اور رنگت بھی بدل گئی تھی وہ اب ایک کلین شیو نوجوان نظر آرہا

"یہ تو مقامی" ...... صدیقی نے کہا اور باقی سب نے اثبات
سر ہلا دیا۔ صدیقی نے جیب سے ایک شیشی نکالی۔ اس کا ڈھکن
اور شیشی اس نوجوان کی ناک سے لگا دی۔ چند لمحوں بعد اس نے
ہٹائی اور ڈھکن بند کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ اس کے
ہی اس نے الماری میں سے ایک کوڑا نکالا اور اسے لے کر وہ کرس
سامنے کسی جلاد کی طرح کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس نوجوان
کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پوری طرح شعور میں آتے ہی
نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ
وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔

"میک اپ تو تم نے اچھا کیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم
ٹائپ کے بدمعاش نہیں ہو۔ کوئی خاص چیز ہو" ...... صدیقی
کوڑے کو ہوا میں چٹخاتے ہوئے کہا۔



"مم۔ مم۔ میک اپ" ...... نوجوان نے چونک کر کہا۔

"ہاں یہ نیچے دیکھو میک اپ واشر پڑا ہوا ہے۔ اس سے
تمہارے چہرے کا میک اپ صاف کر دیا گیا ہے۔ کیا نام ہے تمہارا"۔
صدیقی نے کہا۔

"تم۔ تم کون ہو" ...... اس نوجوان نے جواب دینے کی بجائے
الٹا سوال کر دیا۔ لیکن دوسرے لمحے صدیقی کا بازو گھوما اور شڑاک کی
آواز کے ساتھ ہی کمرہ اس نوجوان کے حلق سے نکلنے والی تیز چیخ سے
گونج اٹھا۔

"اب اگر جواب دینے کی بجائے سوال کیا تو جسم کا ایک ایک ریشہ
علیحدہ کر دوں گا۔ کیا نام ہے تمہارا" ...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میرا نام راجو ہے" ...... نوجوان نے کراہتے ہوئے
جواب دیا۔

"بتاؤ ظفر خان یا استاد بیڈرو کون ہے۔ اس کا اڈہ کہاں ہے"۔
صدیقی نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ بلکہ کسی کو بھی نہیں معلوم" ...... راجو نے
نے جواب دیا لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر شڑاک کی آواز کے ساتھ
ہی کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

"بولو۔ جواب دو" ...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا اور پھر تو کمرہ
چیخوں اور کراہوں سے گونجنے لگا۔

"بب بب بتاتا ہوں بتاتا ہوں" ...... اچانک راجو نے ڈوبتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی ۔ ...
کا پورا جسم لہولہان ہو رہا تھا۔

"اسے پانی پلواؤ ہاشم" ........ صدیقی نے ایک طرف کھڑے ہو...
اس نوجوان سے کہا جس نے پھاٹک کھولا تھا اور وہ سر ہلاتا ہوا الما...
کی طرف مڑا اور اس نے الماری میں سے پانی کی ایک بوتل نکالی ۔ ...
کہ نعمانی نے آگے بڑھ کر راجو کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند...
دیا ۔ چند لمحوں بعد راجو ہوش میں آگیا ۔ تو ہاشم نے آگے بڑھ کر اس ...
منہ سے پانی کی بوتل لگا دی اور راجو اس طرح پانی پینے لگا جیسے پیاسا
اونٹ پانی پیتا ہے ۔ آدھی سے زیادہ بوتل جب اس کے حلق سے ...
اتر گئی تو نعمانی نے ہاشم کے ہاتھ سے بوتل لے کر باقی پانی اس کے
زخموں پر انڈیل دیا اور راجو کے حلق سے نکلنے والی کراہوں میں نمایاں
کمی آگئی ۔ اس کے مسخ شدہ چہرے پر ہلکی سی بشاشت کی لہر نمایاں تھی۔

"بولو ورنہ" ........ صدیقی نے کہا۔

"ظفر خان سوڈان ہوٹل کا منیجر ہے ۔ اس کا اصل نام جانباز خان
ہے" ........ راجو نے جواب دیا۔

"تم نے رقم کہاں جا کر دینی تھی" ........ صدیقی نے پوچھا۔

"جانباز کو ۔ میں اس کا خاص آدمی ہوں ۔ رقم میں ہی وصول کر...
ہوں مختلف بہروپ بھر کر" ........ راجو نے جواب دیا۔

"تم نے میک اپ کی ٹریننگ کہاں سے لی ہے" ........ صدیقی نے
کہا۔



"...میں فلم انڈسٹری میں میک اپ مین ہوں" ........ راجو نے جواب
...صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"...بتاؤ کہ کیا جانباز ہی نواب بہادر ہے" ........ اچانک چوہان نے
...سے پوچھا تو راجو بے اختیار چونک پڑا۔

"...نواب بہادر ۔ وہ ۔ وہ ۔ تو" ........ راجو کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"سنو راجو ۔ اگر تم سب کچھ سچ سچ بتا دو تو نہ صرف تمہیں آزاد کر دیا
...گا بلکہ تمہیں بھاری انعام بھی دیا جائے گا" ........ صدیقی نے کہا۔

"...آزادی کا مجھے کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ میرے جانباز تک نہ
...سے وہ سب جگہیں بدل گئے ہوں گے اور اب جیسے ہی میں باہر
...گا مجھے ہلاک کر دیا جائے گا ۔ اس لئے میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا
...لیکن پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو" ........ راجو نے کہا۔

"ہمارا تعلق فور سٹار سے ہے" ........ صدیقی نے کہا تو راجو اس
...چونکا جیسے اسے الیکٹرک کرنٹ لگا ہو۔

"...فف ۔ فور سٹار ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ اب میں سمجھ
........ راجو نے کہا۔

"کیا سمجھ گئے ہو" ........ صدیقی نے کہا۔

"سارے سپلائرز میں تمہارا نام دہشت بنا ہوا ہے ۔ ظفر خان اس
...بے مطمئن تھا کہ وہ کسی کے سامنے نہیں آتا ۔ ورنہ سب سپلائر انڈر
...ؤنڈ ہو چکے ہیں ۔ صرف تمہاری وجہ سے ویسے انہوں نے تمہاری
...تلاش کے لئے ایک پارٹی کی خدمات بھی حاصل کر لی ہیں اور اب وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سب اس انتظار میں ہیں کہ جیسے ہی تمہارا کلیو ملے وہ تم پر پڑیں"...... راجو نے جواب دیا۔

"کس پارٹی کی خدمات حاصل کی ہیں"...... صدیقی نے پوچھا

"گرین کارڈ نام ہے اس پارٹی کا۔ ابھی حال ہی میں ایکریمیا یہاں آئی ہے۔ بہت تیز کام کرتی ہے"...... راجو نے جواب دیا۔

"کون ہے اس کا سربراہ"...... صدیقی نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم شاید ظفر خان جانتا ہو"...... راجو نے جوا دیتے ہوئے کہا۔

"تم نواب بہادر کے بارے میں بتاتے بتاتے رک کیوں تھے"...... صدیقی نے کہا۔

"اس لئے کہ اس کا نام زبان پر آنے کا مطلب ہی دردناک مو ہوتا ہے"...... راجو نے جواب دیا۔

"کون ہے یہ نواب بہادر"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"ایک بار ظفر خان نے مجھے نشہ میں آؤٹ ہو کر بتایا تھا کہ کوئی لارڈ ہے اور بس۔ وہ صرف مال خرید کرتا ہے اور اس کے گروپ فروخت کرتے ہیں۔ تمام شمالی علاقوں میں نواب بہادر کے نام کا چلتا ہے"...... راجو نے جواب دیا۔

"ظفر خان جانتا ہے اسے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"یقیناً جانتا ہو گا کیونکہ نواب بہادر کا سب سے بڑا سپلائر وہ ہے"...... راجو نے جواب دیا۔



شم اس کی بینڈیج کر دو لیکن یہ ابھی اسی طرح رہے گا جب تک ہاتھ نہیں آجاتا"...... صدیقی نے ہاشم سے مخاطب ہو کر کہا ساتھیوں کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے وہ واپس دروازے کی ڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بار پھر اسی کمرے میں پہنچ گئے جہاں کر وہ تہہ خانے میں گئے تھے۔

ب دو پارٹیاں سامنے آئی ہیں۔ ایک تو یہ جانباز اور دوسری وہ رین کارڈ۔ اب ان دونوں کا سراغ لگانا ہے"...... صدیقی نے

ا خیال ہے۔ اگر یہ جانباز ہاتھ آجائے تو اس سے ہمیں بہت کچھ م ہو جائے گا"...... چوہان نے کہا۔

یکن یہ راجو تو کہہ رہا ہے کہ اب تک وہ غائب ہو چکا ہو گا"۔ ی نے کہا۔

ہاں غائب ہو گا۔ کہیں نہ کہیں تو مل ہی جائے گا"...... خاور ہا۔

ا خیال ہے کہ ہمیں وہاں کے کسی ویٹر کو اغوا کر کے اس سے ے خاص اڈے معلوم کرنے چاہئیں۔ ایسے آدمیوں کے کئی ہوتے ہیں"...... چوہان نے کہا۔

ے ایک منٹ میں ابھی معلوم کرتا ہوں"...... اچانک خاور ہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور ٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"راسٹن ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی
"یہاں ہیڈ ویٹر محمود ہے اس سے بات کراؤ میں خاور با
ہوں"...... خاور نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور خاور نے
میں سر ہلا دیا۔
"ہیلو محمود بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آوا
دی۔
"خاور بول رہا ہوں محمود"...... خاور نے سنجیدہ لہجے میں کہا
"اوہ خاور صاحب آپ ۔ خیریت ۔ کیسے فون کیا"......
طرف سے چونک کر کہا گیا۔
"چند معلومات چاہئیں ہوٹل لائن کیس ۔ تمہاری م
معاوضہ مل سکتا ہے"...... خاور نے کہا۔
"کس قسم کی معلومات"...... محمود نے چونک کر پوچھا۔
"تمہاری فیلڈ کی ہی ہیں ۔ اگر کہو تو آجاؤں وہاں تمہارے ہو
کیش ادائیگی ہو گی"...... خاور نے کہا۔
"ٹھیک ہے آجائیں"...... دوسری طرف سے ک
رسیور رکھ دیا۔
"یہ محمود مخبری کا دھندہ کرتا ہے ۔ اس سے ہمیں معلومات مل
ہیں"...... خاور نے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے ۔ ٹرائی ہر طرف کرنی چاہئے"...... چوہان نے کہا



"میرا خیال ہے کہ اگر اس محمود سے نواب بہادر، ظفر خان اور اس
پتہ کارڈ سے کسی کے بارے میں بھی معلومات مل جائیں تو ہمیں
منی ریڈ کرنا چاہئے"...... خاور نے کہا۔
"ٹھیک ہے ۔ تو آؤ چلیں ۔ ہاشم یہاں سنبھال لے گا"...... باقی
ب نے کہا اور پھر وہ سب کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"ہم نے جبار سے ملنا ہے"........ عمران نے کہا۔

"اوہ سیٹھ سے۔ وہ تو اوپر اپنے دفتر میں ہوں گے۔ ادھر بائیں طرف سیڑھیاں ہیں"........ نوجوان نے جواب دیا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ عمران جوانا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے کے دروازے پر موجود تھے۔ جس کے باہر ایک دبلا پتلا سا نوجوان کھڑا ہوا تھا۔

"سیٹھ جبار کا یہی کمرہ ہے"........ عمران نے اس دربان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں جناب"........ دربان نے بڑے مرعوب سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھول دیا اور عمران اور جوانا اندر داخل ہو گئے۔ ایک بڑی سی پرانی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر



نا ہوا تھا۔ شکل صورت اور جسمانی لحاظ سے وہ ٹھیٹھ کاروباری
ل رہا تھا۔

"فرمایئے"........ اس نے عمران اور جوانا کو اندر آتے دیکھ کر
کر پوچھا۔

"تمہارا نام سیٹھ جبار ہے"........ عمران نے کہا۔

"ہاں ہاں میں ہی سیٹھ جبار ہوں۔ حکم کیجئے"........ سیٹھ جبار نے
دیا۔

"تمہارے دو آدمی سلامت اور صاحب علی کہاں ہیں"........ عمران
یا تو سیٹھ اس بری طرح اچھلا جیسے کرسی میں اچانک کرنٹ آگیا

"کیا۔ کیا۔ کون۔ کون"........ اس نے ایک جھٹکے سے اٹھتے
کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا میز کے اوپر سے
کر سائیڈ میں پڑی کرسیوں پر جا پڑا اور پھر گھوم کر نیچے فرش پر گر

"کہاں ہیں وہ دونوں"........ عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر
موڑتے ہوئے کہا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا سیٹھ جبار یکلخت
بری طرح تڑپنے لگا جیسے اس کے جسم کے ایک ایک ریشے میں برقی
دوڑنے لگ گیا ہو۔ لیکن پھر اس کا جسم بے جان ہوتا چلا گیا۔
کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ چہرہ مسخ ہوتا چلا گیا۔

"بولو کہاں ہیں وہ دونوں"........ عمران نے پیر واپس موڑتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہوئے کہا تو سیٹھ جبار کا رکتا ہوا سانس بحال ہونے لگ گیا۔

"بولو ورنہ"........ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔وہ نگرانی کر رہے ہیں۔علی عمران کی"........ سیٹھ نے رک رک کر کہا۔

"کس نے تمہیں یہ کام دیا ہے"........ عمران نے پوچھا۔

"گر۔گر۔گرین کارڈ نے۔گرین کارڈ نے"........ جبار نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران یہ نام سن کر چونک پڑا۔

"کون ہے گرین کارڈ پوری تفصیل بتاؤ"........ عمران نے

"م۔م مجھے نہیں معلوم۔استاد جبرو کو معلوم ہوگا۔اس نے کام دیا تھا کہ یہ گرین کارڈ کا کام ہے۔ایک آدمی علی عمران کنگ رہتا ہے۔اس کی نگرانی کرنی ہے۔اس کا فون ٹیپ کرنا ہے" نے کہا۔

"تم کب سے یہ کام کر رہے ہو"...... عمران نے ہونٹ ہوئے پوچھا۔

"کافی عرصے سے کرتا ہوں۔ہوٹل کے علاوہ میرا ہے"...... جبار نے کہا۔

"یہ استاد جبرو کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"بڑے محلے کا دادا ہے۔وہاں اس کا اڈہ ہے۔خفیہ جوا شراب خانہ ہے"...... سیٹھ جبار نے جواب دیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔پوری"...... عمران نے پیر کو موڑتے



نے کہا۔لیکن اس سے پہلے کہ سیٹھ جبار کوئی جواب دیتا۔اچانک دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے ایک مشین گن کی نال نظر آئی۔لیکن اسی دروازے کی سائیڈ پر کھڑے ہوئے جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کی نال پر ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے ایک دبلا پتلا آدمی چیختا اچھل کر اندر ایک دھماکے سے آ گرا۔جوانا نے مشین گن کی نال پکڑ کر اسے اس انداز میں جھٹکا دیا تھا کہ وہ آدمی ہائی جمپ کے انداز میں اچھلتا ہوا اندر آ گرا تھا۔جب کہ مشین گن جوانا کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔جوانا نے لات مار کر دروازہ بند کر دیا تھا۔اس آدمی نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران کی لات حرکت میں آئی اور وہ چیختا ہوا فضا میں ایک بار پھر اچھلا اور پھر ساکت ہو گیا جب کہ فرش پر پڑا ہوا سیٹھ جبار شہ رگ کچلنے کی وجہ سے اس دوران ہلاک ہو چکا تھا۔اس آدمی کے اچانک دروازہ کھولنے اور جوانا کے اسے اچھالنے کی وجہ سے عمران کی توجہ اس طرف ہو گئی تھی اور لاشعوری طور پر سیٹھ جبار کی شہ رگ کچلی گئی تھی۔

"دروازہ اندر سے لاک کر دو جوانا"...... عمران نے کہا اور جھک کر اس دبلے پتلے آدمی کو اٹھایا اور اسے ایک طرف رکھے ہوئے صوفے پر بٹھا کر اس نے ایک ہاتھ سے اس کا سر تھاما اور دوسرا ہاتھ اس نے اس کی ناک اور منہ پر رکھ کر اسے دبا دیا۔چند لمحوں بعد ہی اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو عمران نے دونوں ہاتھ ہٹائے اور پھر ایک جھٹکے سے اس آدمی کا کوٹ اس کی پشت پر کافی نیچے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کر کے اسے کوٹ کڑی میں لاک کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی اس آدمی نے ہلکی سی چیخ مار کر آنکھیں کھول دیں۔

"کون ہو تم" ...... عمران نے اس کی گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے انگوٹھے کو اس کی گردن کے ایک مخصوص حصے پر رکھ کر آہستہ سے دبا دیا۔

"مجھے چھوڑ دو۔ چھوڑ دو" ........ انگوٹھے کے دباؤ کی وجہ سے آدمی نے پچھلی سے بھی زیادہ تیز انداز میں تڑپتے ہوئے کہا۔

"بولو کون ہو تم" ...... عمران کی غراہٹ اور بڑھ گئی۔

"شش شش شانو۔ مم۔ مم۔ میرا نام شانو ہے" ...... اس کے حلق سے رک رک کر نکلا۔

"تم نے یہ حرکت کیوں کی۔ پوری تفصیل بتاؤ ورنہ ایک لمحے میں شہ رگ کچل دوں گا" ...... عمران نے انگوٹھے کے دباؤ کو ذرا سا کم کرتے ہوئے کہا۔

"بب بب بتاتا ہوں۔ میری گردن چھوڑ دو میں سب کچھ بتاتا ہوں۔ اس عذاب سے نکالو مجھے" ...... اس آدمی نے کہا تو عمران نے ہاتھ ہٹا لیا اور اس آدمی کا چہرہ تیزی سے بحال ہونے لگ گیا۔

"سب کچھ بتا دو تو میں تمہیں زندہ بھی چھوڑ سکتا ہوں" ۔ عمران نے کہا۔

"پہلے وعدہ کرو کہ مجھے زندہ جانے دو گے۔ میں تمہیں وہ کچھ بھی بتا سکتا ہوں جو شاید سیٹھ جبار اور استاد جبرو کو بھی معلوم نہ ہو گا" ۔۔۔



کہا تو عمران نے وعدہ کر لیا۔

"میرا نام شانو ہے اور میں استاد جبرو کا خاص آدمی ہوں۔ استاد جبرو نے مجھے یہاں اس لئے تعینات کیا ہوا ہے کہ میں سیٹھ جبار کی نگرانی کروں اور اگر سیٹھ جبار استاد جبرو کے خلاف کوئی سازش کرے تو میں اطلاع دوں۔ یہاں ایک ایسا کمرہ ہے جس میں ایسے آلات لگے ہوئے ہیں کہ یہاں ہونے والی تمام کارروائی وہاں ایک سکرین پر نظر آتی ہے اور آواز بھی سنی جا سکتی ہے۔ میں اس کمرے میں ہوتا ہوں۔ جب تم یہاں آئے تو میں چونک پڑا کیونکہ میں تمہیں پہچانتا ہوں تم ... کے ساتھی ہو اور تمہارا نام علی عمران ہے اور جب تم نے سیٹھ جبار سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی اور سیٹھ جبار نے استاد کا بتایا تو میں نے تم سمیت سیٹھ جبار کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ مجھے معلوم تھا کہ سیٹھ جبار سے معلومات ملنے کے بعد تم استاد کے پیچھے دوڑو گے۔ میں مشین گن لے کر ایک خفیہ راستے سے پہنچا۔ دروازہ اندر سے لاک نہ تھا۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ میں دروازہ کھول کر فوراً فائرنگ شروع کر دوں گا۔ اس طرح تم لوگوں کے سمجھنے سے پہلے ہی تمہارا خاتمہ کر دوں گا۔ لیکن تمہارا یہ دیو میری توقع سے زیادہ ہوشیار تیز اور طاقتور نکلا۔ بہرحال اس کے بعد کی صورت حال کا تو تمہیں علم ہے" ...... شانو نے تفصیل بتاتے ہوئے

"لیکن تم نے تو کہا تھا کہ تم مجھے وہ کچھ بتاؤ گے جس کا علم سیٹھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



جبار کو بھی نہیں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
"وہی بتا رہا ہوں۔ استاد جبرو دراصل خفیہ پولیس میں کام کرتا
پھر ایک غبن کے سلسلے میں اسے نکال دیا گیا تو اس نے ایک اور
کے ساتھ مل کر داداگیری شروع کر دی بڑے محلے میں اس آدمی کا
تھا۔ استاد جبرو کا تعلق چونکہ خفیہ پولیس سے رہا تھا۔ اس لئے استاد
نے اس اڈے کے کاروبار کے ساتھ ساتھ بدمعاشوں کے بارے
معلومات اکٹھی کر لیں اور انہیں ایک دوسرے کو بھاری معاوضہ
فروخت کرنے کا کام شروع کر دیا۔ اس طرح اس نے آہستہ آ
ایک بڑی تنظیم بنا لی۔ سیٹھ جبار بھی اس تنظیم کا رکن تھا۔ پھ
جبرو کا ساتھی ایک جھگڑے میں مارا گیا تو استاد جبرو نے اڈے
قبضہ کر لیا۔ اس طرح اس کی دو حیثیتیں ہو گئیں۔ پھر ایک نئ
یہاں آ گئی۔ اس کا کام بھی مخبری تھا۔ یہ دو میاں بیوی ہیں۔ دو
بے حد چالاک ہوشیار اور عیار لوگ ہیں۔ مرد کا نام ارباب۔
عورت کا نام یلی۔ یہ دونوں الپائن ہوٹل کے ساتھ واقع الپائن
میں رہتے ہیں۔ یہ ایکریمیا میں مخبری کا دھندہ کرتے تھے پھر یہاں
یہاں بھی انہوں نے مخبری کا دھندہ شروع کر دیا تو ان کا ٹکراؤ استا
کی تنظیم سے ہو گیا۔ دونوں کے درمیان بڑی خوفناک لڑائی ہو
استاد جبرو اس ارباب کے مقابلے میں شکست کھا گیا۔ وہ ارباب ا
خوفناک لڑاکا ہے۔ سنا ہے کہ ایکریمیا کے بڑے بڑے ماہر لڑاکا
نام سن کر دہشت کھا جاتے ہیں۔ پھر وہ بڑا آدمی بھی ہے۔ اس نے



وہ کو شکست دے کر بڑے آدمی ہونے کا یہ ثبوت دیا کہ اس
سے دوستی کر لی اور پھر ان دونوں کے درمیان ایک معاہدہ
لیا کہ شہر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ مال روڈ درمیان
سمجھی گئی۔ اب مشرقی حصہ استاد جبرو نے اور مغربی حصہ
نے رکھ لیا اور یہ طے پایا کہ مشرقی حصے میں استاد جبرو کی تنظیم
گی اور مغربی حصے میں ارباب کی۔ جس کا نام گرین کارڈ ہے
استاد جبرو کو مغربی حصے میں کسی کی نگرانی کرانی ہو گی تو وہ
ڈ کو معاوضہ دے کر یہ کام کرے گا۔ معلومات حاصل کرنی
تو معاوضہ دے کر خریدے گا۔ اسی طرح مشرقی حصے میں اگر
ڈ نگرانی کرائے گا تو استاد جبرو کو معاوضہ دے کر کرائے گا اور
کے بارے میں معلومات وہ استاد جبرو کو معاوضہ دے کر
گا۔ اس معاہدے پر گزشتہ چھ ماہ سے کام ہو رہا ہے۔ تمہارا
استاد جبرو کے علاقے میں ہے اور ارباب تمہاری نگرانی کرانا
چنانچہ اس نے استاد جبرو کو یہ کام دے دیا اور استاد جبرو نے
سیٹھ جبار کے ذمے لگا دیا۔ کیونکہ سیٹھ جبار کے دونوں آدمی
سلامت اس پورے علاقے میں سب سے کامیاب مخبر سمجھے
۔ کیونکہ ان کا تعلق پولیس سے رہا ہے۔ بس یہ ہے ساری
یہ باتیں سیٹھ جبار بھی نہیں جانتا تھا۔ اسے بھی سیٹھ جبرو نے
تھا اور اس نے کام شروع کر دیا تھا"...... شانو نے پوری
بتاتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"یہ ارباب کس کے کہنے پر میری نگرانی کرا رہا ہے"......
نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں تو استاد جبرو کا ساتھی ہوں۔
نے جواب دیا۔

"اس ارباب کا حلیہ کیا ہے اور الپائن کلب کے کس کمرے
رہتا ہے"........ عمران نے پوچھا تو شانو نے اسے حلیہ بتا دیا
ی کمرہ نمبر بھی۔

"اور اب تم جا کر اپنے استاد جبرو کو سب کچھ بتاؤ گے اور و
میرے پیچھے آدمی لگا دے گا کیوں"...... عمران نے شانو سے کہا

"نہیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے کچھ نہیں بتاؤں گا۔
کہہ دوں گا کہ میں کھانا کھانے گیا اور بعد میں آیا تو سیٹھ جبار
وہ مجھ پر بے حد بھروسہ کرتا ہے۔ اس لئے وہ میری بات بے
تسلیم کر لے گا"........ شانو نے کہا۔

"او کے۔ پھر تمہیں زندہ چھوڑا جا سکتا ہے"...... عمران نے
آگے بڑھ کر اس نے اس کا کوٹ ایک جھٹکے سے اوپر کیا اور
کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوانا کے ساتھ اس ہوٹل
چکا تھا۔

"اب کیا پروگرام ہے ماسٹر۔ اس ارباب سے پوچھ گچھ کر
اس استاد جبرو کی گردن توڑنی ہے"........ جوانا نے کار میں بیٹھ
کہا۔



فی الحال تم مجھے میرے فلیٹ پر ڈراپ کر دو۔ میں ٹائیگر کو اس
پیچھے لگا دوں گا۔ پھر اس کے بارے میں معلومات ملیں گی کہ وہ کس
کہنے پر میری نگرانی کرا رہا تھا"...... عمران نے کہا اور جوانا نے
ت میں سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ارباب اپنے کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی اٹھی ۔ ارباب نے جس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی چونک کر کتاب ایک طرف رکھی اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"بغیر مال و اسباب کے ارباب بول رہا ہوں"....... ارباب بڑے شگفتہ لہجے میں کہا۔

"جبرو بول رہا ہوں ارباب"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی تو ارباب بے اختیار چونک پڑا۔

"الجبرے کے کسی قاعدے سے تمہارا تعلق ہے"۔ ارباب مسکراتے ہوئے کہا۔

"مذاق بند کرو ارباب حالات انتہائی سنگین ہو چکے ہیں ۔ سیٹھ جو مارا گیا ہے ۔ اس کے دونوں آدمی جو اس علی عمران کی نگرانی کر رہے تھے دونوں غائب ہو چکے ہیں اور اس علی عمران کو میرے نام اور اڈے



متعلق بھی معلومات مل چکی ہیں"...... جبرو نے تیز لہجے میں کہا۔

تو پھر کیا ہوا جو غائب ہو چکے ہیں ۔ ان کے بارے میں اخبار میں ۔ گمشدگی چھپوا دو ۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اعلان کرا دو ۔ سیٹھ ۔ مزار بنوا کر اس پر قوالی کرنے کا بندوبست کر دو ۔ اس میں اتنا ۔ ہونے کی کیا ضرورت ہے"...... ارباب نے اسی طرح مطمئن ۔ میں کہا۔

"سنو ارباب میں نے یہ فون اس لئے کیا ہے کہ میں اب اس علی ۔ ن مزید نگرانی نہیں کر سکتا ۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے ۔ مجھے ۔ س کے بارے میں معلومات نہیں تھیں ۔ لیکن اب معلومات مل ۔ ہیں اور میں فوری طور پر ملک سے باہر جا رہا ہوں ۔ ورنہ وہ کسی ۔ ی طرح میری گردن کسی بھی لمحے مروڑ ڈالے گا"...... جبرو نے

ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے ارے اتنا خوفزدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے ۔ اصل میں ۔ ے ساتھ ہونے والے معاہدے کی وجہ سے میں مجبور ہو گیا تھا ۔ میں جانتا تھا کہ جو شخص سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے ۔ اس ۔ خلاف تمہارے یہ گھٹیا درجے کے مخبر کچھ نہ کر سکیں گے ۔ لیکن ۔ معاہدہ میں نے خود کیا تھا اس لئے میں اس معاہدے کی خلاف ۔ نہیں کرنا چاہتا تھا"...... ارباب نے اس بار قدرے تلخ لہجے ۔ کہا۔

"سنو ارباب تم درست کہتے ہو ۔ آج سے میں خود یہ معاہدہ ختم کرتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہوں ۔ تم جو چاہے جہاں جی چاہے کرتے رہو ۔ لیکن یہ بتا دوں کہ عمران تک تمہارا نام پہنچ چکا ہے" ...... جبرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر تم خود معاہدہ ختم کرتے ہو تو ٹھیک ہے۔ میرا وعدہ کہ تمہارے معاملات میں میرے آدمی دخل نہ دیا کریں لیکن تم نے جو کچھ کہا ہے اس کی تفصیل بھی بتا دو" ...... کہا۔

"بے حد شکریہ ۔ تم واقعی بڑے آدمی ہو ۔ میں تمہیں مختصراً بتا دیتا ہوں ۔ تمہارے کہنے پر میں نے اس علی عمران کی نگرانی سیٹھ جبار کے ذمے لگا دیا تھا ۔ اس نے اپنے دو بہترین آدمی اس کے پیچھے لگا دیئے ۔ لیکن پھر وہ دونوں اچانک غائب ہو گئے اور عمران اپنے ایک حبشی دیو کے ساتھ سیٹھ جبار کے دفتر پہنچ گیا ۔ میرا آدمی اس کی مستقل نگرانی کرتا رہتا تھا ۔ اس نے انہیں ختم کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا ۔ الٹا انہوں نے شانو سے کچھ دریافت کر لیا ۔ شانو چونکہ میرا خاص آدمی تھا اس لئے اس نے عمران کو میرے تمہارے درمیان جھگڑے اور بعد میں معاہدے کی ساری باتیں بتا دیں اور تمہارا حلیہ اور تمہارے رہائش گاہ کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی ۔ عمران نے اسے چھوڑ دیا تو وہ میرے پاس آیا۔ میں اس کی باتوں سے کھٹک گیا ۔ چنانچہ میں نے اس سے آخر کار کچھ اگلوا لیا ۔ وہ عمران کو بھی جانتا ہے ۔ زیر زمین دنیا میں ایک اعلیٰ درجے کا بدمعاش ہے ٹائیگر یہ عمران اس کا دوست ہے ۔ بہرحال



شانو کو تو اسی وقت ختم کر دیا اور اب تمہیں فون کر رہا ہوں اور معاملات کو تم جس طرح چاہو سنبھال لو ۔ میں اس وقت تک ملک سے باہر رہوں گا جب تک یہ سارا مسئلہ ختم نہیں ہو جاتا" ۔ جبرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ارباب نے ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا ۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

"کاشو بول رہا ہوں" ...... ایک بھرائی ہوئی سی آواز سنائی دی ۔

"ارباب بول رہا ہوں ۔ الپائن کلب سے" ...... ارباب نے کہا۔

"اوہ ارباب صاحب ۔ آپ کے فون کا تو مجھے شدت سے انتظار تھا ۔ ایک ہفتہ گزرنے میں صرف دو روز باقی رہ گئے ہیں اور چیف باس کا کہنا تھا کہ انہیں ایک ہفتے کے اندر اس فور سٹار کے بارے میں معلومات ملنی چاہئیں" ........... دوسری طرف سے کاشو کی تیز آواز سنائی دی ۔

"میں نے تمہیں ہفتے کا حساب بھی سمجھایا تھا ۔ کیا وہ حساب بھول گئے ہو تم" ...... ارباب نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن چیف باس ان معاملات میں بے حد سخت ہیں" ...... کاشو نے جواب دیا۔

"کتنے سخت ہیں ۔ زیادہ سے زیادہ پتھر کے بنے ہوئے ہوں گے لیکن آج کل تو ایسے کیمیکلز آ گئے ہیں کہ پتھر کو بھی گلا کر رکھ دیتے ہیں" ۔ ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں چیف باس کے بارے میں کوئی بات نہیں کر سکتا۔ آپ بتائیں کیسے فون کیا ہے"...... کاشو نے کہا۔

"فور سٹار کے لیڈر کا تو میں نے پتہ چلا لیا ہے۔ کیا اس سے کام چل جائے گا"...... ارباب نے کہا۔

"کون ہے لیڈر"...... کاشو نے چونک کر پوچھا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمان کا اکلوتا... سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا گہرا دوست... سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کرتا ہے۔ بظاہر احمق سا۔ معصوم نوجوان ہے۔ مزاحیہ باتیں کرنے میں مشہور ہے۔ اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ بھی کہلاتا ہے۔ اس کے ساتھیوں میں دو دیو ہیکل حبشی بھی ہیں جن میں سے ایک کا نام جوانا ہے اور یہ جوانا کسی زمانے میں ایکریمیا کی مشہور پیشہ ور قاتل تنظیم ماسٹر کلرز کا رکن بھی رہا ہے۔ اتنی معلومات کافی ہیں یا مزید بتاؤں"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن باقی فور سٹار کون ہیں"...... کاشو نے کہا۔

"فی الحال تو ایک سٹار کے بارے میں معلومات ملی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تم لوگ اسی پر گزارہ کر لو تو بہتر ہے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ دوسرے سٹارز کا تعلق بھی یقیناً سیکرٹ سروس سے ہی ہوگا"...... ارباب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن سیکرٹ سروس نے اس سے پہلے تو کبھی ہمارے دھندے...

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



...معلوم نہیں کہ اس بار ایسا کیوں ہوا ہے۔ بہرحال میں چیف باس سے بات کر کے آپ کو پھر فون کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ارباب نے رسیور رکھ کر ایک بار پھر کتاب اٹھا لی۔ لیلیٰ کسی سہیلی کی سالگرہ میں گئی ہوئی تھی اس لئے ارباب اطمینان سے مطالعے میں مصروف تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ارباب نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"ارباب بول رہا ہوں"...... ارباب نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

"کاشو بول رہا ہوں چیف باس آپ سے براہ راست بات کرنا چاہتے ہیں۔ بات کریں"...... دوسری طرف سے کاشو کی آواز سنائی دی اور ارباب چونک کر سیدھا ہو گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کاشو کا چیف باس پاکیشیا میں منشیات کا بہت بڑا آدمی سمجھا جاتا ہے۔

"ہیلو نواب بہادر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں ارباب بول رہا ہوں نواب صاحب"...... ارباب نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"ارباب مجھے کاشو نے ابھی اس عمران کے بارے میں رپورٹ دی ہے۔ تم نے اسے بتایا ہے کہ وہ پرنس آف ڈھمپ کا روپ بھی دھار لیتا ہے۔ کیا یہ سچ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"جی ہاں یہ سچ ہے" ...... ارباب نے جواب دیا۔

"گذشتہ دنوں نواب رضا سے بھی ایک پرنس آف ڈھمپ اپ
حبشی دیو ہیکل ساتھیوں اور دو مقامی آدمیوں کے ساتھ ملنے آیا
اس کی بیٹی کے رشتے کے لئے آیا تھا۔ نواب رضا ہماری مرضی کے
کوئی کام نہیں کیا کرتا۔ اس کو یہ رشتہ پسند آیا تھا۔ اس لئے اس
ہم سے کہا تھا کہ ہم اس پرنس آف ڈھمپ کے بارے میں تفصیل
معلوم کریں۔ اس نے بتایا تھا کہ یہ ریاست کوہ ہمالیہ کے دامن
کوئی آزاد ریاست ہے۔ اس پرنس نے نواب رضا کو اقوام متحدہ
طرف سے جاری کردہ دستاویزات بھی دکھائی تھیں اور اپنی ڈگریاں
جن کے مطابق اس نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے سائنس میں ڈاکٹر
کی ہوئی ہے۔ میں نے اپنے ذرائع استعمال کیے۔ لیکن مجھے کہیں
اس ریاست اور اس پرنس کے بارے میں کوئی اطلاع نہ مل سکی۔
کہ میں نے پاکیشیا کے اعلیٰ ترین حکام سے بھی معلومات حاصل
لیکن اسے کوئی بھی نہ جانتا تھا۔ اب کاشو نے پہلی بار اس کا نام لیا
تو یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ دراصل کون ہے۔ لیکن اب میں سوچ
رہا ہوں کہ وہ نواب رضا کے پاس کیوں گیا ہو گا" ...... نواب بہادر
نے کہا۔

"اس رپورٹ کے ملنے کے بعد بھی آپ نہیں سمجھ سکے نواب
صاحب وہ لامحالہ آپ کو تلاش کر رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اسی
تلاش میں نواب رضا کے پاس پہنچا ہو۔ وہ سیکرٹ سروس کے لئے



ہے۔ اس لئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں ہے کہ وہ ایسے
اکٹھے کر لے" ...... ارباب نے جواب دیا۔

"لیکن اس نے نواب رضا سے اس بارے میں تو کوئی بات نہیں
کی" ...... نواب بہادر نے جواب دیا۔

"نواب صاحب ہو سکتا ہے کہ اس نے نواب رضا کی کوٹھی میں
کوئی ایسا سائنسی آلہ لگا دیا ہو۔ جس سے آپ کی اور نواب رضا کے
درمیان ہونے والی گفتگو اس تک پہنچ گئی ہو۔ اس طرح اسے معلوم
ہو جائے گا کہ نواب رضا کا تعلق آپ سے ہے۔ اب یہ آپ کو پتہ ہو گا
کہ نواب رضا آپ کے بارے میں کتنا جانتے ہیں" ...... ارباب نے
کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ اچھا میری بات سنو کیا تم اس
عمران کا خاتمہ کر سکتے ہو۔ معاوضے کی فکر مت کرو جو تم کہو گے وہی
ملے گا" ...... نواب بہادر نے کہا۔

"سوری نواب صاحب میں صرف مخبری کا دھندہ کرتا ہوں۔ یہ
قتل و غارت میری فیلڈ سے باہر کی چیزیں ہیں" ...... ارباب نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں اس کا کوئی اور بندوبست کرتا ہوں" ...... نواب
بہادر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ارباب نے رسیور
رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"میرا نام ارباب ہے رباب نہیں ہے کہ مسلسل بجتا ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



رہوں"..... ارباب نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کاشو بول رہا ہوں آپ نے علی عمران کا پتہ دوسری تفص
بتائی ہی نہیں"..... دوسری طرف سے کاشو نے کہا۔

"تو تمہارے چیف باس نے اس عمران کے خاتمے کا مشن تمہا
ذمے لگا دیا ہے شاید"..... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ اس بات کو چھوڑیں۔ یہ ہمارا کام ہے..... آپ اس
بارے میں تفصیلات بتائیں"..... اس بار کاشو نے قدرے تخت
میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جو جی چاہے کرتے رہو۔ تفصیلات سن لو۔ نا
عمران والد کا نام سر عبدالرحمن۔ رہائش فلیٹ نمبر دو سو کنگ
فلیٹ میں ایک باورچی کے ساتھ رہتا ہے"..... ارباب نے تفص
بتانی شروع کر دی۔

"اس کا حلیہ"..... کاشو نے پوچھا تو ارباب نے پال کی زبان
سنا ہوا حلیہ دوہرا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کا کام ختم ہو گیا۔ اب ہم جانیں اور
عمران"..... دوسری طرف سے کاشو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی را
ختم ہو گیا اور ارباب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا
اسی لمحے دروازہ کھلا اور لیلیٰ اندر داخل ہوئی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں۔ ڈاکٹر کو بلایا ہے یا نہیں"..... لیلیٰ نے
داخل ہوتے ہی چونک کر ارباب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔



کٹر کی تو اب ضرورت پڑے گی سویٹ وائف"..... ارباب
راتے ہوئے جواب دیا۔

ذرا اپنی گردن تو دکھاؤ نشان لازماً ہوں گے"..... لیلیٰ نے
چباتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھی۔

و کھاؤ کا لفظ غلط بول گئی ہو۔ یہاں دباؤ کا لفظ استعمال ہوتا
ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن لیلیٰ نے واقعی اس کا سر
س کی گردن کو کرسی کے چاروں طرف گھوم کر دیکھنا شروع کر

ارے ارے وہی گردن ہے جو نکاح کے وقت تھی۔ قسم لے لو جو
ے تبدیل کرائی ہو"..... ارباب نے کہا۔

دانتوں کے نشانات تو نظر نہیں آرہے لیکن پھر تمہارے جسم کا
کہاں گیا"..... لیلیٰ نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

خون کہاں گیا۔ کیا مطلب"..... ارباب نے واقعی حیرت
لہجے میں پوچھا۔

جب میں تمہیں چھوڑ کر گئی تھی تو تمہارے چہرے پر خون کی
یں موجود تھیں لیکن اب تمہارا چہرہ ایسے لگ رہا ہے جیسے کوئی
مجسمے کا چہرہ ہو۔ خون نام کی کوئی چیز ہی نظر نہیں آرہی۔ میں نے
کھڑکی کھلی ہوئی ہے شاید کوئی ڈریکولا تمہارا خون پی گیا ہے۔ لیکن
کے دانتوں کے نشانات تو ہونے چاہئیں تھے۔ ہمیشہ ہوتے
لیلیٰ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ارباب بے اختیار ہنس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



پڑا۔

"پتہ نہیں عورتیں کیوں ماضی میں زندہ رہتی ہیں۔ سویٹ
یہ ڈریکولا ماضی کا کردار تھا اور اسے خون پینے کے لئے دوسرا
گردنوں پر دانت گاڑنے پڑتے تھے۔ اب تو جدید دور ہے۔ بس
کے دو بول پڑھے اور دولہا بیچارے کے جسم کا خون خوف کے
خشک"...... ارباب نے کہا۔

"اچھا تو میری عدم موجودگی میں یہ نیا گل کھلایا ہے تم نے
نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"گل کھلایا ہے۔ کمال ہے۔ گل جب موجود ہی نہ ہو گا تو
کھلایا جائے گا اور تم ہو کہ یہی کہتی ہو کہ ابھی گل کی ضرورت نہیں
بڑی عمر پڑی ہے گل کھلانے کی۔ حالانکہ میں نے تو کئی بار کہا ہے
چار گل کھلنے ہی چاہئیں ہمارے باغ میں"...... ارباب
مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس۔ یہ بتاؤ کہ تم بور کیوں نظر آ رہے ہو۔ ا
تمہیں چھوڑ کر گئی تھی۔ اب تمہارے چہرے پر بارہ بج رہے ہیں
نے فوراً ہی موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس نواب بہادر والا مشن مکمل کر دیا ہے۔ لیکن ا
میں پہلی بار مشن مکمل کرنے میں لطف نہیں آیا۔ اس لئے بور
تھا"...... ارباب نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو لیلیٰ بے اختیار
پڑی۔



مکمل کر دیا ہے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں۔ کیا وہ فور سٹار
ہو گیا ہے"...... لیلیٰ نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی حیرت
لہجے میں کہا اور ارباب نے اسے استاد جبرو کے فون آنے سے لے
نواب بہادر اور پھر کاشو کے فون تک ساری تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے در حقیقت اس مشن سے جان
ی ہے۔ کیوں"...... لیلیٰ نے غصے سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں

"مجھے دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرتے ہوئے
نہیں لگ رہا تھا۔ پاکیشیا ہمارا وطن ہے اور اپنے وطن کی سیکرٹ
س کو ٹریس کر کے لوگوں کے سامنے اوپن کرنے کا مطلب میری
کے مطابق ملک و قوم سے غداری ہے۔ اس لئے میں نے دانستہ
مشن سے ہاتھ اٹھا لیا ہے"...... ارباب نے کہا۔

"اور ان منشیات فروشوں کے لئے کام کرنا یہ ملک وقوم سے
ری ہے"...... لیلیٰ نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم نہ منشیات کی سرپرستی کرتے ہیں نہ ان سے تعاون۔ ہم تو
ف ادھر کی معلومات ادھر فروخت کرتے ہیں اور ادھر کی ادھر۔ اس
ئے ہمارا دامن صاف ہے"...... ارباب نے جواب دیا۔

"لیکن تمہیں یقین ہے۔ کہ فور سٹار سیکرٹ سروس کا ہی گروپ
ہے۔ ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو"...... لیلیٰ نے چند لمحے خاموش رہنے کے
کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے ۔ کہ ایسا ہی ہے"......... ا... نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ اگر تمہاری چھٹی حس کہہ رہی ہے تو ٹھیک ... لیکن پھر اس بات کا افسوس کیسا ۔ اٹھو چلیں کسی اچھے سے ہوٹل ... کھانا کھا آئیں"...... لیلیٰ نے کہا۔

"کیوں کیا تمہاری سہیلی نے تمہیں کھانا بھی نہیں کھلوا..." ارباب نے چونک کر کہا۔

"وہ تو کہتی رہی ۔ لیکن مجھ سے کھایا ہی نہیں گیا تمہارے ..." لیلیٰ نے کہا۔

"اچھا یعنی میں تمہارے لئے چورن کی حیثیت رکھتا ہوں کہ م... بغیر تم کھانا ہی نہیں کھا سکتیں"...... ارباب نے ہنستے ہوئے ... لیلیٰ بھی بے اختیار ہنس پڑی ۔

"اب اٹھو مجھے شدید بھوک لگی ہوئی ہے"...... لیلیٰ نے کہا ... ارباب ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں نے سمجھا تھا کہ آج اطمینان سے کتاب پڑھوں گا ۔ لیکن ا... چوتھائی بھی نہیں پڑھی جا سکی"...... ارباب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"زندگی سب سے دلچسپ کتاب ہے ۔ اسے پڑھا کرو یہ کتابیں ... خون پیتی ہیں"...... لیلیٰ نے ہنستے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف ... گئی ۔ تھوڑی دیر بعد وہ شیرٹن ہوٹل کے ڈرائننگ ہال میں بیٹھے ... کھانے میں مصروف تھے کہ اچانک ایک ویٹران کے قریب آیا ۔ اس...



...ھ میں کارڈلیس فون پیس تھا۔

"...آپ کا نام ارباب ہے جناب آپ کی کال ہے"...... ویٹر نے ...ب لہجے میں کہا۔

"...میری کال"...... ارباب نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور پھر سر ...تے ہوئے اس نے فون لے کر کان سے لگالیا۔

"...رباب بول رہا ہوں"......... ارباب نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"...رباب بولا نہیں کرتے ۔ بجا کرتے ہیں اور اس وقت تو کیا ہی خوب ...یں جب بجانے والی محترمہ کی انگلیوں پر مضراب چڑھانے کی ...ت ہی نہ رہے"...... دوسری طرف سے ایک شگفتہ سی آواز ...ئی تو ارباب بے اختیار چونک پڑا ۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ...ت ابھر آئے ۔

"ماشاء اللہ گلا تو آپ کا سریں ہے"...... ارباب نے جواب دیا تو ...ی طرف سے بولنے والا بے اختیار ہنس پڑا ۔

"بہت خوب ۔ اس قدر خوبصورت جواب دینے والا واقعی رباب کی ...ئے ارباب ہی ہو سکتا ہے ۔ اب یہ اور بات ہے کہ جس ارباب کو ...ور سر کی پہچان ہو ۔ اسے خالی ارباب کہنے کی بجائے ارباب نشاط ...ئے تو زیادہ بہتر ہے ۔ نشاط کا لفظ بھی رات یعنی لیل میں زیادہ ...مال ہوتا ہے ۔ اس لئے ارباب لیلیٰ اور ارباب نشاط تقریباً ہم معنی ...ن جاتے ہیں ۔ ویسے میرا نام علی عمران ہے"...... دوسری طرف ...کہا گیا اور ارباب بھی اس خوبصورت ۔ گہرے اور پر معنی جواب پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بے اختیار مسکرا دیا۔

"اوہ تو آپ ہیں علی عمران۔ فون کرنے کی کیا ضرورت
تشریف لائیے۔ اکٹھے کھانا بھی کھائیں گے اور عمرانیات پر ڈسکا
ہو جائے گی"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ اس دعوت کا۔ لیکن شیرٹن والے مونگ کی
پکاتے نہیں ہیں اور میرے باورچی آغا سلیمان پاشا نے مجھے م
مونگ کی دال کے اور کچھ کھانے کے قابل چھوڑا ہی نہیں ہے۔
نے تو فون اس لئے کیا تھا کہ آپ کے دل میں ملک وقوم کے ل
ہمدردی ہے اور جس کا اظہار آپ نے تھوڑی دیر پہلے اپنی سویٹ ہا
سے باتیں کرتے ہوئے کیا اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کروں۔
سیکرٹ سروس والے بہادروں کے پاس اتنی فرصت نہیں ہوتی
نواب بہادروں کو تلاش کرتے پھریں۔ اس لئے آپ کو مایوس ہ
کی ضرورت نہیں ہے آپ بڑے شوق سے اپنا باقی ماندہ مشن مک
سکتے ہیں۔ آپ کے کھانے میں مداخلت پر معذرت پھر ملاقات ہو
خدا حافظ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ف
ختم ہو گیا۔ تو ارباب نے فون آف کیا اور اسے ایک طویل سانس
ہوئے میز پر ایک طرف رکھ دیا۔

"کس کا فون تھا"...... لیلیٰ نے پوچھا۔

"علی عمران کا"...... ارباب نے کہا اور دوبارہ کھانا کھانے
مصروف ہو گیا۔



"کیا اس نے تمہیں چیلنج کر دیا ہے"...... لیلیٰ نے ہونٹ چباتے
کہا تو ارباب بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم باتیں سن رہی تھیں"۔ ارباب
چونک کر کہا۔

"میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ اس لئے مجھے تو یہ بھی
معلوم ہوتا ہے کہ تم کیا سوچ رہے ہو۔ کہو تو بتا دوں"...... لیلیٰ نے
تو ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں واقعی۔ یہی تو بڑی مشکل ہے۔ شادی کے بعد آدمی کسی کے
بارے میں سوچ ہی نہیں سکتا۔ بہرحال اس نے واقعی مجھے چیلنج کر دیا
ہے"...... ارباب نے کہا۔

"کیا کہا ہے"...... لیلیٰ نے کہا۔ تو ارباب نے عمران کی بات بتا
دی۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے کمرے میں بھی اس نے کوئی ڈکٹا
فون فٹ کر رکھا تھا۔ یہ تو اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے"۔ لیلیٰ
نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہے تو اخلاق سے گری ہوئی حرکت۔ لیکن ایسے دھندوں میں
یہ کام تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ بہرحال اب مجھے واقعی اس فورسٹار کو
ختم کرنا ہی پڑے گا"...... ارباب نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ختم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس عمران کو اس اخلاق سے گری
ہوئی حرکت کا جواب بھی تو دینا ہے۔ ساتھ ہی تفصیل بھی پوچھ لیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



گے "........ لیلیٰ نے کہا تو ارباب بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ تمہارا مطلب ہے کہ اسے اغوا کیا جائے"..... نے کہا۔

"اغوا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے فلیٹ پر چلتے ہیں" نے کہا تو ارباب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے"....... ارباب نے کہا اور دوبارہ کھانا کھانے مصروف ہو گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد ناول

فور سٹارز

حصہ دوم

مصنف:۔ مظہر کلیم ایم۔اے

لمحہ جب ارباب اور لیلی عمران کو سزا دینے کیلئے اس کے فلیٹ پر
پنچ گئے۔ عمران کا ارباب اور لیلی کے ہاتھوں کیا حشر ہوا ــــــ ؟
لمحہ جب عمران سر سلطان کی سرپرستی میں باقاعدہ سیکرٹ سروس کے
بڑن کے ہمراہ نواب رضا کی بیٹی گلشن جہاں سے شادی طے کرنے پہنچ گیا۔
جبکہ جولیا بھی اس کے ہمراہ تھی۔ کیا شادی طے ہوگئی۔ کیا جولیا نے کوئی
ردعمل ظاہر نہ کیا ــــــ ؟
ب ــــ کیا عمران اور ارباب ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے کے دشمن بن
گئے ــــ یا ــــ ؟
نواب بہادر کی اصل شخصیت کیا تھی۔ کیا عمران اصل شخصیت کو سامنے لانے
میں کامیاب بھی ہوسکا ــــ یا ــــ ؟
کیا فور سٹارز اپنے پہلے کارنامے میں کامیابی سے ہمکنار ہوسکا یا ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا گیا۔
انتہائی حیرت انگیز، دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی ــــ مزاح، ایکشن اور
سسپنس سے بھرپور ایک منفرد موضوع ــــ شائع ہوگیا ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان